www.KitaboSunnat.com

المصباح المنیر

تہذیب و تحقیق

تفسیر ابن کثیر (اردو)

قرآن مجید، صحیح احادیث اور آثار سلف کی روشنی میں

سورۂ فاتحہ ——— سورۂ آل عمران

امام ابوالفداء عماد الدین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
۷۰۱ - ۷۷۴ھ

ترجمہ: مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

ترجمہ قرآن: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، مولانا محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

تہذیب، تخریج، تحقیق و نظرثانی:
شعبہ تحقیق و تصنیف و ترجمہ دارالسلام

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر واشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مصباح المنیر

تہذیب و تحقیق

تفسیر ابن کثیرؒ (اردو)

قرآن مجید صحیح احادیث اور آثارِ سلف کی روشنی میں...

3

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

© مكتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن كثير، اسماعيل بن عمر
المصباح المنير في تهذيب تفسير ابن كثير - المجلد الثالث - اسماعيل بن عمر ابن كثير - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٨٨٠ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٧-٩-٩٩٨٤-٩٩٦٠-٩٧٨
(النص باللغة الاردية)
١. القرآن - التفسير المأثور أ. العنوان
ديوي ٢٢٧,٣٢ ١٤٢٨/٦٦٧٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٦٦٧٨
ردمك: ٧-٩-٩٩٨٤-٩٩٦٠-٩٧٨

238.43
ا ب ن ت

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.dar-us-salam.com

- طریق مکہ۔العلیا۔الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز۔الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
- سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
- مدینہ منورہ: 00966-04-8234446 فیکس: 04-8151121 ● خمیس مشیط فون: 2207055 7 00966 موبائل: 0500710328
- الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624

لندن فون: 4885 539 208 0044 فیکس: 208 5394889

امریکہ
1. ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431
2. نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

1. 36۔ لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
2. غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
3. مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم (D.C.H.S) Z-110,111 مین طارق روڈ کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

مکتبہ رحمانیہ
۹۹ ... جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....17546....

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِصباح المُنیر

تہذیب و تحقیق

تفسیر ابنِ کثیر (اردو)

قرآن مجید صحیح احادیث اور آثارِ سلف کی روشنی میں

3

سورۂ توبہ ـــــ سورۂ مریم

امام ابو الفداء عماد الدین حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ

۷۰۱ ـ ۷۷۴ ھ

تہذیب مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ ترجمہ مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

ترجمہ قرآن: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، مولانا محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

تخریج تحقیق و نظر ثانی: شعبہ تحقیق و تصنیف و ترجمہ دار السلام، لاہور

دار السلام
DARUSSALAM

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 **امریکہ** • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 **آسٹریلیا** فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

• 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072

موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

حافظ آباد فیصل پلازہ، گوجرانوالہ روڈ، حافظ آباد فون و فیکس 525170-0547

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

''کیا پھر وہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں؟''

(سورۂ محمد: 24)

فرمانِ نبوی

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

(صحیح بخاری: 5027)

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجمالی فہرست

سورۂ توبہ	47
پارہ:11	143
سورۂ یونس	186
سورۂ ہود	264
پارہ:12	267
سورۂ یوسف	337
پارہ:13	367
سورۂ رعد	401
سورۂ ابراہیم	451
سورۂ حجر	500
پارہ:14	500
سورۂ نحل	530
پارہ:15	611
سورۂ بنی اسرائیل	611
سورۂ کہف	728
پارہ:16	790
سورۂ مریم	810

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوانات	آیات	صفحہ
سورۂ توبہ		
نزول کے اعتبار سے آخری سورت	2,1	47
اس سورت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں؟	2,1	47
زمانۂ نزول	2,1	47
مشرکوں سے براءت کا اعلان	2,1	48
مشرکوں کو چار مہینے کی مہلت	2,1	48
حج اکبر کے دن اعلان براءت	3	49
عہد کو مدت تک پورا کیا جائے	4	51
آیتِ سیف کا حکم	5	51
زکاۃ کی اہمیت	5	52
مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دی جائے	6	53
مشرکین سے بیزاری کی تاکید	7	54
کافروں سے دشمنی	8	55
نقشہ: فتح مکہ	8	56
مشرکین کی بداعمالیاں	11-9	57
کفر کے سرداروں کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں	12	57

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
کافروں سے لڑائی کی ترغیب اور اس کے فوائد	15-13	58
ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچاؤ	15-13	59
مسلمانوں کی آزمائش مقصود ہے	16	60
مشرک اللہ کی مسجدوں کو آباد نہیں کر سکتے	18,17	61
اہل ایمان مسجدیں آباد کرتے ہیں	18,17	61
حاجیوں کو پانی پلانا اور خانہ کعبہ کو آباد کرنا ایمان و جہاد کے برابر نہیں	22-19	63
آیت: 19 کی شان نزول	22-19	63
مشرکوں کی دوستی ترک کر دینے کا حکم اگرچہ قریبی ہی ہوں	24,23	64
محبتِ رسول ﷺ کا معیار	24,23	65
ترکِ جہاد کے نقصانات	24,23	66
فتح کا انحصار غیبی نصرت پر ہے	27-25	67
غزوۂ حنین	27-25	67
نقشہ: غزوۂ حنین	27-25	68
مشرکین کے لیے مسجد حرام میں داخلے کی ممانعت	29,28	72
اہل کتاب سے جہاد جزیہ نہ دینے کی صورت میں	29,28	73
جزیہ ذلت وکفر کی علامت ہے	29,28	74
یہود ونصاریٰ سے قتال ان کے کفر وشرک کی بنا پر ہے	31,30	76
نبی مکرم ﷺ اور عدی بن حاتم کی گفتگو	31,30	76
اہل کتاب کی نور اسلام کو بجھا دینے کی کوشش	33,32	78
''کافر'' کی وجہ تسمیہ	33,32	78
اسلام تمام دینوں پر غالب آجائے گا	33,32	78
علمائے سوء اور گمراہ صوفیوں سے بچنے کی تلقین	35,34	79

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
کون سا "کنز" (خزانہ) عذاب کا باعث ہے؟	35,34	81
زکاۃ ادا نہ کرنے والے کا انجام	35,34	82
حرمت والے چار مہینے	36	84
قمری مہینوں کے ناموں کی وجہ تسمیہ	36	85
دنوں کے عربی ناموں کی واحد جمع اور بعض ناموں کی وجہ تسمیہ	36	86
حرمت والے مہینے صرف چار ہیں	36	87
رجب کو رجبِ مُضر کیوں کہا گیا؟	36	87
ان مہینوں کو حرمت والے قرار دیے جانے کی وجہ	36	87
ان مہینوں میں نیکی کے ثواب اور گناہ کے عذاب میں اضافہ	36	88
حرمت والے مہینوں میں قتال	36	88
شریعت میں رائے کے ساتھ تصرف کی مذمت	37	90
﴿النَّسِیٓءُ﴾ کیا ہے؟	37	90
رسمِ نسیء کا موجد	37	91
جہاد نہ کرنے پر سرزنش	39,38	92
دنیا کا سامان بہت قلیل ہے	39,38	92
جہاد سے گریزاں لوگوں کو سرزنش	39,38	92
اللہ اپنے نبی ﷺ کا مددگار ہے	40	93
نقشہ: ہجرت نبوی	40	94
جہاد ہر حال میں فرض ہے	41	96
انفاق وقتال کی ترغیب	41	97
منافقوں کے پیچھے رہ جانے کا سبب	42	98
منافقوں کو اجازت دینے کی وجہ سے باز پرس	45-43	99

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
منافقین کے حالات کی پردہ دری	47,46	100
منافقوں کے ظاہری طور پر اسلام لانے کا سبب	48	102
آیت:49 جدّ بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی	49	102
مومنوں پر مصیبتیں ٹوٹیں تو کافر خوش ہوتے ہیں	51,50	104
مارے گئے تو شہید زندہ رہے تو غازی	54-52	105
کافر کی کوئی نیکی قابل قبول نہیں	54-52	105
کفار کے مال واولاد آپ کو حیرت میں نہ ڈالیں	55	106
منافقوں کی گھبراہٹ	57,56	106
منافقوں کی صدقات پر طعنہ زنی	59,58	107
خارجیوں کے متعلق پیش گوئیاں	59,58	108
مصارفِ زکاۃ کا بیان	60	109
فقراء	60	110
مساکین	60	110
کارکنانِ صدقات	60	110
تالیف قلب	60	110
گردنیں آزاد کرنا	60	111
گردن آزاد کرنے کی فضیلت	60	112
قرض دار	60	112
اللہ کی راہ میں	60	113
مسافر	60	113
نبی ﷺ کو ایذا دینا منافقوں کی نشانی ہے	61	114
جھوٹی قسموں کے ساتھ لوگوں کو خوش کرنا	63,62	114

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
راز کے فاش ہونے کا ڈر	64	115
منافقوں کے حیلے بہانے اور باطل عذر	66,65	116
منافقوں کی کچھ دیگر خصلتیں	68,67	118
یہود ونصاریٰ کی روش اور پیغمبر اسلام ﷺ کی امت	69	119
منافقوں کو نصیحت کہ وہ پہلے لوگوں سے عبرت حاصل کریں	70	120
مومنوں کی صفاتِ محمودہ	71	121
مومنوں کو دائمی نعمتوں کی بشارت	72	122
وسیلہ کیا ہے؟	72	123
جنتیوں کے لیے سب سے بڑی نعمت	72	124
کفار ومنافقین سے جہاد اور سختی کا حکم	74,73	125
سببِ نزول	74,73	125
منافقین کا رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا ناپاک ارادہ	74,73	126
طلبِ مال اور صدقے میں بخل منافقوں کی نشانی ہے	78-75	129
منافقوں کی کم یا زیادہ خرچ کرنے والوں پر طعنہ زنی	79	130
منافقوں کا مومنوں کی حوصلہ شکنی کا ایک انداز	79	131
منافقوں کے لیے استغفار کی ممانعت	80	132
غزوے میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے منافقوں کی خوشی	82,81	133
جہنم کی ہولناکیاں	82,81	134
منافقوں کو ساتھ لے کر جہاد کے لیے نکلنے کی ممانعت	83	135
منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت	84	136
جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت	87,86	138
مومنوں پر انعاماتِ الٰہیہ	89,88	139

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
جہاد اور معذور لوگ	90	140
جہاد میں عدم شرکت کا شرعی عذر	93-91	140
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبۂ جہاد	93-91	141
سفر نہ تکلیف، اجر میں برابر کے شریک	93-91	141
پارہ: 11		
منافقوں کے مکر وفریب کا بیان	96-94	143
دیہاتی لوگ کفر ونفاق میں زیادہ شدید ہوتے ہیں	99-97	144
مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے فضائل ومناقب	100	146
دیہات اور مدینہ کے منافق	101	147
سستی کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہ جانے والے مومن	102	148
زکاۃ وصول کرنے کا حکم اور اس کے فوائد کا بیان	104,103	150
اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرتا اور صدقات کی پرورش فرماتا ہے	104,103	151
نافرمانوں کے لیے وعید	105	152
غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ	106	153
مسجدِ ضرار اور مسجد تقویٰ	108,107	154
نقشہ: مسجد قباء	108,107	155
مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت	108,107	156
مسجد قباء اور اس میں نماز کی فضیلت	108,107	157
اہل قباء اور طہارت	108,107	157
اچھے طریقے سے وضو نہ کرنے کا نقصان	108,107	158
مسجد قباء اور مسجد ضرار میں فرق	110,109	158
اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کے جان ومال کو خرید لیا ہے	111	159

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
اللہ تعالیٰ مجاہد کا کفیل ہے	111	160
مومنوں کی صفات جمیلہ	112	161
مشرکین کے لیے دعا کی ممانعت	114,113	162
مؤاخذہ اتمامِ حجت کے بعد ہی ہے	116,115	164
غزوۂ تبوک	117	165
تپتے صحراء، دشوار راہ، منزل کی دوری اور مجاہدین کا صبر و ثبات	117	165
نقشہ: غزوۂ تبوک	117	166
ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا قصہ جن پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ کر دی گئی	119,118	167
سچ بولنے کا حکم	119,118	174
غزوے کے لیے نکلنے کی جزا	120	175
سخاوتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	121	176
دین سیکھنے کی ضرورت واہمیت	122	176
نزدیک رہنے والے کفار سے جہاد کا حکم	123	178
مومن کے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے	125,124	181
منافقوں کی آزمائش	127,126	182
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ کا احسان ہے	129,128	183
سورۂ یونس		
رسول آدمی ہی ہوسکتا ہے	2,1	186
اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق، رب اور متصرف ہے	3	187
سفارش اس کے لیے ہوگی جس کے حق میں اللہ چاہے گا	3	188
جزا و سزا کے لیے سب نے اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے	4	189
ہر چیز اللہ کی قدرت کی شاہد ہے	6,5	190

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
نہیں نکمی کوئی چیز قدرت کے کارخانے میں	6,5	190
ایمان وتقویٰ اور عقل ودانش سے بہرہ ور لوگوں کے لیے......	6,5	191
منکرینِ قیامت کا ٹھکانا جہنم ہے	8,7	192
اہلِ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو اچھا بدلہ ملے گا	10,9	192
ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ ہی حمد وثنا کا مستحق ہے	10,9	193
اللہ تعالیٰ بد دعا کو بھلائی کی دعا کی طرح جلد قبول نہیں فرماتا	11	194
انسان تکلیف میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور فراخی وخوشحالی میں اُسے فراموش کر دیتا ہے	12	195
پہلی امتوں کی ہلاکت باعثِ عبرت ہے	14,13	196
عوف بن مالک رحمہ اللہ کا خواب	14,13	196
سردارانِ قریش کی ہٹ دھرمی	16,15	197
قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت	16,15	198
نبوت کا جھوٹا دعویدار بہت بڑا ظالم ہے	17	199
یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا	17	199
''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''	17	200
مشرکوں کا اپنے خداؤں کے بارے میں اعتقاد	19,18	201
شرک ایک نئی ایجاد ہے	19,18	201
مشرکوں کا نشانی کا مطالبہ	20	202
پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم	20	203
سب سے بڑی نشانی	20	203
تکلیف کے بعد راحت آنے پر انسان کا بدل جانا	23-21	205
دنیاوی زندگی کی مثال	25,24	208
غیر فانی نعمتوں کی ترغیب	25,24	209

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
210	26	نیکوکاروں کا اجر وثواب
211	26	دیدار الٰہی
212	26	روز قیامت گرد وغبار اور سیاہیوں سے محفوظ، رونق افروز چہرے
212	27	مجرموں کی سزا
213	32-28	مشرکوں کے خداؤں کا مشرکوں سے اظہارِ براءت
215	33-31	مشرکین کا اللہ تعالیٰ کی توحیدِ ربوبیت کا اعتراف
216	33-31	ہر کوئی اللہ کے در کا سوالی ہے
218	36-34	کیا معبودوں میں پیدا کرنے، لوٹانے اور ہدایت سے نوازنے کی صلاحیت ہے؟
219	40-37	قرآن اللہ کا سچا کلام ہے
220	40-37	قرآن پاک کے چیلنج کا تیسرا مقام
221	40-37	قرآن مجید ایک معجز نما کتاب ہے
222	44-41	مشرکوں سے اظہارِ براءت کا حکم
224	45	حشر میں احساس ہوگا کہ دنیا کی زندگی بہت مختصر تھی
226	47,46	مجرموں سے دنیا یا آخرت میں ضرور انتقام لیا جائے گا
227	52-48	منکرین، قیامت کے جلدی وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں
228	54,53	قیامت برحق ہے
229	56,55	ہر چیز اللہ کے روبرو حاضر ہوگی
230	58,57	قرآن نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت ہے
230	60,59	اللہ تعالیٰ کے سوا حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار کسی اور کو نہیں
232	61	ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے
233	64-62	اولیاء اللہ کی پہچان
234	64-62	انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
''بُشریٰ'' سے مراد سچے خواب ہیں	64-62	234
پریشان کن خواب آئے تو......	64-62	235
''بُشریٰ'' کا ایک اور مفہوم	64-62	235
مومن کے دنیا میں آخری لمحات اور روز قیامت بشارتیں	64-62	235
ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے	67-65	236
حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم	70-68	237
اللہ تعالیٰ بیوی اور بچوں سے پاک ہے	73-71	238
اسلام ہی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے	73-71	239
مجرموں کا بدترین انجام	73-71	241
دِلوں پر مہر	74	241
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ	78-75	243
موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ	82-79	244
قوم فرعون کے چند لڑکے ہی ایمان لائے	83	245
موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو توکل علی اللہ کی ترغیب دی	86-84	246
گھروں میں نماز ادا کرنے کا حکم	87	247
موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے بددعا	89,88	248
موسیٰ علیہ السلام کی بددعا اور اس کی قبولیت	89,88	248
بنی اسرائیل کا نجات پانا اور آل فرعون کی غرقابی	92-90	249
فرعون کا جسم نشانِ عبرت بنا دیا گیا	92-90	252
فرعون کی ہلاکت عاشوراء کے دن ہوئی	92-90	253
نقشہ: فرعون کی غرقابی اور اس کی ممی	92-90	253
بنی اسرائیل کو عمدہ جگہ اور پاکیزہ رزق ملنا	93	254

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
فرقہ بندیاں	93	254
سابقہ کتابوں میں قرآن مجید کی تصدیق	97-94	255
نزولِ عذاب کے وقت ایمان لانے نے قوم یونس کے سوا اور کسی کو فائدہ نہیں دیا	98	256
نقشہ: یونس علیہ السلام اور آپ کی قوم کا مسکن: نینویٰ	98	258
اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایمان پر مجبور نہیں کرتا	100,99	259
ہدایت نہ رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہے اور نہ ہی آپ کے ذمے ہے	100,99	259
آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور کرنے کا حکم	103-11	260
اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اسی پر توکل کا حکم	107-104	262
انبیائے کرام علیہم السلام بھی وحیٔ الٰہی کے تابع ہیں	109,108	263
سورۂ ہود		
اس سورت نے نبیٔ اکرم ﷺ کو بوڑھا کر دیا	----	264
قرآن پاک کی آیات محکم اور مفصل ہیں	4-1	264
قرآن مجید اور دعوتِ توحید	4-1	265
معلم کائنات ﷺ بحیثیت بشیر و نذیر	4-1	265
استغفار کے ثمرات اور اس سے روگردانی کے نقصانات	4-1	265
اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے	5	266
پارہ: 12		
تمام مخلوقات کا رزق اللہ کے ذمے ہے	6	267
آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے قبل عرش الٰہی پانی پر تھا	8,7	268
مقصد حیات	8,7	269
احسن عمل کون سا ہے؟	8,7	269
بعث بعد الموت کے متعلق مشرکین کا جھگڑا	8,7	270

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
”أُمَّة“ کے متعدد معانی	8,7	270
خوشی اور غمی میں انسان کا بدل جانا	11-9	272
مومن کے لیے خیر ہی خیر ہے	11-9	272
مشرکوں کی باتوں سے رسول اللہ ﷺ کا دل گرفتہ ہونا......	14-12	273
اعجازِ قرآن	14-12	274
محض دنیا کے طلب گار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں	16,15	275
قرآن پر ان کا ایمان ہے جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں	17	276
دین فطرت	17	276
عالمگیر رسول ﷺ	17	278
ہر حدیث کا مصداق قرآن میں موجود ہے	17	278
کیا اکثریت معیار حق ہو سکتی ہے؟	17	279
اللہ پر جھوٹ باندھنے والے اور اس کے رستے سے روکنے والے......	22-18	279
روز قیامت اور معبودان باطلہ	22-18	281
اہلِ ایمان کا صلہ	24,23	282
مومنوں اور کافروں کی مثال	24,23	282
حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور قوم کے ساتھ آپ کی گفتگو	27-25	283
کفار کے ہاں کمزور، گھٹیا اور رذیل لوگوں کا تصور	27-25	284
ادنیٰ و اعلیٰ کا صحیح معیار	27-25	284
حق کے آشکار ہونے کے بعد مزید غور و فکر کی حاجت نہیں رہتی	27-25	285
حضرت نوح علیہ السلام کا جواب	28	285
کمزور مؤمنین کی طرف داری	30,29	286
نبی کے پاس خزانے ہوتے ہیں نہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے	31	287

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
قومِ نوح کا مطالبۂ عذاب اور نوح علیہ السلام کا جواب	34-32	288
رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا بیان	35	288
قوم کے انجام کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی	39-36	289
سفینۂ نوح	39-36	289
اپنے پیغمبروں کو بھی تمسخر کا نشانہ بناتے رہے	39-36	290
طوفان کا آغاز	40	290
صرف اسّی (80) مرد و زن ایمان لائے	40	291
کشتی میں سوار ہونا اور ہولناک موجوں میں اس کا چلنا	43-41	292
سفینۂ نوح موجوں کی روانی میں	43-41	293
مجبور رہا محبوب ترا، کشتی میں پسر کو بٹھا نہ سکا	43-41	293
طوفان کا اختتام	44	294
جودی پہاڑ کا عجز و انکسار	44	294
نقشہ: کوہِ جودی اور نوح علیہ السلام کی قوم کا علاقہ	44	295
حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے گفتگو	47-45	296
سلامتی و برکت کے ساتھ کشتی سے اترنے کا حکم	48	296
یہ واقعات رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں	49	298
حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ	52-50	298
حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کی گفتگو	56-53	299
حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو وارننگ	60-57	301
قوم عاد کی تباہی اور مومنوں کی نجات	60-57	301
حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا قصہ	61	302
حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کی گفتگو	63,62	302

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
فرشتوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد اور اسحاق و یعقوب علیہما السلام کی بشارت	73-69	304
آدابِ ضیافت	73-69	304
ابراہیم علیہ السلام اس کے مستحق ہیں کہ اللہ انھیں اپنا دوست قرار دے	73-69	305
ذبیح، اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں	73-69	306
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قومِ لوط کے بارے میں جھگڑا	76-74	307
فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آمد	79-77	308
نبی قوم کے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہے	79-77	309
لوط علیہ السلام کی قوم کو نصیحت اور قوم کی ہٹ دھرمی	79-77	310
حضرت لوط علیہ السلام کی عاجزی اور قوت کی تمنا	81,80	310
فرشتوں کا آپ کو حقیقت سے مطلع کرنا	81,80	311
قوم لوط کی بستی کی ہلاکت و تباہی	83,82	312
پتھروں کی بارش	83,82	312
مدین کا قصہ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت	84	313
ڈکیتی، راہزنی اور ناپ تول میں کمی کرنے والی قوم	86,85	314
قومِ شعیب کا جواب	87	314
حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو جواب	88	315
تبلیغ دین سے کیا مقصود ہونا چاہیے؟	88	315
﴿شِقَاقِیْٓ﴾ کا معنی و مفہوم	90,89	316
قوم شعیب کا جواب	92,91	317
حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کو جواب	92,91	317
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو سرزنش	95-93	317
قوم شعیب پر مختلف قسم کے عذاب	95-93	318

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ	99-96	319
تباہ شدہ بستیوں سے عبرت	101,100	320
اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی شدید ہے	102	321
بستیوں کی تباہی قیامت کی دلیل ہے	105-103	322
بدبختوں کا انجام	107,106	323
دوام اور ہمیشگی پر دلالت کے لیے اہل عرب کے مختلف محاورے	107,106	323
مومن بالآخر جہنم سے نکال لیا جائے گا	107,106	324
نیک بخت لوگوں کا انجام	108	325
موت کو بھی موت دے دی جائے گی	108	325
شرک بلاشبہ بہت بڑی گمراہی ہے	111-109	326
تمام امتیں اللہ کے روبرو حاضر ہوں گی	111-109	327
استقامت کا حکم	113,112	328
اقامتِ نماز کا حکم	115,114	328
نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں	115,114	329
صغیرہ گناہوں کو مٹانے کا بہترین طریقہ	115,114	330
برائیوں سے روکنے والی جماعت ضرور ہونی چاہیے	117,116	331
اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمین کو ایمان عطا نہیں کیا	119,118	332
فرقۂ ناجیہ	119,118	333
بہشتِ جاوداں کے مستحق کمزور لوگ ہیں	119,118	333
سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی تکذیب کا سامنا کرنا پڑا	120	334
انجام کس کا اچھا ہوگا؟	122,121	335
اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار	123	335

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات

سورۂ یوسف

عنوانات	آیات	صفحہ
اوصافِ قرآنِ کریم	3-1	337
سببِ نزول	3-1	338
حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب	4	338
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مخفی رکھنے کا حکم دیا	5	339
پسندیدہ اور ناپسندیدہ خوابوں سے متعلق چند مسائل	5	339
حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر	6	340
قصہ یوسف علیہ السلام اور عبرت ونصیحت	10-7	341
یوسف علیہ السلام کے خلاف بھائیوں کی سازشیں	10-7	341
بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو لے جانے کی اجازت مانگی	12,11	342
باپ کا جواب	14,13	343
یعقوب علیہ السلام کا خدشہ	14,13	343
یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرانا	15	344
اللہ تعالیٰ کی یوسف علیہ السلام کو تسلی	15	344
برادرانِ یوسف کا اپنے باپ کے ساتھ فریب	18-16	345
حضرت یوسف علیہ السلام کا کنویں سے نکال کر فروخت کیا جانا	20,19	346
حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں	22,21	348
تین شخص بہت صاحبِ فراست تھے	22,21	348
عزیز کی بیوی کی حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت اور ان سے فریب کاری	23	349
کچھ ﴿هَيْتَ﴾ کے بارے میں	23	350
﴿هَمَّ بِهَا﴾ سے مراد	24	350
اس آیت میں ﴿بُرْهَانَ﴾ کے معانی	24	352

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
352	29-25	عورت کا یوسف علیہ السلام کے پیچھے بھاگنا
352	29-25	دانشمندانہ فیصلہ
354	29-25	عزیزِ مصر کی تحقیق اور یوسف علیہ السلام کو پردہ پوشی کا حکم
354	34-30	خبر شہر کی عورتوں تک پہنچ گئی
355	34-30	عورتوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے
356	34-30	عورتیں پکار اٹھیں
356	34-30	یوسف علیہ السلام کی قید کو ترجیح اور اللہ سے دعا
358	35	قید کا فیصلہ اور اس پر عمل درآمد
358	36	خواب کی تعبیر کے بارے میں دو قیدیوں کا سوال
359	38,37	تعبیر سے پہلے قیدیوں کو دعوتِ توحید
360	40,39	یوسف علیہ السلام کا نہایت واضح اندازِ دعوت
360	41	دونوں قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر
361	42	حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے فرمایا......
362	49-43	شاہِ مصر کا خواب
363	49-43	بادشاہ کے خواب کی تعبیر
363	49-43	فصلوں کو محفوظ رکھنے کا عمدہ اور نایاب طریقہ
364	52-50	حضرت یوسف علیہ السلام اور عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے کی تحقیق
365	52-50	بادشاہ اور زنانِ مصر
		پارہ: 13
367	53	﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ...... ﴾ کا قائل کون تھا؟
368	55,54	بادشاہ کی نظر میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مقام و مرتبہ
368	55,54	بوقت ضرورت اپنی صلاحیتوں سے دوسروں کو آگاہ کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت	57,56	368
بلادِ مصر قحط کی لپیٹ میں	62-58	370
برادرانِ یوسف کی مصر میں آمد	62-58	370
حسنِ تدبیر	62-58	371
یعقوب علیہ السلام سے بنیامین کو ساتھ لے جانے کا مطالبہ	64,63	372
سرمائے کا غلے سے برآمد ہونا	66,65	373
یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے ایک تدبیر	68,67	374
حضرت یوسف علیہ السلام کی بنیامین کو تسلی	69	375
برادرانِ یوسف، بنیامین کو بھائی کے پاس چھوڑنے پر کیسے مجبور ہوئے؟	72-70	375
سابقہ شرائع میں چوری کی سزا	76-73	376
یہ تدبیر درحقیقت اللہ کی طرف سے تھی	76-73	377
ہر صاحبِ علم سے بڑھ کر صاحبِ علم موجود ہے	76-73	377
برادرانِ یوسف کا آپ علیہ السلام پر چوری کا الزام	77	378
بھائیوں کی تجویز	79,78	379
بھائیوں کا آپس میں مشورہ	82-80	380
افسوس ناک خبر سننے کے بعد اللہ کے نبی کا جواب	86-83	381
بیٹوں کا باپ سے اظہارِ ہمدردی	86-83	382
یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی تلاش کا حکم	88,87	383
بھائی، یوسف علیہ السلام کے دربار میں	88,87	383
حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کو اپنے بارے میں بتانا	92-89	384
عفو و درگزر کی درخشندہ مثال	92-89	385
حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کرنا	95-93	385

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
یہوذا قمیص لے کر پہنچ گیا	98-96	386
برادرانِ یوسف کی ندامت	98-96	387
والدین کا استقبال	100,99	387
یوسف علیہ السلام اپنے والدین کو تخت پر بٹھاتے ہیں	100,99	388
خواب کی سچی تعبیر	100,99	388
کیا تعظیمی سجدہ شریعت محمدیہ میں جائز ہے؟	100,99	388
اسلام پر خاتمے کی دعا اور ایک اشکال کا جواب	101	390
یہ واقعات وحی الٰہی میں سے ہیں	104-102	391
نبی علیہ السلام ہر جگہ حاضر ناظر نہیں	104-102	391
اکثریت کیسے لوگوں کی ہوتی ہے؟	104-102	391
لوگوں کا نشانیوں پر غور نہ کرنا	107-105	392
شرک کی ایک مخفی صورت	107-105	393
مشرکوں کو تنبیہ	107-105	394
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ، طریقہ اور سنت	108	395
تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر اور مرد تھے	109	395
سابقہ لوگوں سے عبرت حاصل کی جائے	109	396
انبیائے کرام علیہم السلام کو مشکل اوقات میں نصرت سے نوازا جاتا تھا	110	397
عقل مندوں کے لیے عبرت	111	400
سورۂ رعد		
اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے	1	402
اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت کا بیان	2	402
استواء	2	402

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
تسخیرِ شمس وقمر	2	403
زمین میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں	4,3	404
حیات بعد الممات کا انکار عجیب وغریب نظریہ ہے!	5	406
کفار کا جلد عذاب طلب کرنا	6	407
مشرکوں کا نشانی طلب کرنا	7	408
عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی ہے	9,8	409
اللہ تعالیٰ کا علم ہر ظاہر ومخفی چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے	11,10	411
حفاظت کرنے والے فرشتے	11,10	412
بادل، بجلی اور کڑک اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں	13,12	414
کڑک کے وقت دعا	13,12	415
مشرکوں کے معبودوں کے عجز کی مثال	14	417
ہر چیز اللہ کے آگے سجدہ کرتی ہے	15	418
توحید باری تعالیٰ کا اثبات	16	419
حق کے باقی رہنے اور باطل کے فنا ہونے کی دو مثالیں	17	420
پانی اور آگ کی مثالیں کتاب وسنت میں موجود ہیں	17	422
خوش بختوں اور بدبختوں کی جزا	18	423
مومن اور کافر برابر نہیں ہیں۔	19	424
سعادت مندوں کے وہ اوصاف جو جنت میں پہنچا دیتے ہیں	24-20	425
بدبختوں کے اعمال اور انجام	25	428
رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ کے ہاتھ میں ہے	26	429
مشرکین کا نشانیوں کا مطالبہ اور اس کا جواب	29-27	430
اللہ کے ذکر سے مومن کو اطمینان وسکونِ قلب حاصل ہوتا ہے	29-27	431

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
طوبیٰ کا بیان	29-27	431
آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد تلاوت آیات اور دعوت الی اللہ ہے	30	433
قرآن کی فضیلت اور کفار کا انکار	31	434
رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی	32	437
اللہ تعالیٰ اور مشرکوں کے معبودانِ باطلہ میں قطعاً کوئی اشتراک نہیں	33	437
کفار کے عذاب اور ابرار کے ثواب کا بیان	35,34	439
سچے اہل کتاب قرآن مجید سے خوش ہوتے ہیں	37,36	443
تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے	39,38	444
اللہ کے حکم کے بغیر کوئی رسول نشانی نہیں لاسکتا	39,38	445
کتاب میں مٹانے اور باقی رکھنے کے معنی	39,38	445
رسول کا فرض پہنچا دینا ہے	41,40	447
کفار کی چال اور مومنوں کی کامیابی	42	448
اللہ تعالیٰ اور جن کے پاس کتاب کا علم ہے	43	449
سورۂ ابراہیم		
قرآن مجید کی تعریف	3-1	451
ہر پیغمبر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا	4	453
عالمگیر پیغمبر ﷺ	4	453
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم	5	454
انعامات واحسانات کی یاددہانی	8-6	455
نعمتوں پر شکر اضافے کا اور ناشکری عذاب کا باعث ہے	8-6	455
اللہ تعالیٰ بہت بے نیاز ہے	8-6	456
امتوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی	9	457

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
﴿ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ ﴾ کی تفسیر	9	457
انبیائے کرام علیہم السلام اور کفار کے مابین جھگڑا	12-10	458
کافروں نے بشریت کی وجہ سے انبیاء کی رسالت کا انکار کیا	12-10	459
امتوں کی اپنے رسولوں کو دھمکی اور اللہ تعالیٰ کی رسولوں کو خوشخبری	17-13	460
''وراء'' بمعنی آگے	17-13	462
کافروں کے اعمال کی مثال	18	465
حیات بعد الممات کی دلیل	20,19	466
جہنم میں غلط پیشواؤں اور ان کے پیروکاروں کا جھگڑا	21	468
قیامت کے دن ابلیس کا اپنے پیروکاروں سے خطاب	23,22	470
کلمۂ اسلام اور کلمہ کفر کی مثال	26-24	473
مومن کی دنیا و آخرت میں قول ثابت کے ساتھ مضبوطی	27	474
نیک اور بد روح آخرت کی راہوں پر	27	474
کفرانِ نعمت کی سزا	30-28	482
نماز پڑھنے اور خرچ کرنے کا حکم	31	483
اللہ تعالیٰ کی مختلف نعمتوں کا ذکر	34-32	484
اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	36,35	486
اپنے آپ کو اور اہل و عیال کو شرک سے محفوظ رکھنے کی تڑپ	36,35	487
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور لوگوں کا سرزمین کعبہ کی طرف میلان	37	488
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے دعا کا اثر	37	488
ہم جو بھی چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں اللہ اس کو جانتا ہے	41-38	489
اللہ تعالیٰ کا کافروں کو مہلت دینا از راہ غفلت نہیں	43-42	490
عذاب آنے کے بعد مہلت نہیں	46-44	491

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں کرتا	48,47	494
روز قیامت مجرموں کے احوال	51-49	497
اللہ کا پیغام	52	498
سورۂ حجر		
پارہ:14		
کفار کسی وقت تمنا کریں گے کہ کاش! وہ مسلمان ہوتے	3-1	500
ہر بستی کے لیے ایک وقت مقرر ہے	5,4	501
کفار کا رسول اللہ ﷺ کو مجنون قرار دینا اور نزول ملائکہ کا مطالبہ اور ان کا رد	9-6	501
مشرکین کا اپنے رسولوں کے ساتھ استہزا	13-10	502
کفار نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود ایمان نہیں لاتے	15,14	503
آسمانوں اور زمین میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں	20-16	504
ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں	25-21	505
ہواؤں کے فائدے	25-21	506
میٹھا پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے	25-21	506
مخلوق کو پہلی دفعہ اور دوبارہ پیدا کرنے پر اللہ کی قدرت	25-21	507
انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مادہ	27,26	508
تخلیق آدم، فرشتوں کو سجدے کا حکم اور ابلیس کا انکار	33-28	509
ابلیس کا جنت سے اخراج اور قیامت تک مہلت	38-34	509
ابلیس کا چیلنج اور اس کے لیے جہنم کی وعید	44-39	510
جہنم کے سات دروازے ہیں	44-39	512
اہل جنت کا تذکرہ	50-45	512
ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا لڑکے کی بشارت دینا	56-51	514

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
515	60-57	فرشتوں کی آمد کا سبب
515	64-61	فرشتوں کی لوط علیہ السلام کے پاس آمد
516	66,65	لوط علیہ السلام کو اپنے گھر والوں کو لے کر رات کو نکل جانے کا حکم
516	72-67	اہل شہر فرشتوں کو نوجوان سمجھ کر ان کے پاس آ گئے
518	77-73	قوم لوط کی ہلاکت
518	77-73	بستی سدوم رستے پر ہے
518	79,78	قوم شعیب کی ہلاکت
519	84-80	وادی حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت
520	86,85	دنیا کو مصلحت کی خاطر پیدا کیا گیا ہے
521	88,87	قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے
522	88,87	''سبع مثانی'' سے کیا مراد ہے؟
523	93-89	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علانیہ ڈرانے والے ہیں
524	93-89	﴿ الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝۹۰ ﴾ کی تفسیر
526	99-94	حق کو بیان کرنے کا حکم
526	99-94	مشرکین سے اعراض کا حکم اور استہزا کرنے والوں سے کفایت کی ضمانت
528	99-94	تکالیف برداشت کرنے پر حوصلہ افزائی اور موت تک تسبیح اور عبادت کا حکم
		سورۂ نحل
530	1	قیامت قریب ہے
531	2	اللہ جسے چاہے پیغام توحید کے ساتھ مبعوث فرما دے
532	4,3	اللہ ہی نے آسمان، زمین اور انسان کو پیدا فرمایا ہے
534	7-5	چوپائے بھی اللہ کی مخلوق اور نعمت ہیں
535	8	گھوڑے، گدھے اور خچر

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
دینی رشتوں کا بیان	9	536
بارش اور اس کے فوائد	11,10	537
لیل ونہار، شمس وقمر کی تسخیر اور زمین کی پیداوار، نشانیاں ہیں	13,12	538
ستاروں، سمندروں اور پہاڑوں میں اللہ کی قدرت کی دیگر نشانیاں	18-14	540
عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے	18-14	541
اللہ تعالیٰ ظاہر وباطن کو جانتا ہے	21-19	542
مشرکوں کے معبود مخلوق ہیں خالق نہیں	21-19	542
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں	23,22	543
کفار کی وحی سے روگردانی اور دگنی سزا	25,24	543
گمراہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ساتھ......	25,24	544
سابقہ لوگوں کے اعمال اور ان کی سزا کا ذکر	27,26	545
عہد شکنوں کی رسوائیاں	27,26	546
بوقت وفات اور بعد از وفات کافروں کے حالات	29,28	547
پرہیزگاروں کے حالات	32-30	548
ایمان سے انکار کے معنی عذاب کے انتظار کے ہیں	34,33	550
مشرکین کا شرک کے بارے میں تقدیر سے استدلال	37-35	551
اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کر دے اسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا	37-35	552
بعث بعد الموت برحق ہے	40-38	553
مہاجرین کی جزا	42,41	555
نقشہ: ہجرت حبشہ	42,41	556
تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے	44,43	557
مجرم بے خوف کیسے ہو سکتے ہیں!	47-45	559

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
اللہ تعالیٰ کی رأفت ورحمت	47-45	560
ہر چیز اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے	50-48	561
صرف اللہ تعالیٰ ہی مستحق عبادت ہے	55-51	562
نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	55-51	562
مشرکین کا معبودانِ باطلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے نذر ونیاز	60-56	563
مشرکوں کی بیٹیوں سے نفرت	60-56	564
گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کی جاتی	62,61	565
مشرکوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی ناپسندیدہ چیزوں کی نسبت کرنا	62,61	566
سابقہ لوگوں کے حالات سے تسلی	65-63	567
نزولِ قرآن کا مقصد	65-63	567
چوپاؤں، کھجوروں اور انگوروں میں بھی عبرت ہے	67,66	568
گوبر اور لہو کے درمیان سے دودھ کا نکلنا	67,66	569
شہد کی مکھی اور اس کے شہد میں بھی عبرت ہے	69,68	570
شہد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	69,68	571
شہد کے ذریعے سے علاج معالجہ	69,68	571
انسان بھی مقام عبرت ہے	70	572
امور معیشت نشانی اور نعمت ہیں	71	573
بیویاں، بیٹے اور پوتے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں	72	574
غیر اللہ کی عبادت سے انکار	74,73	575
مومن اور کافر یا بت اور حق کی مثال	75	576
ایک اور مثال	76	576
غیب اور قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے	79-77	577

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
کان، آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں	79-77	578
فضا میں پرندوں کی تسخیر بھی نشانی ہے	79-77	579
گھر، کپڑے اور دیگر اسباب اللہ کی نعمتیں ہیں	83-80	580
سائے، پہاڑ اور قمیصیں بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	83-80	580
پیغمبر کا کام پیغام پہنچانا ہے	83-80	581
حشر کے دن مشرکین کا حال	83-80	581
جہنم کی ہولناکیاں	88-84	582
مشرکین کے معبودوں کا ان سے اظہار براءت	88-84	582
روز قیامت سب اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہو جائیں گے	88-84	583
فسادی کافروں کے عذاب میں اضافہ	88-84	584
ہر نبی روز قیامت اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا	89	584
قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے	89	585
انصاف واحسان کا حکم	90	586
صلہ رحمی کا حکم اور بے حیائی و برائی کی ممانعت	90	586
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا واقعہ	90	587
ایفائے عہد کا حکم	92,91	588
پختہ قسمیں توڑنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ	92,91	589
اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا	96-93	591
دھوکے کے لیے قسم کی ممانعت	96-93	591
دنیا کے ساز و سامان کے عوض قسموں کو مت توڑو	96-93	591
نیک عمل اور اس کی جزا	97	592
تلاوت سے پہلے تعوذ کا حکم	100-98	593

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
مشرکین کا ایک اعتراض اور اس کی تردید	102,101	594
مشرکین کا ایک اور افترا اور اس کی تردید	103	594
پیغمبروں پر نازل کردہ آیات سے اعراض کرنے اور......	105,104	595
مرتد پر اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب	109-106	596
سبب نزول	109-106	597
اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجبوراً کفر کرنے والا شخص مومن ہی رہے گا	109-106	597
مسلمان کا رخصت کے بجائے اپنے دین پر ثابت قدم رہنا افضل واولیٰ ہے	109-106	598
مجبور و مضطر قابل معافی ہے	111,110	599
مکہ کی مثال	113,112	600
نعمتوں کی ناشکری اور پیغمبروں کی نافرمانی کا نتیجہ قحط سالی، خوف اور بھوک ہے	113,112	600
حلال وحرام	117-114	602
یہودیوں کے لیے بعض حلال و پاکیزہ چیزوں کی حرمت	119,118	603
خلیل اللہ کا تذکرہ	123-120	604
یہودیوں کے لیے ہفتے کے دن کا تقرر	124	605
حکمت و موعظت حسنہ کے ساتھ دین کی دعوت کا حکم	125	607
قصاص میں مساوات کا حکم	128-126	608
اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں اور پرہیزگاروں کا مددگار ہے	128-126	608
پارہ: 15		
سورۂ بنی اسرائیل		
فضیلت	----	611
معراج کا بیان	1	611
نقشہ: اسراء	1	612

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
معراج سے متعلق احادیث مبارکہ	1	613
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	1	613
انس بن مالک کی مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت	1	617
انس کی ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت	1	621
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت	1	624
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	1	624
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت	1	627
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت	1	628
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	1	628
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	1	630
زمانۂ معراج	1	630
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے پہلے نماز پڑھائی یا واپسی پر؟	1	631
معراج جسم وروح کے ساتھ عالم بیداری میں تھی	1	632
ایک عظیم نکتہ	1	632
احادیث معراج متواتر ہیں	1	633
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات	3,2	635
یہودیوں کی دوبارہ سرکشی	8-4	636
یہودیوں کا پہلا فساد اور اس کی سزا	8-4	637
بخت نصر نے کشتوں کے پشتے لگادیے	8-4	637
دوسرا فساد	8-4	638
قرآن مجید کی تعریف	10,9	638
انسان کی جلد بازی اور اپنے لیے بددعا	11	639

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
639	11	جلد بازی اور انسان
640	12	رات دن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں
642	14,13	ہر انسان کے ساتھ اس کا نامۂ اعمال ہوگا
643	15	کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا
644	15	عذاب رسول کی بعثت کے بعد ہی ہوتا ہے
645	15	فوت ہو جانے والے چھوٹے بچوں کا مسئلہ
645	15	پہلی حدیث
646	15	دوسری حدیث
646	15	تیسری حدیث
647	15	چوتھی حدیث
647	15	اس مسئلے میں گفتگو کرنا مکروہ ہے
648	16	﴿ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا ﴾ کا مفہوم
649	17	قریش کو سرزنش
649	19,18	دنیا و آخرت کے طلب گاروں کا بدلہ
650	21,20	اللہ کی عطا رکی ہوئی نہیں
651	21,20	جنت کے درجات اور جہنم کے طبقات
651	22	کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ
653	24,23	توحید اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم
653	24,23	دوسری حدیث
653	24,23	تیسری حدیث
654	24,23	چوتھی حدیث
654	24,23	پانچویں حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
والدین کے حق میں کوتاہی کی معافی	25	655
صلہ رحمی کا حکم	28-26	655
فضول خرچی کی ممانعت	28-26	657
خرچ میں میانہ روی	30,29	657
قتل اولاد کی ممانعت	31	659
زنا اور اس کے اسباب سے اجتناب کا حکم	32	660
قتل ناحق کی ممانعت	33	661
مال یتیم میں بہتر تصرف اور پورا ماپ تول	35,34	662
علم کے بغیر بات کرنے والے کی سرزنش	36	664
اکڑ کر چلنے کی مذمت	38,37	665
﴿سَیِّئُهٗ﴾ کی قراءتیں اور مفہوم	38,37	665
وحی وحکمت	39	666
فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں	40	666
قرآن میں ایک بات کا مختلف طریقوں سے بیان	41	667
قربت الٰہی کے لیے کسی پیر فقیر کے وسیلے کی ضرورت نہیں	43,42	667
ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے	44	668
مشرکوں کے دلوں پر پردہ ہے	46,45	670
قرآن سننے کے بعد قریش کی سرگوشیاں	48,47	672
حیات بعد الممات پر ایمان نہ لانے والوں کی تردید	52-49	674
حسنِ ادب کے ساتھ گفتگو	53	677
اللہ ہی علیم وحکیم اور غفور ورحیم ہے	55,54	677
بعض انبیاء کی بعض پر فضیلت	55,54	678

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
مشرکوں کے معبود نفع ونقصان کی قدرت نہیں رکھتے	57,56	679
قیامت سے پہلے کافروں کی تمام بستیوں کو تباہ کر دیا جائے گا	58	680
نشانیاں نہ بھیجنے کا سبب	59	681
واقعۂ معراج لوگوں کے لیے آزمائش ہے	60	683
قصۂ آدم وابلیس	62,61	684
ابلیس اور اس کے پیچھے چلنے والوں کا ٹھکانا	65-63	685
شیطانی ہتھکنڈے اور لشکر	65-63	685
مال واولاد میں شیطان کی شراکت	65-63	686
شیطان کا وعدہ سراسر دھوکا ہے	65-63	687
کشتیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ہیں	66	687
کفار مصیبت کے وقت اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں	67	687
کیا خشکی میں عذاب الٰہی نہیں آ سکتا؟	68	688
وہ چاہے تو تمھیں دوبارہ دریا میں لے جائے	69	689
انسان کے شرف وفضل کا بیان	70	689
روز قیامت ہر شخص اپنے پیشوا کے ساتھ بلایا جائے گا	72,71	690
کفار کے مطالبے پر وحی کو بدل دینے کی سزا	75-73	693
آیت کا سبب نزول	77,76	693
نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرنے کا حکم	79,78	694
نماز فجر وعصر میں فرشتوں کا جمع ہونا	79,78	694
نماز تہجد کا حکم	79,78	696
روز قیامت رحمت عالم ﷺ پر رب کائنات کی خصوصی نوازشیں	79,78	697
مقام محمود	79,78	698

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	79,78	699
ہجرت کا حکم	81,80	703
کفار قریش کے لیے وعید	81,80	704
قرآن شفا اور رحمت ہے	82	704
خوشی وغمی کی حالتوں میں انسان کی عادت	84,83	705
روح کا ذکر	85	706
روح اور جان	85	708
اگر اللہ چاہے تو قرآن کو لے جائے	89-86	709
قرآن کا چیلنج	89-86	709
قریش کا مخصوص نشانیوں کا طلب کرنا	93-90	710
مشرکوں کے مطالبات پورے نہ کرنے کا سبب	93-90	713
رسول کی بشریت کی وجہ سے مشرکین کا ایمان لانے سے انکار	95,94	715
اللہ ہی گواہ کافی وافی ہے	96	717
ہدایت وگمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے	97	717
گمراہوں کی سزا	97	717
بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہڈیاں دوبارہ صحیح سالم ہو جائیں گی	99,98	718
بخل انسانی طبیعت کا خاصہ ہے	100	719
موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں	104-101	721
فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت	104-101	722
قرآن کا سچائی کے ساتھ تھوڑا تھوڑا نازل ہونا	106,105	723
قرآن حق ہے، سابقہ اہل علم کو اس کا اعتراف ہے	109-107	724
اللہ تعالیٰ کے سب نام اچھے ہیں	111,110	725

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات

عنوانات	آیات	صفحہ
قراءت نہ بلند آواز سے نہ آہستہ	111,110	726
توحید کا بیان	111,110	726
سورۂ کہف		
فضیلت	----	728
سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں پڑھنے والا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا	----	728
قرآن مجید بحیثیت بشیر ونذیر	5-1	729
سبب نزول	5-1	730
مشرکوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غم نہ کریں	8-6	732
دنیا آزمائش کا گھر	8-6	732
اصحابِ کہف کا قصہ	12-9	733
نقشہ: اصحابِ کہف رحمہم اللہ کا شہر	12-9	734
﴿ وَالرَّقِيمِ ﴾ کا معنی ومفہوم	12-9	735
اصحاب کہف کا غار میں داخلہ	12-9	735
اصحاب کہف پر نیند کا طاری ہونا	12-9	736
ان کا اللہ پر ایمان اور قوم سے علیحدگی	16-13	737
ایمان میں کمی بیشی	16-13	737
دلوں کی مضبوطی اور حوصلہ	16-13	738
اصحاب کہف کی سالانہ میلے میں آخری شرکت اور اپنی قوم سے علیحدگی	16-13	738
اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو کر یہاں اکٹھے ہونے کا سبب	16-13	738
اصحاب کہف کا بادشاہ کو دعوت ایمان دینا اور اپنا دین بچانے کے لیے وطن چھوڑنا	16-13	739
لوگوں سے علیحدگی کن کن حالات میں جائز اور ناجائز ہے؟	16-13	739
غار کا موقع محل	17	741

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
742	17	نقشہ: اصحابِ کہف کے غار کی کیفیت
743	17	غار کس علاقے میں تھا؟
744	18	غار میں سونا
745	20,19	بیداری کے بعد ایک شخص کو کھانا خریدنے کے لیے بھیجنا
746	21	اہل شہر کا مطلع ہونا
748	21	بطور یادگار غار پر مسجد بنانا
749	22	اصحاب کہف کی تعداد
750	24,23	مستقبل میں کسی کام کے ارادے کے وقت ''ان شاء اللہ'' کہنا
751	24,23	یاد آنے پر ''ان شاء اللہ'' کہنا
752	26,25	غار میں قیام کی مدت
753	26,25	﴿ اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ ﴾ کا مفہوم
753	28,27	تلاوتِ قرآن اور مومنوں کے ساتھ صبر کرنے کا حکم
754	28,27	رحمٰن کے بندوں سے بے رخی نہ کرنے کی ترغیب
755	29	حق آچکا ہے تو جو کوئی اس کا انکار کرے گا......
756	29	جہنمیوں کا کھانا پینا، زقوم اور تلچھٹ ہوگا
757	31,30	ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا
759	36-32	دولت مند مشرک اور فقیر مسلم کی مثال
759	36-32	مال دار فاسق و فاجر کا فخر و غرور کرنا اور اتراتے ہوئے باغ میں داخل ہونا
760	41-37	فقیر مومن کا جواب
761	41-37	کوئی بھلی چیز دیکھ کر کیا کہنا چاہیے؟
762	44-42	کفر کا بدترین انجام
763	44-42	﴿ هُنَالِكَ ﴾ اور ﴿ الۡوَلَايَةُ ﴾ کی مختلف قراءتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
دنیاوی زندگی کی مثال	46,45	764
اللہ کی عبادت اموال واولاد سے بہتر ہے	46,45	765
﴿ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ﴾ سے کیا مراد ہے؟	46,45	766
قیامت کی ہولناکیاں	49-47	767
فرشتے بھی حضور ایزدی میں قطار اندر قطار کھڑے ہوں گے	49-47	768
مجرموں کا دم بخود کھڑے ہونا اور سربستہ رازوں کا کھلنا	49-47	769
غدار کا ذلیل ورسوا ہونا	49-47	769
اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر ظلم کرتا ہے، نہ کرے گا	49-47	769
ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دیا جائے گا	49-47	770
قصہ آدم وابلیس	50	771
مشرک جنھیں پکارتے ہیں وہ ذرے کے بھی مالک نہیں	51	773
شرکاء کی جواب سے عاجزی اور مجرمین کی آگ پر حاضری	53,52	774
گمراہ وہدایت یافتہ کو الگ الگ اور مجرموں کو جدا کر دیا جائے گا	53,52	775
قرآن میں بیان کردہ مثالیں	54	776
کفار کی سرکشی	56,55	776
سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو نصیحت کے بعد اعراض کرے	59-57	778
موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ	65-60	779
مچھلی کا دریا میں چھلانگ لگانا اور ان کا منزل مقصود کو پالینا	65-60	780
نقشہ: مجمع البحرین	65-60	781
موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات اور ان کا ساتھ	70-66	787
کشتی کو توڑنے کا واقعہ	73-71	788
لڑکے کو قتل کرنے کا واقعہ	74	789

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
پارہ: 16		
	76,75	790
دیوار سیدھی کرنے کا واقعہ	78,77	790
کشتی پھاڑنے کا راز	79	791
لڑکے کے قتل کا راز	81,80	792
بغیر اجرت دیوار سیدھی کرنے میں حکمت	82	793
کیا خضر نبی تھے؟	82	794
خضر کی وجہ تسمیہ	82	794
ذوالقرنین کا قصہ	84,83	795
ذوالقرنین کی عظیم الشان سلطنت	84,83	795
ذوالقرنین کا کوچ کرنا اور غروب شمس کی جگہ پہنچنا	88-85	796
ذوالقرنین کا مشرق کی طرف سفر	91-89	798
سرزمین یاجوج وماجوج میں پہنچنا اور دیوار کی تعمیر	96-92	799
ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار رکاوٹ بن گئی اور یہ قیامت کے قریب ٹوٹے گی	99-97	801
نفخ صور	99-97	802
جہنم کو کافروں کے سامنے لایا جائے گا	102-100	803
اعمال اور بدلے کے لحاظ سے خسارے والے لوگ	106-103	804
کافر کا ہر اچھا کام آخرت میں عبث اور بے کار ہے	106-103	805
مومنوں کی جزا	108,107	806
اللہ کی باتیں کبھی ختم نہ ہوں گی	109	807
محمد ﷺ بشر اور رسول ہیں اور معبود ایک ہی ہے	110	808
عند اللہ مقبول اعمال	110	808

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات

سورۂ مریم

عنوانات	آیات	صفحہ
نجاشی کے دربار میں سورۂ مریم کی تلاوت	---	810
زکریا علیہ السلام کی بیٹے کے لیے دعا	6-1	810
نقشہ: حلب	6-1	812
دعا کی قبولیت	7	813
قبولیتِ دعا کے بعد تعجب	9,8	814
فرشتے کا جواب	9,8	814
حمل کی علامت	11,10	815
لڑکے کی ولادت اور اس کے اوصاف	15-12	816
مریم و مسیح علیہما السلام کا قصہ	21-16	818
عفت و پاکدامنی کا زیور	21-16	819
استقرار حمل اور ولادت	23,22	821
نقشہ: بیت لحم	23,22	822
ولادت کے بعد آپ سے کیا کہا گیا؟	26-24	823
﴿سَرِيًّا﴾ سے کیا مراد ہے؟	26-24	824
مریم و مسیح قوم کے سامنے، قوم کا اعتراض اور مسیح علیہ السلام کا جواب	33-27	825
عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں، بیٹے نہیں	37-34	829
عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو توحید کا حکم دیا	37-34	829
کفار کو حسرت کے دن سے ڈرانا	40-38	831
موت کا خاتمہ	40-38	832
ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کو وعظ	45-41	834
ابراہیم علیہ السلام کے والد کا جواب	48-46	835
خلیل اللہ کا جواب	48-46	835

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
اللہ نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے	50,49	837
موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر	53-51	838
اسماعیل کا ذکر	55,54	840
ادریس علیہ السلام کا ذکر	57,56	842
انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں	57,56	842
نقشہ: ادریس علیہ السلام کی بابل سے مصر کی طرف ہجرت	58	843
اچھے اور برے جانشین	60,59	845
سچی توبہ کرنے والوں کے لیے جنت ہے	63-61	847
فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں	65,64	849
انسان کا حیات بعد الممات پر تعجب	70-66	851
جہنم سے ہر شخص گزرے گا مگر پرہیز گار نجات پا جائیں گے	72,71	853
کفار کا اپنی دنیوی خوش حالی پر فخر	74,73	855
سرکش کو مہلت دی جاتی ہے	75	856
ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اضافہ	76	857
کفار کی تردید کہ انھیں آخرت میں مال و اولاد ملے گا	80-77	858
مشرکوں کے معبود انکار کر دیں گے	84-81	859
شیطانوں کا کافروں پر تسلط	84-81	860
قیامت کے دن پرہیز گاروں اور مجرموں کا انجام	87-85	861
اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت کی سخت تردید	95-88	862
اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی محبت دلوں میں پیدا فرما دیتا ہے	98-96	865
قرآن بشارت دینے اور ڈرانے کے لیے نازل ہوا ہے	98-96	866
تحقیق و تخریج کے مصادر و مراجع	---	868

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ توبہ

یہ سورت مدنی ہے

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ

(اے مسلمانو!) جن مشرکین سے تم نے عہد کر رکھا تھا، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان سے (اعلان) براءت ہے① چنانچہ

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ②

(اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ چل پھر لو، اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ②

تفسیر آیات:2,1

نزول کے اعتبار سے آخری سورت: یہ سورت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ہے جیسا کہ امام بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ﴾ (النسآء 4:176) ہے اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت، سورۂ توبہ ہے۔①

اس سورت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں؟ اس سورت کے شروع میں ''بسم اللہ'' اس لیے نہیں لکھی جاتی کیونکہ صحابۂ کرام نے بھی مصحف امام میں اس سورت کے شروع میں ''بسم اللہ'' نہیں لکھی تھی اور انھوں نے ایسا امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اقتدا کے پیش نظر کیا تھا۔②

زمانۂ نزول: اس سورۂ کریمہ کا ابتدائی حصہ حج کے دنوں میں اس وقت نازل ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لے آئے تھے، پھر جب آپ کے پاس یہ ذکر کیا گیا کہ حسبِ عادت مشرکین بھی موسم حج میں آئیں گے اور وہ بیت اللہ کا عریاں ہو کر طواف کریں گے تو آپ نے ان کے ساتھ شریک ہونے کو پسند نہ فرمایا اور اس سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا تاکہ وہ مسلمانوں کو مناسک حج ادا کر کے دکھائیں، مشرکوں کو بتا دیں کہ اس سال کے بعد وہ حج نہ کریں اور لوگوں میں یہ اعلان کر دیں: ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ﴾ ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دست برداری ہے۔'' جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے تو ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دیا تاکہ

① صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله: ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ ......﴾ (التوبة 9:1)، حدیث:4654 و صحیح مسلم، الفرائض، باب آخر آیة أنزلت آیة الکلالة، حدیث:1618. ② ملخص از سنن أبی داود، الصلاة، باب من جهربها، حدیث: 786 و جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة التوبة، حدیث:3086.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ

اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لوگوں کے لیے اعلان ہے کہ بلاشبہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بریٔ الذمہ ہیں،

الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

لہٰذا (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے (حق سے) منہ موڑے رکھا تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③

اور (اے نبی!) آپ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں③

① وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دیں، اس لیے کہ وہ آپ کے عصبہ تھے جیسا کہ تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

مشرکوں سے براءت کا اعلان: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ﴾ ''(اے اہل اسلام! اب) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مشرکوں سے، جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا، بیزاری (اور جنگ کی تیاری) ہے، چنانچہ (مشرکو! تم) زمین میں چار مہینے چل پھر لو۔'' یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جن سے کسی وقت کے تعین کے بغیر مطلق عہد و پیمان کیے گئے تھے یا جن سے چار ماہ سے کم مدت کے لیے معاہدے تھے کہ وہ چار ماہ کی مدت پوری کر لیں اور جن سے معاہدوں کی مدت متعین تھی تو ان کے لیے اس مدت کو پورا کرنے کی اجازت تھی، خواہ وہ مدت کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ...... ﴾ الآية (التوبة 9:4) ''تو جس مدت تک ان کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے پورا کرو......'' اور جیسا کہ عنقریب اس حدیث کو آگے بیان کیا جائے گا جس میں یہ ہے: [وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلٰى مُدَّتِهِ] ''اور جس شخص کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہو گا۔''② اسی طرح کلبی، محمد بن کعب قرظی اور دیگر کئی ایک اہل علم سے مروی ہے۔

مشرکوں کو چار مہینے کی مہلت: ابو معشر مدنی نے کہا کہ ہم سے محمد بن کعب قرظی وغیرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے 9 ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان کے بعد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءت کی تیس یا چالیس آیات دے کر بھیجا جو انھوں نے لوگوں کو سنائیں جن میں مشرکوں کو چار مہینے زمین میں چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی، انھوں نے ان آیات کو عرفے کے دن پڑھ کر سنایا۔ اس لیے یہ مدت ذوالحجہ کے بیس دنوں، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الآخر کے دس دنوں پر مشتمل تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کے مقامات کے پاس جا کر ان آیات کو پڑھ کر سنایا اور اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔③ اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: (دیکھیے آیت:3)

① دیکھیے التوبة، آیت: 3 کے ذیل میں۔ ② جامع الترمذی، الحج، باب ما جاء فی کراهية الطواف عريانًا، حديث: 871 وسنن الدارمی، المناسك، باب لايطوف بالبيت عريان:2/658، حديث:1919 واللفظ له ومسند أحمد:1/79.
③ تفسير الطبری:10/79,80.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیت:3

حج اکبر کے دن اعلان براءت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ ''اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔'' حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن ہے جو ایام مناسک میں سے افضل، زیادہ نمایاں اور زیادہ تعداد میں لوگوں کے جمع ہونے کا دن ہے۔ ﴿اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَرَسُوْلُهٗ ۭ﴾ ''بے شک اللہ مشرکوں سے بریٔ الذمہ ہے اور اس کا رسول بھی (ان سے دست بردار ہے۔)'' یعنی رسول اللہ ﷺ بھی ان سے بیزار ہیں۔ پھر انھیں توبہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاِنْ تُبْتُمْ﴾ ''پس اگر تم توبہ کرلو۔'' یعنی اس شرک اور ضلالت سے جس میں تم مبتلا ہو ﴿فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾ ''تو تمھارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پھر جاؤ۔'' اور اپنی اسی حالت پر برقرار رہو ﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ﴾ ''تو جان لو! بے شک تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکو گے۔'' بلکہ وہ تم پر قادر ہے اور تم اس کے قبضے اور تسلط میں ہو اور اس کی مشیت کے پابند ہو۔ ﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴾ ''اور (اے پیغمبر!) کافروں کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دیں۔'' یعنی دنیا میں ان کے لیے ذلت ورسوائی اور آخرت میں ہتھوڑوں اور بیڑیوں کے ساتھ انھیں عذاب دیا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ اس حج کے موقع پر مجھے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جنھوں نے منیٰ میں یہ اعلان کیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ حُمید (بن عبدالرحمٰن) کہتے ہیں کہ پھر نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دیا کہ وہ سورۂ براءت کا اعلان کردیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ شامل ہو کر منیٰ میں قربانی کے دن سورۂ براءت کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔[1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بھی قربانی کے دن منیٰ میں اعلان کرنے والوں میں بھیجا۔ اور ہم نے یہ اعلان کیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی عریاں ہو کر طواف کرے۔ حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن ہے۔ لوگ چونکہ (عمرے کو) حج اصغر کہتے تھے، اس وجہ سے اس دن کو حج اکبر کہا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ اعلان کرا دیا اور اس کے نتیجے میں اگلے سال، یعنی جس میں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تھا، کسی مشرک نے حج نہ کیا۔[2]

---

[1] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ ...... (التوبة 9:2)، حديث:4655. [2] صحيح البخاري، الجزية والموادعة، باب كيف ينبذ إلى أهل العهد؟ حديث:3177 وصحيح مسلم، الحج، باب لايحج البيت مشرك......، حديث:1347.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ

لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے، پھر انھوں نے تمھارے حق میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمھارے مقابلے میں کسی کی مدد کی تو

اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④

ان سے (مقررہ) مدت تک ان کا عہد پورا کرو۔ بے شک اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے ④

محمد بن اسحاق نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۂ براءت نازل ہوئی تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ فرما چکے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ سورت دے کر کسی کو ابوبکر کے پاس بھیج دیں؟ آپ نے فرمایا: [لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي] ''میری طرف سے میرے اہل بیت ہی میں سے کوئی شخص یہ سورت پہنچائے گا۔'' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: [أُخْرُجْ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةٍ، وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ إِذَا اجْتَمَعُوا بِمِنًى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ، وَّلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَّمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ] ''سورۂ براءت کے ابتدا میں مذکور اس قصے کے ساتھ نکلو اور قربانی کے دن لوگ جب منیٰ میں جمع ہوں تو یہ اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہو تو وہ اس کی مدت تک ہوگا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ناقۂ عضباء پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رستے میں جا ملے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب انھیں دیکھا تو فرمایا: تم امیر ہو یا مامور؟ انھوں نے فرمایا: میں امیر نہیں بلکہ مامور ہوں، پھر دونوں نے مل کر سفر طے کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج میں لوگوں کی امامت کے فرائض سرانجام دیے۔ اس سال عرب میں لوگ اپنے ان مقامات ہی میں تھے جن میں وہ زمانۂ جاہلیت میں موسم حج میں ہوا کرتے تھے حتی کہ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ اعلان کیا: [يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ، وَّلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَّمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ] ''لوگو! بے شک کوئی کافر جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہے تو وہ اس کے لیے اس کی مدت تک ہوگا۔'' اس اعلان کی وجہ سے اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج کیا نہ کسی نے عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر حج سے فراغت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔ اس طرح یہ مشرکین سے بیزاری کا اعلان تھا، البتہ جن سے پہلے سے کوئی معاہدہ تھا انھیں معاہدے کی مدت تک مہلت دے دی گئی۔ [1]

[1] السيرة النبوية لابن هشام، حج أبي بكر بالناس سنة تسع: 191,190/4 و تفسير الطبري: 85,84/10 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ

پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو تم مشرکین کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو اور انھیں پکڑ لو اور ان کا محاصرہ کر لو اور

وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ⑤

بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ⑤

تفسیر آیت:4

عہد کو مدت تک پورا کیا جائے: جن لوگوں سے عہد مطلق تھا اور اس کے لیے کسی وقت کا تعین نہ تھا، انھیں چار ماہ کی مہلت دے دی گئی کہ وہ زمین میں چلیں پھریں اور اپنی جان بچانے کی خاطر جہاں جانا چاہیں چلے جائیں۔ اور جن لوگوں سے عہد و پیمان کی مدت مقرر ہو تو ان کے لیے حکم یہ تھا کہ ان کے لیے مدت مقررہ تک عہد کا پاس کیا جائے۔ قبل ازیں اس مفہوم کی احادیث بھی بیان کی جا چکی ہیں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد کر رکھا ہو تو اس کا اس کی مدت مقررہ تک پاس رکھا جائے گا، بشرطیکہ وہ معاہد عہد شکنی نہ کریں اور نہ کسی اور کو مسلمانوں کے خلاف حملے کے لیے اکسائیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ④﴾ ''یقیناً اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔'' یہاں پرہیزگاروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔

تفسیر آیت:5

آیتِ سیف کا حکم: امام مجاہد، عمرو بن شعیب، محمد بن اسحاق، قتادہ، سدی اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں عزت کے مہینوں سے مراد وہ چار مہینے ہیں جن کی کافروں کو مہلت دیتے ہوئے (اسی سورت کی آیت:2) میں فرمایا گیا: ﴿فَسِيۡحُوۡا فِى الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ﴾ ''چنانچہ (مشرکو!) تم زمین میں چار مہینے چل پھر لو۔''[1] پھر فرمایا: ﴿فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ﴾ یعنی جب یہ چار ماہ گزر جائیں جن میں ہم نے تمھارے لیے مشرکوں سے لڑنے کو حرام قرار دیا ہے اور انھیں ان چار ماہ کی مہلت دے دی ہے تو ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ﴾ ''مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔'' یعنی زمین میں انھیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ اور یہ حکم عام ہے لیکن مشہور بات یہ ہے کہ انھیں حرم میں قتل کرنا حرام ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوۡكُمۡ فِيۡهِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡكُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ ؕ﴾ (البقرة 2:191) ''اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑو، پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن کو قتل کر ڈالو۔'' اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَخُذُوۡهُمۡ﴾ ''اور انھیں پکڑ لو۔'' اور اگر چاہو تو قتل کر دو یا چاہو تو قید کر لو۔ اور ارشاد الٰہی ہے:

---

[1] تفسیر الطبری:10/102،103.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

اور (اے نبی!) اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے، پھر اسے اس کی

مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥

امن کی جگہ پہنچا دیں، اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے ⑥

﴿وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ﴾ ''اور ان کو گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔'' یعنی صرف انھیں پکڑنے پر اکتفا نہ کرو بلکہ ان کے ٹھکانوں اور قلعوں میں ان کا محاصرہ کر لو، راستوں پر ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھ جاؤ اور زمین کو اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ کر دو اور انھیں مجبور کر دو کہ وہ اسلام قبول کر لیں یا قتل ہونا پسند کر لیں، اسی لیے فرمایا: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤﴾ ''پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکاۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

زکاۃ کی اہمیت: اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کے لیے اسی طرح کی آیات کریمہ سے استدلال کیا تھا کیونکہ ان لوگوں سے قتال اس شرط کے ساتھ ہی حرام تھا کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اس کے عائد کردہ واجبات کو ادا کریں۔ واجبات اسلام میں سے اعلیٰ کا ذکر کر کے دیگر واجبات کی طرف اشارہ کر دیا۔ شہادتین کے بعد ارکان اسلام میں سب سے اشرف و افضل رکن نماز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے۔ اس کے بعد زکاۃ کا درجہ ہے جسے فقراء اور محتاج لوگوں کے فائدے کے لیے واجب قرار دیا گیا ہے۔ مخلوق سے متعلق افعال میں سے زکاۃ سب سے اشرف و افضل عمل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بہت سے مقامات پر نماز اور زکاۃ کا اکٹھا ہی ذکر کیا ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ......] ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں......۔''[1]

یہ آیت کریمہ آیت سیف ہے اور اس کے بارے میں ضحاک بن مُزاحم نے کہا ہے کہ اس آیت نے ہر اس عہد کو ختم کر دیا جو نبی اکرم ﷺ اور کسی بھی مشرک کے مابین تھا، اس نے ہر عہد اور ہر مدت کو ختم کر دیا۔[2] عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ سورۂ براءت کے نزول اور حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد کسی بھی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور ذمہ باقی نہیں رہا اور مشرکوں سے کیے ہوئے عہد کی مدت کے گزرنے کے حکم کا تعلق سورۂ براءت کے نزول

① صحیح البخاري، الإیمان، باب: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ......﴾، حدیث: 25 و صحیح مسلم، الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إله إلا الله ......، حدیث: 22. ② تفسیر ابن أبي حاتم: 1752/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے کے دور سے تھا اور جب سورۂ براءت نازل ہوئی تو صرف چار ماہ کے لیے مہلت دے دی گئی، یعنی سورۂ براءت کے اس حکم کے مطابق اعلان کے دن سے لے کر ربیع الآخر کی دس تاریخ تک۔ ①

تفسیر آیت: 6

مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دی جائے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴾ ''اور اگر کوئی ایک مشرکوں میں سے۔'' ان میں سے جن سے قتال کا میں نے آپ کو حکم دیا ہے اور جن کی جانوں اور مالوں کو آپ کے لیے مباح قرار دیا: ﴿ اسۡتَجَارَكَ ﴾ ''آپ سے پناہ کا خواست گار ہو۔'' یعنی آپ سے امن طلب کرے تو اس کی درخواست کو قبول کر لیجیے حتی کہ وہ اللہ کے کلام قرآن مجید کو سن لے جسے آپ اسے پڑھ کر سنائیں اور دین کی کچھ باتوں کا اس کے سامنے ذکر کریں تا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے۔ ﴿ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ ﴾ ''پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دیجیے۔'' یعنی وہ امن میں ہو اور اسے امان حاصل ہو حتی کہ وہ اپنے ملک، اپنے گھر اور اپنے امن کی جگہ پہنچ جائے۔ ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ ﴾ ''یہ اس لیے کہ بے شک وہ بے خبر لوگ ہیں۔'' یعنی ہم نے ان جیسے لوگوں کو امان اس لیے دی ہے تا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کو جان لیں اور اللہ کی دعوت اس کے بندوں تک پہنچ جائے۔

ابن ابونَجیح نے امام مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک انسان آپ کے پاس آئے تا کہ آپ کی بات کو اور جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے، اسے سنے تو وہ امن میں ہے حتی کہ وہ آپ کے پاس آ کر اللہ کے کلام کو سن لے، پھر اپنے امن کی اس جگہ واپس چلا جائے جہاں سے وہ آیا تھا۔ ② یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کو امان دے دیتے تھے جو آپ کے پاس رہنمائی حاصل کرنے کے لیے یا کوئی پیغام لے کر آتا جیسا کہ حدیبیہ کے دن آپ کے پاس قریش کے قاصدوں کی ایک جماعت آئی تھی، مثلاً: عروہ بن مسعود، مِکْرَز بن حفص اور سہیل بن عمرو وغیرہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اس قضیے کے سلسلے میں آئے تھے جو آپ کے اور مشرکین کے مابین تھا۔ انھوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی بے پناہ تعظیم بجالاتے ہیں تو وہ اس سے مبہوت رہ گئے کیونکہ انھوں نے اس طرح کی تعظیم نہ قیصر کی دیکھی تھی اور نہ دنیا کے کسی اور بڑے سے بڑے بادشاہ کی اور انھوں نے واپس جا کر اپنی قوم کو بھی اس کے بارے میں بتایا تھا ③ اور یہی باتیں ان میں سے اکثر لوگوں کی ہدایت کا بڑا سبب ثابت ہوئیں۔

مُسَیلمہ کذاب کا قاصد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: [أَتَشْهَدُ (أَنْتَ) أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ] ''کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔'' اس نے کہا: ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ] ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تیری گردن

① تفسیر الطبری: 78/10. ② تفسیر الطبری: 103/10. ③ دیکھیے صحیح البخاری، الشروط، باب الشروط فی الجهاد و المصالحة......، حدیث: 2732,2731 مطولاً.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ

بھلا مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی عہد کیونکر ہو سکتا ہے سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے قریب

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦

عہد لیا تھا، پھر (جب تک) وہ تمھارے ساتھ سیدھے رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔ بے شک اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے ⑦

اڑا دیتا۔''[1] البتہ بعد میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اس کی گردن اس وقت اڑائی گئی جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے کے امیر تھے، اس شخص کا نام ابن نوّاحہ تھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ شخص مسیلمہ کذاب کو رسول تسلیم کرتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اس وقت تم قاصد نہیں ہو، لہٰذا تمھاری گردن اڑا دی جائے گی، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس ملعون کی گردن اڑا دی گئی۔[2]

الغرض دار الحرب سے اگر کوئی کافر دار الاسلام میں پیغام پہنچانے، تجارت کرنے، صلح طلب کرنے، معاہدہ کرنے یا جزیہ وغیرہ ادا کرنے کے لیے آئے اور امام وقت یا ان کے نائب سے امان طلب کرے تو جب تک وہ دار الاسلام میں رہے گا، اسے امان دے دی جائے گی حتی کہ وہ اپنے وطن اور امن کی جگہ واپس چلا جائے۔

تفسیر آیت: 7

مشرکین سے بیزاری کی تاکید: اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے بے زاری، چار ماہ کی مہلت اور جہاں بھی پائے جائیں شمشیرِ بُرّاں کے ساتھ انھیں تہ تیغ کر دینے کے حکم کی مصلحت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ ﴾ ''بھلا مشرکوں کے لیے عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے؟'' یعنی امان اور یہ کہ انھیں چھوڑ دیا جائے اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کر رہے ہیں، ﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ ﴾ ''سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے مسجد محترم (خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے۔'' یعنی حدیبیہ کے دن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ ﴾ (الفتح 25:48) ''یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمھیں مسجد حرام سے روک دیا اور جانوروں کو بھی کہ اپنی قربان گاہ تک پہنچنے سے روکے رکھا۔'' ﴿ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ ﴾ ''پھر اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول قرار پر) قائم رہو۔'' یعنی جب تک وہ تم سے جنگ نہ کرنے کے عہد و پیمان پر دس برس تک قائم رہیں۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦ ﴾ ''بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اور انھوں نے اہل مکہ کے

---

[1] اس حدیث کا ابتدائی حصہ المعجم الكبير للطبراني: 195/9، حديث: 8959 اور آخری حصہ سنن أبي داود، الجهاد، باب في الرسل، حديث: 2762,2761 کے مطابق ہے۔ و السيرة النبوية لابن هشام، كتاب مسيلمة إلى رسول الله والجواب عنه: 247/4 جبکہ بعض روایات میں [عُنُقَكَ] کے بجائے [أَعْنَاقَكُمَا] ''تم دونوں کی گردنیں (اڑا دیتا۔)'' کے الفاظ ہیں اور قوسین والا لفظ بھی المعجم الكبير للطبراني میں ہے۔ [2] سنن أبي داود، الجهاد، باب في الرسل، حديث: 2762.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ

کس طرح (مشرکوں سے عہد رہ سکتا ہے؟) جبکہ ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمھارے معاملے میں رشتے داری کا لحاظ کریں گے

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧

نہ کسی عہد کا۔ وہ اپنے مونہوں (زبانوں) سے تمھیں خوش کرتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں ⑧

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

انھوں نے اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت میں بیچا، پھر (لوگوں کو) اس کے راستے سے روکا، بے شک برا ہے جو وہ کرتے

يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩

ہیں ⑨ وہ کسی مومن کے معاملے میں رشتے داری کا لحاظ کرتے ہیں نہ کسی عہد کا ،اور وہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں ⑩

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ

پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔ اور ہم (اپنی) نشانیاں ان لوگوں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪

کے لیے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں ⑪

ساتھ 6 ہجری میں جو عہد و پیمان کیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ نے نبھایا یہاں تک کہ قریش نے اسے توڑا اور اپنے حلیف بنو بکر سے رسول اللہ ﷺ کے حلیف خزاعہ پر حملہ کر دیا بلکہ حرم میں انھیں قتل بھی کیا تو اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے رمضان 8 ہجری میں ان سے لڑائی کی اور اس کے نتیجے میں اللہ نے مکہ فتح کرا دیا اور کافروں پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو غلبہ و تسلط عطا فرما دیا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

رسول اللہ ﷺ نے غلبہ و تسلط حاصل کرنے کے بعد ان میں سے مسلمان ہونے والوں کو آزاد کر دیا اور یہ طُلَقاء کے نام سے موسوم ہوئے اور یہ دو ہزار کے قریب تھے۔ اور ان میں سے جو اپنے کفر پر برقرار رہا یا فرار ہو گیا تو انھیں چار ماہ تک کی مہلت دے دی گئی کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ انھی میں سے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ بھی تھے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی کے لیے ہیں، اس کے تمام افعال ہی قابلِ ستائش ہیں۔

تفسیر آیت: 8

کافروں سے دشمنی: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مشرکوں کی دشمنی اور ان سے بیزاری کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ ان سے عہد پورا کیا جائے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے اور رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اگر انھیں مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ انھیں ختم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اور کسی رشتے اور تعلق کا پاس نہ کریں۔ علی بن ابوطلحہ، عکرمہ اور عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ اِلًّا ﴾ کے معنی قرابت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

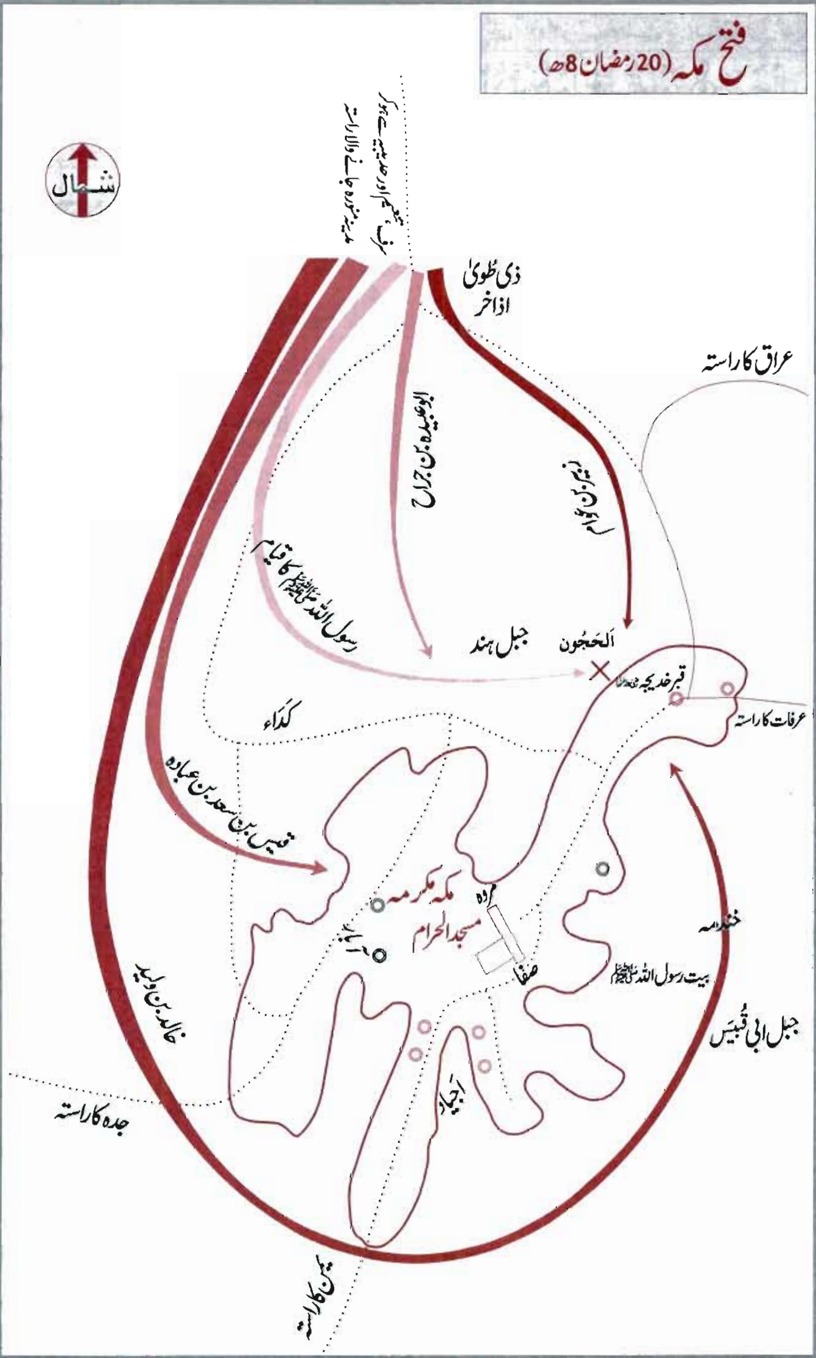

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ

اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمھارے دین میں طعن کریں تو کفر کے (ان) سرداروں سے جنگ کرو، بے شک

الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫

ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں، شاید کہ وہ باز آئیں ⑫

﴿ ذِمَّةً ﴾ کے معنی عہد کے ہیں۔① ضحاک اور سدی کا بھی یہی قول ہے۔②

تفسیر آیات: 9-11

مشرکین کی بداعمالیاں: اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت اور مومنوں کو ان کے خلاف جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ ''انھوں نے اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت میں بیچا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات کی اتباع کے عوض انھوں نے ذلیل دنیا کے امور میں مشغولیت اختیار کر لی ہے۔ ﴿ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ﴾ ''پھر انھوں نے (لوگوں کو) اس (اللہ) کے رستے سے روکا۔'' یعنی مومنوں کو اتباع حق سے روکا۔ ﴿ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ﴾ ''کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں برے ہیں۔ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتے داری کا پاس کرتے ہیں نہ کسی عہد کا۔'' اس کی تفسیر قبل ازیں بیان کی جا چکی ہے،③ اسی طرح اس کے بعد والی آیت: ﴿ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ کی تفسیر بھی قبل ازیں بیان کی جا چکی ہے۔④

تفسیر آیت: 12

کفر کے سرداروں کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مشرک جن سے تم نے ایک معین مدت کے لیے عہد و پیمان کیا ہے، توڑ دیں ﴿ اَيْمَانَهُمْ ﴾ یعنی اپنے عہدوں اور پیمانوں کو ﴿ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ﴾ ''اور تمھارے دین میں طعن کرنے لگیں۔'' یعنی دین پر عیب لگائیں اور اس کی تنقیص کریں۔ اسی آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے یا دینِ اسلام پر طعن کرے یا اس کی تنقیص کرے تو اسے قتل کیا جائے گا، اسی لیے فرمایا ہے: ﴿ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫ ﴾ ''تو ان کفر کے سرداروں سے جنگ کرو بے شک ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں، شاید کہ وہ (اپنی حرکات سے) باز آ جائیں۔'' یعنی اپنے کفر، عناد اور گمراہی سے باز آ جائیں۔ امام قتادہ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ ائمۂ کفر سے ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف جیسے کافر مراد ہیں، انھوں نے یہاں اس طرح کے اور بھی کئی کافروں کے نام لیے ہیں۔⑤ اعمش نے زید بن وہب سے اور انھوں نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے اہل سے اس کے بعد لڑائی نہیں کی گئی۔⑥ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔⑦ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اگرچہ اس آیت کے نزول کا سبب مشرکین قریش ہیں مگر یہ آیت ان کے لیے اور دیگر مشرکین کے لیے

① تفسير الطبری: 109,108/10. ② تفسير الطبری: 109/10. ③ دیکھیے التوبة، آیت: 8 کے ذیل میں۔ ④ دیکھیے التوبة، آیت: 5 کے ذیل میں۔ ⑤ تفسير الطبری: 114/10. ⑥ تفسير الطبری: 114/10. ⑦ الدر المنثور: 388/3.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ

کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسول کو (مکہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا اور انھوں نے ہی پہلے پہل تم

اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ قَاتِلُوْهُمْ

سے لڑائی شروع کی؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ ہی زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو ⑬ ان سے (خوب) لڑائی

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭

کرو، اللہ انھیں تمھارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور انھیں رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمھاری مدد کرے گا اور مومنوں کے سینوں کو شفا

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮

(ٹھنڈک) بخشے گا ⑭ اور وہ ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور اللہ جس پر چاہے توجہ فرماتا ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے ⑮

عام ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

ولید بن مسلم نے کہا کہ ہم سے صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جُبَیر بن نُفَیر سے روایت کیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان لوگوں میں شامل تھے جنھیں شام کی طرف روانہ کیا گیا تھا اور ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ تم ایسے لوگوں سے ملو گے جن کے سر درمیان سے مونڈے ہوئے ہوں گے تو ان کی شیطانی گرہوں پر تلواریں مارو، اللہ کی قسم! مجھے ان میں سے ایک کو قتل کرنا دوسرے ستر کافروں کے قتل کرنے سے زیادہ پسند ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ﴾ ”تو کفر کے سرداروں سے جنگ کرو۔“ ①

تفسیر آیات:13-15

کافروں سے لڑائی کی ترغیب اور اس کے فوائد: یہ بھی ان مشرکوں کے خلاف قتال کی ترغیب ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے جلاوطن کر دینے کا ارادہ کر کے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○﴾ (الأنفال 8:30) ”اور (اے نبی! اس وقت کو یاد کیجیے) جب کافر لوگ آپ کے بارے میں تدبیر کر رہے تھے تاکہ وہ آپ کو قید کر دیں یا جان سے مار دیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ تدبیر کر رہے تھے اور (ادھر) اللہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ﴾ (الممتحنة 60:1) ”وہ رسول کو اور تمھیں بھی جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا ...... ﴾ الآية (بنی إسرآءیل 17:76) ”اور قریب تھا کہ یہ لوگ آپ کو زمین (مکہ) سے پھسلا دیں تاکہ آپ کو وہاں سے جلاوطن کر دیں......“ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ﴾ ”اور پہلے پہل انھوں ہی نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔“ کہا گیا

① تفسیر ابن أبي حاتم: 1761/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمھیں (یونہی) چھوڑ دیا جائے گا؟ جبکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنھوں نے جہاد کیا

دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑯ ع 2/10/8

اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ ان کی خوب خبر رکھتا ہے ⑯

ہے کہ اس سے بدر کے دن کی عہد شکنی مراد ہے جب یہ لوگ اپنے قافلے کی مدد کے لیے نکلے تھے لیکن اس بات کے معلوم ہونے کے باوجود کہ ان کا قافلہ بچ نکلا ہے، پھر بھی یہ لڑنے مرنے کی غرض سے ازراہِ غرور وتکبر آگے ہی بڑھتے چلے گئے جیسا کہ قبل ازیں تفصیل کے ساتھ یہ بیان کیا جا چکا ہے۔[1] اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی اس عہد شکنی سے مراد ان کا اپنے حلیف بنوبکر کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کے حلیف خُزاعہ کے خلاف جنگ کرنا ہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال ان کے مقابلے کے لیے تشریف لے آئے۔ اور اس واقعے کی تفصیلات آپ کو معلوم ہی ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ ﴾ ''کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ ہی زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھی سے ڈرو، میں ہی اس بات کا مستحق ہوں کہ میرے بندے میری سطوت اور میرے عذاب سے ڈریں، میرے ہی ہاتھ میں تمام امور ہیں، وہی ہوتا ہے جو میں چاہوں اور جو میں نہ چاہوں، وہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچاؤ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور جہاد کی حکمت ومصلحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے، حالانکہ اسے یہ قدرت حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے حکم کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالے: ﴿ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ ﴾ ''ان سے (خوب) لڑو اللہ ان کو تمھارے ہاتھوں عذاب دے گا اور رسوا کرے گا اور تمھاری ان کے خلاف مدد کرے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا (ٹھنڈک) بخشے گا۔'' یہ آیت کریمہ تمام مومنوں کے حق میں عام ہے لیکن مجاہد، عکرمہ اور سدی کا قول ہے کہ یہ آیت بنوخزاعہ کے بارے میں ہے۔ اور ﴿ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ ﴾ ''اور ان کے دلوں سے غصہ لے جائے گا۔'' میں بھی ھِم ضمیر کا مرجع یہی (خُزاعہ کے) لوگ ہیں۔[2]

﴿ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ ﴾ ''اور جس پر اللہ چاہے مہربانی فرماتا ہے۔'' یعنی اپنے بندوں میں سے ﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ﴾ ''اور اللہ سب کچھ جانتا ہے'' کہ اس کے بندوں کے لیے کیا بہتر ہے۔ ﴿ حَكِيْمٌ ⑮ ﴾ ''(اور) حکمت والا ہے۔'' وہ اپنے کونی اور شرعی تمام افعال واقوال میں حکمت والا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے، فیصلہ کرتا ہے، وہ عادل وحاکم ہے، کبھی بھی ظلم نہیں فرماتا، اور اس کے پاس خیر وشر کا کوئی ذرہ بھی ضائع نہیں جاتا بلکہ وہ اس کے مطابق دنیا وآخرت میں جزا وسزا دیتا ہے۔

[1] دیکھیے الأنفال، آیت: 47 کے ذیل میں۔ [2] تفسیر الطبری: 118,117/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ

مشرکین اس لائق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں، جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں۔ انھی لوگوں

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

کے (سب) اعمال برباد ہو گئے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ⑰ اللہ کی مسجدیں تو صرف وہ آباد کرتا ہے جو اللہ اور

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ۫

یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکاۃ دی اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرا، لہٰذا امید ہے کہ یہی لوگ

فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱

ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے ⑱

تفسیر آیت:16

مسلمانوں کی آزمائش مقصود ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا﴾ ''کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بلا آزمائش) چھوڑ دیے جاؤ گے۔'' اے مومنو! کیا ہم تمھیں یوں ہی چھوڑ دیں گے اور ایسے امور کے ساتھ تمھاری آزمائش نہیں کریں گے جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ عزم صادق والے کون ہیں اور جھوٹے کون۔ اسی لیے فرمایا: ﴿وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ﴾ ''اور ابھی تو اللہ نے (ایسے) لوگوں کو جانا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔'' بلکہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر اللہ اور اس کے رسول کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ اور اس نے یہاں دو قسموں میں سے ایک ہی کے ذکر پر اکتفا کیا۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿الٓمّٓ ۚ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○﴾ (العنکبوت 29:1-3) ''الٓمّٓ۔ کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ اور البتہ تحقیق جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے)، چنانچہ اللہ ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی ضرور معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○﴾ (آل عمران 3:142) ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بلا آزمائش) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو (اچھی طرح) معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ صبر کرنے والوں کو معلوم کرے۔'' اور فرمایا: ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ﴾ (آل عمران 3:179) ''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہیں رہنے دے گا جس میں تم اس وقت ہو، یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے علیحدہ کر دے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو جہاد کا حکم دیا تو اس نے یہ بھی بیان فرما دیا کہ جہاد میں فلسفہ وحکمت یہ ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کر کے یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان میں سے فرمانبردار کون ہیں اور نافرمان کون، حالانکہ اب تک جو ہوا اور آئندہ جو ہوگا، وہ سب کچھ جانتا ہے اور جو کچھ نہیں ہوا اس کے بارے میں وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر یہ ہوتا تو کس طرح ہوتا وہ ہر ہر چیز کے بارے میں اس کے ہونے سے پہلے ہی جانتا ہے اور جب وہ ہو جائے تو یہ بھی جانتا ہے کہ اب وہ کس حال میں ہے، وہ معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور وہ جو فیصلہ فرما دے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

تفسیر آیات: 18,17

مشرک اللہ کی مسجدوں کو آباد نہیں کر سکتے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والوں کو یہ بات زیبا نہیں کہ اس کی مسجدوں کو آباد کریں کیونکہ یہ مسجدیں تو اسی وحدہ لاشریک کے پاک نام پر بنائی گئی ہیں۔ اور جس نے یہاں [مَسْجِدَ اللّٰهِ] پڑھا ہے تو اس نے اس سے مسجد حرام مراد لی ہے جو تمام مسجدوں سے اشرف و افضل ہے اور جو پہلے دن ہی سے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہے اور جس کے بانی خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ بہر حال مشرکوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں۔ سدی نے کہا ہے کہ اگر آپ کسی نصرانی سے پوچھیں کہ تمھارا دین کیا ہے۔ تو وہ کہے گا کہ میں نصرانی ہوں، کسی یہودی سے یہ سوال پوچھیں تو وہ کہے گا کہ میں یہودی ہوں اگر کسی صابی سے پوچھیں تو وہ کہے گا کہ میں صابی ہوں اور اگر کسی مشرک سے پوچھیں تو وہ جواب دے گا کہ میں مشرک ہوں۔[1] ﴿اُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ﴾ ''ان لوگوں کے (سب) اعمال ضائع ہیں۔'' ان کے شرک کی وجہ سے ﴿وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۱۷﴾ ''اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الأنفال 34:8) ''اور (اب) ان کے لیے کون سی وجہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے جبکہ وہ لوگوں کو مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں، حالانکہ وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں ہیں، اس کے متولی تو صرف پرہیزگار ہی ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔''

اہل ایمان مسجدیں آباد کرتے ہیں: اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اللہ کی مسجدوں کو تو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کے ایمان کی گواہی دی ہے۔ جیسا کہ امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ، فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ] ''جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد آنا اس کی عادت ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اللہ کی مسجدوں کو تو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور روز قیامت

[1] تفسیر الطبری: 120/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے (اعمال کے) مانند قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور یوم

الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت

الظّٰلِمِيْنَ ⑲ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ (وقف لازم)

نہیں دیا کرتا ⑲ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا،

وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ⑳ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

اللہ کے ہاں درجے میں (وہ) سب سے بڑھ کر ہیں اور وہی مراد پانے والے ہیں⑳ ان کا رب انھیں اپنی طرف سے رحمت اور رضامندی

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ ㉑ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں گی ㉑ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ㉒

ابد تک۔ بے شک اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے ㉒

پر ایمان لاتے ہیں۔"[1] نیز اسے امام ترمذی، ابن مردویہ نے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔[2]
امام عبدالرزاق نے عمرو بن میمون اَودِی سے روایت کیا ہے کہ ہمیں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ مسجدیں زمین میں اللہ کے گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عزت کرے جو اس کے گھر میں اس کی زیارت کے لیے آئے۔[3] اور ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ﴾ "اور نماز قائم کرتے ہیں۔" جو سب سے بڑی بدنی عبادت ہے۔ ﴿وَاٰتَى الزَّكٰوةَ﴾ "اور زکاۃ دیتے ہیں۔" جو مخلوق کے ساتھ نیکی و بھلائی کے اعتبار سے ایک افضل عمل ہے۔ اور فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ "اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔" یعنی صرف اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے ﴿فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱﴾ "لہٰذا ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہوں۔" علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جو شخص اللہ کو وحدہ لاشریک مانے، آخرت کے دن کے ساتھ اور جو اللہ نے نازل فرمایا ہے، اس کے ساتھ ایمان لائے اور نماز پنجگانہ ادا کرے اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے: ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○﴾ (بنیٓ إسرآءیل 79:17) "قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔" یعنی عنقریب آپ کا رب

[1] مسند أحمد: 68/3. [2] جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، حديث: 3093 والمستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة التوبة: 332/2، حديث: 3280، البتہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ [3] تفسير عبدالرزاق: 443/2، رقم: 2049 وشعب الإيمان للبيهقي، باب في الصلوات، فصل المشي إلى المساجد: 82/3، حديث: 2943.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا اور وہ شفاعت ہے۔ ﴿ عَسٰى ﴾ اگرچہ ایسا فعل ہے جو امید کا فائدہ دیتا ہے مگر قرآن مجید میں یہ ہر جگہ یقین ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔[1]

تفسیر آیات: 19-22

حاجیوں کو پانی پلانا اور خانہ کعبہ کو آباد کرنا ایمان و جہاد کے برابر نہیں: عوفی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ بیت اللہ کو آباد کرنا اور حاجیوں کو پانی پلانا ایمان و جہاد سے بہتر ہے اور وہ حرم پر فخر کرتے اور اس وجہ سے وہ تکبر کرتے تھے کہ وہ حرم کے باشندے اور اسے آباد رکھنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تکبر اور حق سے روگردانی کا ذکر کرتے ہوئے اہل حرم کے مشرکین کو فرمایا ہے: ﴿ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمنون 23:66,67) ''یقیناً میری آیتیں تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جاتے تھے۔ ان سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے اور تم بے ہودہ گوئی کرتے تھے۔'' یعنی اہل حرم میں سے ہونے کی وجہ سے تکبر کرتے، کہانیوں میں مشغول ہو جاتے اور قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کو مشرکوں کے خانہ کعبہ کو آباد رکھنے اور حاجیوں کو پانی پلانے سے بہتر قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ شرک کی وجہ سے بیت اللہ کی آبادی و خدمت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حیثیت نہ ہوگی، چنانچہ فرمایا: ﴿ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ ''یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔'' یعنی جو لوگ بزعم خود اپنے آپ کو بیت اللہ کو آباد کرنے والے سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک کی وجہ سے ان کا نام ظالم رکھا ہے تو اللہ کے گھر کی آبادی و خدمت بھی ان کے کچھ کام نہ آئی کیونکہ وہ شرک کرتے تھے۔[2]

آیت کی شان نزول: علی بن ابوطلحہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب انھیں بدر کے دن قیدی بنا لیا گیا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ اگر تم ہم سے اسلام، ہجرت اور جہاد میں سبقت لے گئے ہو تو کیا ہوا، ہم بھی تو مسجد حرام کو آباد رکھتے، حاجیوں کو پانی پلاتے اور فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑاتے رہے ہیں۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل کیا اور فرمایا کہ تمھارے یہ تمام اعمال حالتِ شرک میں تھے اور شرک کے ساتھ میں کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔[3] اور ضحاک بن مزاحم نے اس طرح روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے عباس اور ان کے رفقاء کو اس وقت شرک کرنے کی وجہ سے طعنہ دیا جب وہ بدر کے دن قیدی بنا لیے گئے تھے تو عباس نے جواب میں کہا کہ اللہ کی قسم! ہم بھی مسجد محترم کو آباد کرتے، فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑاتے، بیت اللہ کی دربانی کرتے

[1] تفسير الطبرى: 121/10. [2] تفسير الطبرى: 123/10. [3] تفسير الطبرى: 123,122/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تمھارے باپ اور بھائی ایمان پر کفر کو پسند کریں تو تم (ہرگز) انھیں دوست

الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿23﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ

نہ بناؤ۔ اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائیں گے، تو وہی لوگ ظالم ہیں ﴿23﴾ (اے نبی!) کہہ دیں: اگر تمھارے

وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمھارا کنبہ قبیلہ اور جو مال تم نے کمائے اور وہ تجارت جس کے

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جنھیں تم پسند کرتے ہو (یہ سب) تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد

سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿24﴾ ع 3/8 9

سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿24﴾

اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ [1]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے، لہٰذا اسے یہاں بیان کرنا ضروری ہے، امام عبدالرزاق نے اس حدیث کو بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اگر میں کوئی عمل نہ بھی کروں تو مجھے کوئی پروا نہیں لیکن میں حاجیوں کو پانی ضرور پلاؤں گا۔ دوسرے نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں بھی اگر کوئی عمل نہ کروں تو مجھے بھی کوئی پروا نہیں لیکن میں مسجد محترم کے آباد کرنے میں ضرور حصہ لوں گا۔ یہ سن کر ایک اور شخص کہنے لگا کہ تم نے جو کچھ کہا اس سے تو جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ یہ جمعے کا دن تھا، نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، (اور ہم نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا) تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ تا ﴿لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ﴾. [2]

تفسیر آیات: 24,23

مشرکوں کی دوستی ترک کر دینے کا حکم اگرچہ قریبی ہی ہوں: اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حکم دیا ہے کہ کفار سے علیحدگی اختیار کر لی جائے، خواہ وہ تمھارے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں اور اگر وہ ایمان کے بجائے کفر ہی کو پسند کرتے ہوں تو

---

[1] تفسیر الطبری:125,124/10. [2] تفسیر عبدالرزاق:138/2، رقم:1060 وصحیح مسلم، الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله تعالى، حديث:1879 وتفسير الطبري:123/10 واللفظ له. ملحوظہ: صحیح مسلم میں [إِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ دَخَلْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ] کے بجائے [وَلٰكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ] ”اور لیکن میں جمعے سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر پوچھوں گا جس میں تم نے اختلاف کیا ہے۔“ کے الفاظ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ان سے دوستی ممنوع ہے اور ایسا کرنے پر دھمکی دی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَیُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ...... ﴾ الآیة (المجادلة 22:58) ''(اے نبی!) جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے، خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ساتھ ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا......۔''

حافظ بیہقی نے عبداللہ بن شَوذَب کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جَرّاح رضی اللہ عنہ کا والد، بدر کے دن ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیزہ سیدھا کر رہا تھا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اعراض کر رہے تھے جب جراح باز نہ آیا تو اس کے بیٹے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا: ﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ...... ﴾ الآیة (المجادلة 22:58). [1] پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو وعید سنا دیں جو اپنے اہل و عیال اور اعزہ و اقارب کو اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہوں، پس فرمایا: ﴿قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَاِخۡوَانُکُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا ...... ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو......۔'' یعنی جو تم نے کمایا اور حاصل کیا ہے، ﴿وَتِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ﴾ ''اور تجارت جس کے مندہ پڑنے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔'' یعنی تم ان کی عمدگی اور خوبصورتی کی بنا پر محبت کرتے ہو، اگر یہ تمام چیزیں ﴿اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَجِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا﴾ ''اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمھیں زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو۔'' یعنی ﴿حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۴﴾﴾ ''یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار: امام احمد نے زُہرہ بن مَعْبَد سے اور انھوں نے اپنے دادا (عبداللہ بن ہشام) سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ اس وقت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھے، انھوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [لَا یُؤْمِنُ

[1] السنن الکبریٰ للبیہقی، السیر، باب المسلم یتوقی فی الحرب قتل أبیه......: 27/9 تفسیر ابن کثیر میں یَنۡعَتُ الۡاٰلِہَۃَ ہے لیکن سنن بیہقی اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ اس طرح ہیں: یَنۡصِبُ الۡاَلَّ دیکھیے المستدرک للحاکم، معرفة الصحابة، ذکر مناقب أبی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ: 265/3، حدیث: 5152. اور ہم نے معنی بھی اسی کے مطابق کیے ہیں۔ ہاں، البتہ سنن بیہقی کے ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان سے مطبوعہ نسخے میں ینصب الآلهة ہے جبکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

یقیناً اللہ نے بہت سے مواقع پر تمھاری مدد کی ہے اور حنین کے دن (بھی) جبکہ تمھاری کثرت نے تمھیں خوش فہمی میں

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿25﴾ ثُمَّ

ڈال دیا تھا، تو وہ تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی، اور زمین فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر پلٹے ﴿25﴾ پھر اللہ

اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ

نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل کی اور اس نے ایسے لشکر اتارے جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور جن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿26﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ

لوگوں نے کفر کیا انھیں عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے ﴿26﴾ پھر اس کے بعد اللہ جس پر چاہے گا مہربانی فرمائے گا

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿27﴾

اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿27﴾

أَحَدُكُم حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيهِ مِن نَّفسِهِ] ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ سمجھے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [اَلآنَ یَا عُمَرُ!] ''اے عمر! اب (مومن ہو۔)''[1] اسے شیخین میں سے صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔[2]

ترکِ جہاد کے نقصانات: امام احمد اور ابوداود نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ ابوداود کی روایت کے مطابق ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [إِذَا تَبَايَعتُم بِالعِينَةِ وَأَخَذتُم أَذنَابَ البَقَرِ وَرَضِيتُم بِالزَّرعِ وَتَرَكتُمُ الجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيكُم ذُلًّا لَّا يَنزِعُهُ حَتّٰى تَرجِعُوا إِلٰى دِينِكُم][3] ''جب تم بیع عینہ کرنے لگو اور گائیوں کی دموں کو پکڑ لو اور کھیتی ہی پر رضامند ہو جاؤ اور جہاد کو چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اسے اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ پلٹ آؤ گے۔''[4]

تفسیر آیات:27-25

① مسند أحمد:336/4. ② صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ؟ حديث:6632.
③ القاموس المحيط، مادة: العين میں ہے کہ بیع عینہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی مدت مقررہ کے ادھار پر اپنا سودا کسی کو ایک متعین قیمت میں بیچے، پھر وہ اسی سے اس سے کم قیمت میں خود ہی (نقد) خرید لے۔ رافعی نے بیع عینہ کی صورت یہ بیان کی ہے کہ کسی کو اپنا سودا ایک مقرر قیمت میں ادھار بیچے اور وہ سودا خریدار کے سپرد بھی کر دے اور اس سے قیمت وصول کرنے سے قبل خود ہی کم قیمت نقد ادا کر کے اسے خرید لے۔ امام مالک، ابوحنیفہ اور امام احمد بیع عینہ کے عدم جواز کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی اور ان کے اصحاب نے اسے جائز قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: نيل الأوطار، البيوع، باب ماجاء في بيع العينة:234,233/5 (مترجم). ④ مسند أحمد:42/2 وسنن أبي داود، البيوع، باب في النهي عن العينة، حديث:3462.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح کا انحصار غیبی نصرت پر ہے: ابن جریج نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ سورۂ براءت کی نازل ہونے والی پہلی آیت ہے۔① اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اپنے اس فضل واحسان کا ذکر فرمایا ہے جس سے اس نے ُ سے مقامات پر انھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اپنی نصرت وحمایت کی صورت میں نوازا۔ اور یہ بھی ہ فتح ونصرت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت سے ہے، فوجوں کی تعداد کی کثرت اور ساز وسامان حرب کی فرا یں اگر اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت شامل حال ہو تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ فوج کی تعداد کم ہے یا زیادہ۔ حنہ دن مسلمان اپنی تعداد کی کثرت پر نازاں تھے مگر تعداد کی یہ کثرت ان کے کچھ کام نہ آئی حتی کہ ان چند صحابہ کے سوا جو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، باقی سب پیٹھ پھیر کر پھر گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور ان مومنوں کو جو آپ کے ساتھ تھے، اپنی تائید و نصرت سے سرفراز فرما دیا۔ جیسا کہ ہم عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ تاکہ انھیں یہ بات معلوم کرا دے کہ فتح ونصرت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، خواہ تعداد کم ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: ﴿ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرة2:249) ’’بسا اوقات تھوڑی سی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آئی۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔‘‘

غزوۂ حنین: واقعۂ حنین فتح مکہ کے بعد شوال 8 ہجری میں پیش آیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ سے فارغ ہو گئے، تمام امور بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے، مکہ کے اکثر باشندے مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد فرما دیا تو آپ کو یہ خبر پہنچی کہ خاندان ہوازن کے لوگ آپ سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں، ان کا امیر مالک بن عوف نصری② ہے، اس کے ساتھ سارا خاندان ثقیف، بنو جُشَم اور بنو سعد بن بکر بھی ہیں، نیز بنو ہلال کے مختلف لوگ اور وہ تھوڑے تھے، بنو عمرو بن عامر اور عوف بن عامر کے کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ ہیں اور یہ لوگ اپنی عورتوں، بچوں، بھیڑ بکریوں، اونٹوں اور تمام چھوٹوں بڑوں کو ساتھ لے کر نکلے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے اپنے اسی لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے جو آپ کے ساتھ فتح مکہ کے لیے آیا تھا اور وہ مہاجرین وانصار اور قبائل عرب کے دس ہزار لوگوں پر مشتمل تھا، نیز اس میں اہل مکہ میں سے مسلمان ہونے والے وہ دو ہزار افراد بھی تھے جنھیں طُلَقاء کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا، آپ اپنے اس لشکر کے ہمراہ ان لوگوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے اور دونوں لشکروں کا مقابلہ مکہ وطائف کے درمیان ایک وادی میں ہوا جس کا نام حُنین تھا۔ واقعہ صبح کے اندھیرے، یعنی دن کے ابتدائی حصے میں پیش آیا تھا، مسلمان جب اس وادی میں اترے تو اس میں بنو ہوازِن چھپے ہوئے تھے، مسلمانوں کو ان کی موجودگی کا اس وقت علم ہوا جب انھوں نے اچانک حملہ کرتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور بے نیام تلواروں کے ساتھ ہلہ بول دیا اور اپنے بادشاہ کے حکم کے مطابق سب نے مل کر یک بارگی حملہ کیا گویا ایک ہی شخص کا حملہ ہو۔ اس اچانک

① تفسير ابن أبي حاتم: 1772/6 والدر المنثور: 404/3. ② تفسیر ابن کثیر میں ’’نضری‘‘ ہے لیکن تمام مراجع میں ’’نصری‘‘ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ حنین (شوال 8 ھ / فروری 630ء)

﴿وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا﴾

''اور حنین کے دن (بھی) جب کہ خوش فہمی میں ڈال دیا تھا تم کو تمھاری کثرت نے پس نہ کام آئی وہ تمھارے کچھ بھی۔'' (التوبة 9:25)

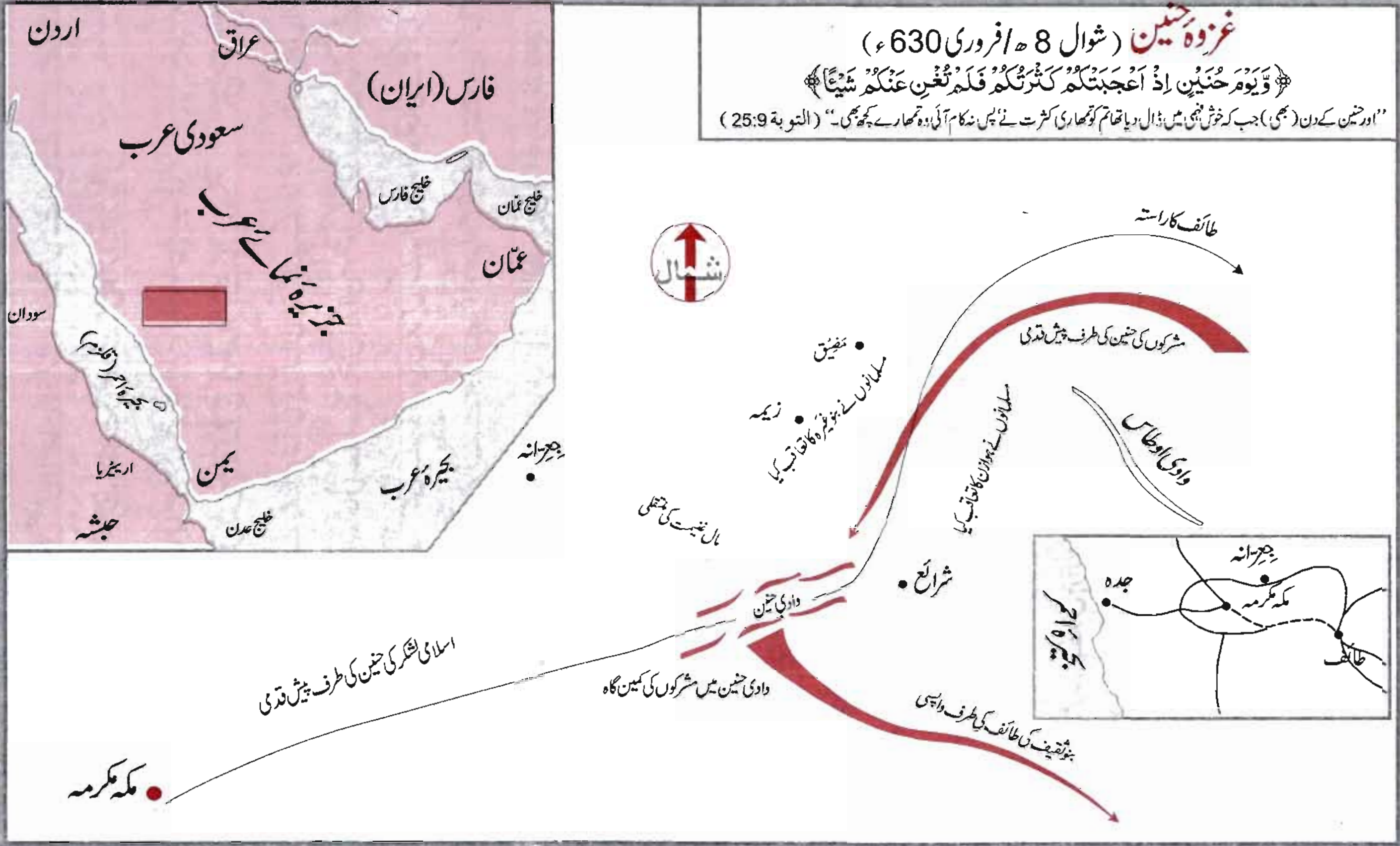

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش آنے والی صورت حال سے گھبرا کر مسلمان پیٹھ پھیر کر پیچھے کی طرف مڑ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

مگر رسول اللہ ﷺ پیکر شجاعت و بسالت بن کر میدان میں ڈٹے رہے، آپ اس وقت اپنے خچر شَہباء پر جلوہ افروز تھے اور دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے اسے آگے بڑھا رہے تھے، آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اس کی دائیں رکاب اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کی بائیں رکاب کو تھامے ہوئے تھے اور اس پر بوجھ ڈال رہے تھے تاکہ آپ کی سواری زیادہ تیز نہ چلے مگر نبیٔ اکرم ﷺ اپنے نام کے ساتھ بلند آواز سے اعلان کر کے مسلمانوں کو لوٹ آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرما رہے تھے: [إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ، إِلَيَّ أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ] [1] ''اے بندگانِ الٰہی! میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ میں رسول اللہ تم سے مخاطب ہوں۔'' اس حال میں آپ یہ بھی فرما رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں (اور) میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

اس سنگین صورتحال میں اسی (80) یا سو (100) کے قریب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، ان میں سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عباس، حضرت علی، فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث، ایمن بن ام ایمن اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں، پھر آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جن کی آواز بہت بلند تھی، حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کریں کہ اے اصحابِ شجرہ! یعنی مہاجرین وانصار میں سے وہ مسلمان جنھوں نے درخت کے نیچے اس بات پر بیعتِ رضوان کی تھی کہ وہ آپ کو چھوڑ کر میدان سے نہ بھاگیں گے۔ اے ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! اور کبھی وہ اس طرح اعلان کرتے: اے اصحابِ سورۂ بقرہ! شمع رسالت کے جاں نثار پروانوں نے یہ اعلان سنا تو وہ سب يَا لَبَّيْكَ، يَا لَبَّيْكَ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

اور چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ تیروں کی بوچھاڑ کے باعث اگر کسی صحابی کا اونٹ واپس آنے پر تیار نہ ہوتا تو وہ اونٹ سے نیچے اتر آتا اور اپنی زرہ پہن کر پیدل ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑتا۔ اس طرح حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک چھوٹی سی جماعت جب آپ کے پاس جمع ہو گئی تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ ایک زبردست اور تابڑ توڑ حملہ کر دو، آپ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعا کی: [اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْلِي مَا وَعَدْتَنِي] ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، اسے پورا فرما دے۔'' پھر آپ نے مٹی کی یہ مٹھی دشمن کی طرف پھینک دی جس سے دشمن کے ہر ہر فرد کی آنکھ اور اس کے منہ میں خاک پڑ گئی جس کی وجہ سے وہ جنگ کرنے کے قابل نہ رہے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور ان قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ

[1] غزوۂ حنین کے ضمن میں یہ الفاظ ہمیں نہیں ملے، البتہ اس کے قریب تر الفاظ الكامل في التاريخ لابن الأثير: 136/2 میں یوں ہیں: [أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلَيَّ أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ] ''اے لوگو! میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں عبداللہ کا بیٹا محمد (ﷺ) ہوں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ①

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا: (اے ابو عُمارہ!) کیا تم حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: لیکن رسول اللہ ﷺ تو میدان کارزار میں ثابت قدم رہے تھے۔ بات یہ ہے کہ ہوازن کے لوگ تیر اندازی کے ماہر تھے جب ہم ان سے نبرد آزما ہوئے، ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا گئے اور لوگوں نے غنیمتوں کو جمع کرنا شروع کر دیا تو ہوازن نے ہم پر تیر برسانے شروع کر دیے جس کی وجہ سے مسلمان بھاگ اٹھے لیکن رسول اللہ ﷺ اس وقت تیروں کی بوچھاڑ میں بھی پیکر شجاعت و بسالت بنے میدانِ کارزار میں ڈٹے رہے۔ ابوسفیان بن حارث نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر کی لگام کو پکڑا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں اللہ کا (سچا) نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔'' ②

یہ واقعہ نبیٔ اکرم ﷺ کی حد درجہ شجاعت اور بے پناہ بہادری کی دلیل ہے کہ اس حالت میں جب دشمن نے زبردست حملہ کر رکھا تھا، لشکر اسلام تتر بتر ہو گیا تھا، آپ خچر پر سوار تھے جو تیز رفتار نہ تھا کہ بھاگنے دوڑنے میں زیادہ کام آئے اور نہ اس پر سواری کی حالت میں کوئی حملہ ہی کیا جا سکتا تھا مگر اس نازک صورتحال اور تیروں کی بوچھاڑ میں بھی آپ خچر کو ایڑ لگائے دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے اور آپ اپنے اسم گرامی کے ساتھ بلند آواز سے اعلان فرما رہے تھے تاکہ وہ شخص بھی آپ کو پہچان لے جو (پہلے سے) نہیں جانتا۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِمًا إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ.

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر مکمل اعتماد اور توکل کا نتیجہ تھا، آپ کا دل اس یقین سے سرشار تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح و نصرت سے ضرور سرفراز فرمائے گا اور اس مشن کو پورا کرے گا جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا، یعنی وہ آپ کے دین کو دنیا کے دیگر تمام ادیان پر غلبہ و سربلندی عطا فرمائے گا، اسی لیے اس نے فرمایا: ﴿ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﴾ ''پھر اللہ نے اپنے رسول پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔'' یعنی اطمینان اور ثابت قدمی ﴿ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ''اور مومنوں پر بھی۔'' یعنی جو اس وقت آپ کے پاس تھے ﴿ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ﴾ ''اور (تمھاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر اتارے جنھیں تم نے نہیں دیکھا تھا۔''

امام ابوجعفر بن جریر نے اپنی سند کے ساتھ ایک ایسے شخص کی روایت بیان کی ہے جو حنین کے دن مشرکین کے ساتھ تھا کہ جب ہمارا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو وہ تھوڑی دیر کے لیے بھی ہمارے سامنے نہ ٹھہر سکے جب ہم نے انھیں شکست دی تو ہم نے

---

① غزوۂ حنین کی تفصیل کے لیے دیکھیے السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين في سنة ثمان بعد الفتح: 4/80-88 و تفسير الطبري: 10/129-132 و تفسير ابن أبي حاتم: 6/1773، 1774۔ ② صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب من قاد دابة غيره في الحرب، حديث: 2864 لیکن [يَا أَبَا عُمَارَةَ] کے الفاظ حديث: 4315 میں ہیں۔ وصحيح مسلم، الجهاد......، باب غزوة حنين، حديث: (80)-1776۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

اے ایمان والو! بلاشبہ مشرک تو ہیں ہی پلید، لہٰذا وہ اپنے اس برس کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔ اور اگر تمھیں تنگ

هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

دستی کا خوف ہے، تو اگر اللہ چاہے گا تو تمھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب حکمت

حَكِيْمٌ ﴿28﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

والا ہے ﴿28﴾ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اس چیز کو حرام نہیں ٹھہراتے جسے اللہ نے اور

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا

اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے، اور دین حق کو قبول نہیں کرتے، وہ جو اہل کتاب میں سے ہیں، (ان سے لڑو) یہاں تک کہ

4 ع 5 10 الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿29﴾ ع

وہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ﴿29﴾

انھیں پیچھے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا حتی کہ ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو سفید خچر پر سوار تھے، وہ رسول اللہ ﷺ تھے، اس وقت آپ کے ساتھ گورے چٹے اور بہت حسین وجمیل لوگ تھے، انھوں نے ہم سے کہا کہ تمھارے چہرے خاک آلود ہو جائیں، واپس بھاگ جاؤ! ہم واپس بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمان ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے جس کی وجہ سے ہمیں شکست ہو گئی۔ ①

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿27﴾﴾ ”پھر اللہ اس کے بعد جس پر چاہے مہربانی فرمائے اور اللہ بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہوازن کے باقی ماندہ لوگوں پر مہربانی فرمائی اور وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہو گئے جب آپ مکہ کے قریب جِعرَانہ کے مقام پر تھے اور یہ واقعہ غزوۂ حنین کے بیس دن بعد کا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انھیں قیدیوں اور مالوں میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دے دیا تو انھوں نے اپنے قیدیوں کو واپس لینا پسند کیا جن کی تعداد چھ ہزار بچوں اور عورتوں پر مشتمل تھی، آپ نے یہ قیدی واپس کر دیے اور اموال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرما دیے اور تالیف قلب کے لیے طُلَقاء کو زیادہ مال دیا اور ان میں سے ایک ایک کو سو سو اونٹ عطا فرما دیے، مثلاً: مالک بن عوف نصری کو آپ نے سو اونٹ عطا فرمائے تھے اور انھیں حسب سابق اپنی قوم کا سربراہ بھی بنا دیا۔ اس سے متاثر ہو کر اس نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مَا اِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ فِي النَّاسِ كُلِّهِمِ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

”میں نے کائنات کے تمام لوگوں میں محمد ﷺ جیسا نہ کوئی دیکھا ہے اور نہ سنا۔“

---

① تفسير الطبري:134,133/10 و الدر المنثور:407/3 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوْفَى وَأَعْطَى لِلْجَزِيلِ إِذَا اجْتُدِي وَمَتَى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِي غَدِ

''وہ انتہائی وفادار ہیں۔ اور جب ان سے کوئی سوال کیا جائے تو فراخ دلی سے عطا کرتے ہیں اور جب تو چاہے تو وہ (وحی کی وشنی میں) تجھے آئندہ کی خبریں دیتے ہیں۔''

وَإِذَا الْكَتِيبَةُ عَرَّدَتْ أَنْيَابُهَا بِالسَّمْهَرِيِّ وَضَرْبِ كُلِّ مُهَنَّدِ

''اور جب دشمن کے لشکر کی کچلیاں مضبوط نیزوں اور تیز تلواروں کی ضرب کی صورت میں نکل آتی ہیں۔''

فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلَى أَشْبَالِهِ وَسْطَ الْهَبَائَةِ خَادِرٌ فِي مَرْصَدِ

''تو آپ اس شیر کی طرح ہوتے ہیں جو سنگ ریزوں کے درمیان کچھار میں اپنے بچوں کے لیے گھات لگائے ہوئے ہوتا ہے۔''[1]

تفسیر آیات: 29,28

مشرکین کے لیے مسجد حرام میں داخلے کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن اور دین وذات کے اعتبار سے پاک بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان مشرکوں کو جو دین کے اعتبار سے ناپاک ہیں، مسجد حرام سے دور ہٹا دیں اور اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد انھیں مسجد حرام کے قریب نہ آنے دیں۔ یہ آیت 9 ہجری میں نازل ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کے لیے بھیجا اور انھیں حکم دیا تھا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پورا فرما دیا اور شرعاً اور قدرًا اس کا حکم دے دیا۔ عبدالرزاق نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ''مشرکین تو ناپاک ہیں، لہٰذا اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ جانے پائیں۔'' مگر کوئی کسی کا غلام یا ذمی ہو تو اسے اجازت ہے۔[2]

امام ابوعمرو اوزاعی نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تحریری طور پر یہ فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونے سے منع کر دو اور انھوں نے اپنے اس فرمان کے آخر میں اس آیت کریمہ کو بھی لکھا: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ ''بلاشبہ مشرک تو ہیں ہی ناپاک۔''[3] عطاء فرماتے ہیں کہ سارا حرم ہی مسجد ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾ ''لہٰذا وہ بیت اللہ کے پاس نہ جائیں۔''[4] یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ مشرک نجس اور مومن پاک ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں بھی ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) [اَلْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ] ''مومن ناپاک نہیں ہوتا۔''[5]

---

[1] السيرة النبوية لابن هشام، أمرأموال هوازن وسبايا......:134/4. [2] تفسير عبدالرزاق:142/2، رقم:1069. [3] تفسيرالطبرى:136/10. [4] تفسيرالطبرى:136/10. [5] صحيح البخارى، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، حديث:283 عن أبى هريرة رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ ﴾ ''اور اگر تمھیں مفلسی کا خوف ہو تو اگر اللہ چاہے گا تو تمھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔'' محمد بن اسحاق نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ اس طرح تو ہم بازاروں اور مارکیٹوں سے کٹ جائیں گے، ہماری تجارت تباہ ہو جائے گی اور جو سہولتیں ہمیں حاصل ہیں، ہم ان سے محروم ہو جائیں گے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے: ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً ﴾ تا ﴿ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ نازل فرما دیا، یعنی اگر تمھیں کساد بازاری کا خدشہ ہے، اہل شرک سے تعلقات منقطع ہونے کی صورت میں تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تمھیں اہل کتاب کی گردنیں جھکا کر تمھیں جزیہ دلا دے گا۔[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2]

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ﴾ ''بے شک اللہ خوب جانتا ہے۔'' یعنی تمھارے لیے بہتر کیا ہے؟ ﴿ حَكِيْمٌ ﴾ ''(اور) بڑی حکمت والا ہے۔'' یعنی وہ جس بات کا بھی حکم دے اور جس سے منع فرمائے، وہ مبنی بر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے افعال و اقوال میں کامل اور اپنے خلق و امر میں عادل ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مشرکوں پر اس پابندی کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان کا اندیشہ تھا، اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے اہل ذمہ سے جزیہ دلا دیا۔

اہل کتاب سے جہاد جزیہ نہ دینے کی صورت میں: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ ''جو لوگ (اہل کتاب میں سے) اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں، وہ جو اہل کتاب میں سے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔'' کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے حقیقت میں ان کا کسی بھی پیغمبر اور ان کی شریعت پر ایمان نہیں رہا۔ یہ لوگ صرف اپنی آراء و خواہشات اور اپنے آباء و اجداد کی اتباع کر رہے ہیں جن باتوں کو یہ اختیار کیے ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کی شریعت ہر گز نہیں ہے کیونکہ اگر اپنے دین و شریعت پر ان کا صحیح ایمان ہوتا تو یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یقیناً ایمان لے آتے کیونکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ کی اتباع کا حکم دیا تھا مگر آپ جب تشریف لے آئے تو انھوں نے ایمان لانے کے بجائے کفر کو اختیار کیا، حالانکہ آپ تمام رسولوں سے اشرف و افضل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا ایمان سابقہ انبیائے کرام کی شریعتوں کے مطابق بھی نہیں ہے بلکہ انھوں نے اپنی آراء اور خواہشات ہی کو اپنا دین و ایمان بنا رکھا ہے، لہٰذا سید الانبیاء، افضل الانبیاء، خاتم الانبیاء اور اکمل الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے دیگر انبیاء کے ساتھ ایمان لانا ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ قَاتِلُوا

[1] تفسیر الطبری: 140/10. [2] تفسیر الطبری: 138,137/10 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﴾ جب مشرکین کا کام تمام کر دیا گیا اور لوگ غول در غول اللہ کے دین میں داخل ہو گئے تو اس کے بعد یہ پہلی آیت تھی جو اہل کتاب سے جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔

جب جزیرۃ العرب کا مسئلہ حل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل کتاب یہود اور نصاریٰ سے جہاد کا حکم دے دیا اور یہ 9 ہجری کا واقعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کے خلاف جہاد کی تیاری کی اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دی اور ان کے لیے اس راز کو ظاہر کر دیا۔ مدینہ کے اردگرد کے قبائل عرب کی طرف بھی آپ نے لڑائی کا پیغام بھیجا تو وہ بھی آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور اس طرح تیس ہزار جنگجوؤں کا لشکر آپ کی قیادت میں جمع ہو گیا۔ ہاں، البتہ مدینہ منورہ اور اس کے گرد و پیش کے کچھ منافقوں وغیرہ نے اس میں شرکت نہ کی۔ یہ سال بھی قحط کا تھا اور موسم بھی شدید گرمی کا۔ رسول اللہ ﷺ رومیوں سے جہاد کے لیے سوئے شام روانہ ہوئے حتی کہ آپ تبوک پہنچ گئے اور تبوک کے چشمے پر آپ نے قریباً بیس دن قیام فرمایا، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور لوگوں کی تنگی اور کمزوری کی وجہ سے اس سال واپس تشریف لے آئے جیسا کہ اس کی تفصیل ان شاء اللہ بعد میں بیان کی جائے گی۔[1]

جزیہ ذلت و کفر کی علامت ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ ﴾ یعنی اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ دیں ﴿ عَنْ يَّدٍ ﴾ ''اپنے ہاتھ سے'' یعنی مقہور اور مغلوب ہو کر ﴿ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ یعنی ذلیل وخوار اور رسوا ہو کر یہی وجہ ہے کہ اہلِ ذمہ کی عزت کرنا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ انھیں مسلمانوں پر کوئی فوقیت دی جائے بلکہ وہ تو ذلیل وحقیر اور بد بخت ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [لَا تَبْدَأُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهِ] ''یہود ونصاریٰ کو سلام میں پہل نہ کرو اور جب رستے میں ان میں سے کسی سے ملاقات ہو تو اسے تنگ حصے کی طرف مجبور کر دو۔''[2] یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے توہین و تذلیل کی تمام معروف شرطیں ان پر عائد کر دی تھیں۔ ائمہ حفاظ نے عبدالرحمٰن بن غَنْم اشعری کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں سے مصالحت کی تو میں نے یہ دستاویز لکھی تھی:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ امیر المؤمنین، اللہ کے بندے عمر کے لیے فلاں فلاں شہر کے نصاریٰ کی طرف سے معاہدہ ہے کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو ہم نے تم سے اپنی جانوں، اولادوں، مالوں اور اہل ملت کے لیے امن طلب کیا اور تم سے یہ شرط طے کی کہ ہم اپنے شہر اور اس کے گرد و پیش میں کوئی گرجا، کنیسہ نہ کسی راہب کی خانقاہ بنائیں گے، نہ کسی خراب گرجا وغیرہ کی مرمت ہی کریں گے اور مسلمان جہاں رہائش پذیر ہیں وہاں نئے بھی نہیں بنائیں گے

[1] دیکھیے التوبۃ، آیت: 117 کے تحت غزوہ تبوک کی تفصیل اور اس کا نقشہ۔ [2] صحیح مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام......، حديث: 2167.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دن ہو یا رات ہم کسی وقت بھی اپنے کنیسوں میں داخل ہونے والے کسی مسلمان کو منع نہیں کریں گے، مسافروں اور راہ چلتے لوگوں کے لیے ان کے دروازوں کو کھلا رکھیں گے جو مسلمان ہمارے پاس آئے گا ہم تین دن تک اس کی مہمان نوازی کریں گے، ہم اپنے گرجوں اور گھروں میں کسی جاسوس کو جگہ نہیں دیں گے، مسلمانوں سے دھوکے فریب کی کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

ہم اپنی اولاد کو قرآن نہیں سکھائیں گے، شرک کا اظہار نہیں کریں گے، نہ کسی کو اس کی دعوت دیں گے اگر ہمارے رشتے داروں میں سے کوئی اسلام کو قبول کرنا چاہے گا تو ہم اسے منع نہیں کریں گے، ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے، جب وہ بیٹھنا چاہیں تو اپنی مجلسوں سے ان کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں گے، ہم ٹوپی، عمامہ، جوتوں اور بالوں کے سٹائل وغیرہ کسی چیز میں بھی مسلمانوں کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے، ہم ان کی زبان نہیں بولیں گے، ان کی کنیتیں نہیں رکھیں گے، زین والے گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گے، تلواریں نہیں لٹکائیں گے، کوئی بھی اسلحہ نہیں لیں گے اور نہ اسے اپنے ساتھ رکھیں گے، اپنی انگوٹھیوں پر عربی میں نقش نہیں کرائیں گے، شرابیں نہیں بیچیں گے، اپنے سروں کے اگلے بالوں کو کٹوا دیں گے، جہاں کہیں بھی ہوں گے صفائی کا خیال رکھیں گے، زُنّار (وہ پٹی جسے نصرانی کمر اور پیٹ پر باندھتے ہیں) اپنی کمروں پر ضرور لٹکائے رکھیں گے، صلیب کا نشان اپنے گرجوں پر ظاہر نہیں کریں گے اپنی صلیبوں اور کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے، اپنے گرجوں میں ناقوس بہت آہستہ آواز میں بجائیں گے، مسلمانوں کی موجودگی میں ہم اونچی آواز سے اپنی کتابوں کو نہیں پڑھیں گے۔

ہم اپنے مذہبی شعار، مثلاً: شَعَانِین اور بَاعُوث [1] راستوں میں انجام نہیں دیں گے ہم اپنے مردوں پر اونچی آواز میں بین نہیں کریں گے۔ اور نہ ان کے ساتھ مسلمانوں کے رستوں اور بازاروں میں آگ لے کر چلیں گے، قبرستان میں مسلمانوں کے پڑوس میں اپنے مردوں کو دفن نہیں کریں گے، مسلمانوں کے حصے میں آئے ہوئے غلام ہم نہیں لیں گے، ہم مسلمانوں کی خیر خواہی تو کرتے رہیں گے لیکن ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے۔"

راوی کا بیان ہے کہ جب میں یہ معاہدہ لکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس میں یہ اضافہ بھی فرما دیا: "ہم کسی بھی مسلمان کو نہیں ماریں گے، ہم تمھاری طرف سے اپنے لیے اور اپنے اہل قبلہ وملت کے لیے ان شرائط کو قبول کر کے امان کو قبول کرتے ہیں۔ اگر ہم نے ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی جو ہم نے لگائی ہیں اور اپنے اوپر لاگو کی ہیں تو پھر ہم سے آپ کا ذمہ دور ہو جائے گا اور ہم اس سزا کے مستحق ہوں گے جو عہد شکنی کرنے والے معاندین اور اختلاف کو بڑھانے والے کو ملتی ہے۔" [2]

[1] شعانین نصاریٰ کی ایک اتوار کے دن کی عید جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیت المقدس میں داخل ہونے کی یاد منائی جاتی ہے، بَاعُوث عیسائیوں کے ہاں بارش کے لیے عبادت اور دعا وغیرہ۔ [2] المحلّٰی لابن حزم: 347,346/7 میں تقریباً اسی طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور یہودیوں نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا: عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے مونہوں کی بات ہے، یہ اس سے پہلے کے

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿30﴾

کافروں کی بات کی رِیس کرتے ہیں، اللہ انھیں ہلاک کرے یہ کہاں پھرے جاتے ہیں ﴿30﴾ انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا

کو (اپنا) رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو (بھی)، حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود (اللہ) کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی

اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿31﴾

معبود نہیں، وہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿31﴾

تفسیر آیات: 31,30

یہود ونصاریٰ سے قتال ان کے کفر وشرک کی بنا پر ہے: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مشرکین، کفار، یہود اور نصاریٰ سے قتال پر ابھارا ہے کیونکہ انھوں نے بہت بری باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر افترا پردازی کی، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اس بات سے پاک اور بلند وبالا ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو اور عیسائیوں کی حضرت مسیح کے بارے میں گمراہی واضح ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ﴾ ''یہ ان کے مونہوں کی باتیں ہیں۔'' یعنی ان کے دعوے محض کذب وافتراء ہیں اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ﴿يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ ''پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے۔'' یعنی جس طرح یہ لوگ گمراہ ہیں، اسی طرح پہلی امتوں کے لوگ بھی گمراہ تھے۔ ﴿قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ﴾ ''اللہ انھیں ہلاک کرے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔[1] ﴿اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿30﴾﴾ ''یہ کہاں پھرے جاتے ہیں؟'' یعنی یہ حق سے کیسے گمراہ ہیں، حالانکہ وہ ظاہر ہے اور حق کو چھوڑ کر یہ باطل کو اختیار کر رہے ہیں؟

نبی مکرم ﷺ اور عدی بن حاتم کی گفتگو: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ﴾ ''انھوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا۔'' امام احمد، ترمذی اور ابن جریر نے کئی سندوں کے ساتھ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھیں جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت پہنچی تو وہ شام کی طرف بھاگ گئے۔ زمانۂ جاہلیت میں انھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بہن اور قوم کے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہن پر احسان کرتے ہوئے انھیں آزاد کر دیا اور اُسے کچھ عطا بھی کر دیا تو اس نے واپس جا کر اپنے بھائی کو اسلام قبول کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی دعوت دی تو عدی مدینہ میں آ گئے،

[1] تفسیر الطبری: 145/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اپنی قوم بنوطے کے سردار تھے،ان کے والد حاتم طائی جودوسخا میں بہت زیادہ مشہور تھے،ان کی مدینہ آمد پر لوگ باتیں کرنے لگے۔عدی جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی گردن میں چاندی کی صلیب تھی۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی:

[﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوهُمْ. فَقَالَ: بَلٰى! إِنَّهُمْ حَرَّمُوا عَلَيْهِمُ الْحَلَالَ وَأَحَلُّوا لَهُمُ الْحَرَامَ فَاتَّبَعُوهُمْ، فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمْ إِيَّاهُمْ] ، [وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَاعَدِيُّ! مَاتَقُولُ؟ أَيُفِرُّكَ أَنْ يُّقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ؟ فَهَلْ تَعْلَمُ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنَ اللّٰهِ؟ مَايُفِرُّكَ؟ أَيُفِرُّكَ أَنْ يُّقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ؟ ثُمَّ دَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ وَجْهَهُ اسْتَبْشَرَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى ضَالُّونَ]

”انھوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا۔“ عدی کہتے ہیں: میں نے عرض کی کہ یہ لوگ اپنے علماء ومشائخ کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، آپ نے فرمایا: ”ہاں، لیکن وہ جب ان کے لیے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے تو وہ ان کی پیروی شروع کر دیتے تھے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عدی! تم اس سے کیوں بھاگتے ہو کہ یہ کہا جائے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ سے بڑی کوئی چیز ہے۔ پھر تم اس بات سے کیوں بھاگتے ہو کہ یہ کہا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے۔“ پھر نبی مکرم ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے حق کی گواہی دی۔ عدی کہتے ہیں: چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس سے حضور سرور کائنات ﷺ کا رخِ انور جگمگا اٹھا، پھر آپ نے فرمایا: ”یہود مغضوب علیہم اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔“ [1]

حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن عباس اور دیگر کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح مروی ہے کہ انھوں نے حلال وحرام میں اپنے علماء ومشائخ کی باتوں کو اختیار کر لیا تھا۔ [2] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ ﴾ ”حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں۔“ یعنی حرام وہ ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو اور حلال وہ ہے جس کو اللہ نے حلال قرار دیا ہو، اس نے جو شریعت نازل فرمائی، اس کی اتباع کی جائے گی اور اس نے جو حکم دیا اسے نافذ کیا جائے گا۔ ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ ”اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔“ یعنی وہ ذات گرامی ہر شریک، نظیر، مددگار، اضداد اور اولاد سے پاک اور بلند وبالا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

① مسند أحمد: 378/4 و جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة فاتحة الكتاب، حديث: 2953 و تفسير الطبري: 147/10 و دلائل النبوة للبيهقي: 340/5 و السيرة النبوية لابن هشام: 227/4 و تفسير ابن أبي حاتم: 1784/6.
البتہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان تمام ائمہ کے بیان کردہ الفاظ سے مختلف الفاظ بیان کیے ہیں۔ ② تفسير ابن أبي حاتم: 1784/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ انکار کرتا ہے مگر یہ کہ اپنا نور پورا کرے، خواہ کافروں کو برا ہی

الْكٰفِرُوْنَ ﴿32﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

لگے ﴿32﴾ وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے،

كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿33﴾ النصف

خواہ مشرکین کو برا ہی لگے ﴿33﴾

تفسیر آیات: 33,32

اہل کتاب کی نورِ اسلام کو بجھا دینے کی کوشش: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرکین واہل کتاب قسم کے کفار چاہتے ہیں: ﴿اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ﴾ ”اللہ کے نور کو بجھا دیں۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جس ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، یہ چاہتے ہیں کہ اسے محض لڑائی جھگڑے اور افتراپردازی کے ساتھ مٹا دیں، ان کی مثال اس طرح ہے، جیسے کوئی سورج یا چاند کی روشنی کو پھونک مار کر بجھا دینا چاہے، حالانکہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس دین کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا وہ اسے یقیناً مکمل اور غالب کر کے چھوڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی خواہشوں اور ان کے ارادوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ﴿وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿32﴾﴾ ”اور اللہ انکار کرتا ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔“

”کافر“ کی وجہ تسمیہ: کافر اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کو چھپالے اور ڈھانپ لے، رات کو کافر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ چیزوں کو چھپالیتی ہے اور کسان کو کافر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دانے کو زمین میں چھپا دیتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ﴾ ”کسانوں کو اس کا سبزہ بھلا لگتا ہے۔“ (الحديد 20:57)

اسلام تمام دینوں پر غالب آ جائے گا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ﴾ ”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔“ ہدایت سے مراد وہ سچی خبریں، ایمان صحیح اور علم نافع ہے جسے لے کر رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ اور دین حق سے مراد وہ صالح اور صحیح اعمال ہیں جو دنیا وآخرت میں منفعت بخش ہیں۔ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ﴾ ”تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔“ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ، (فَرَأَيْتُ) مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، (وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا] ”بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا، زمین کے جس جس حصے کو میرے لیے لپیٹا گیا، وہاں وہاں تک میری امت کی حکومت پہنچ جائے گی۔“[1]

[1] صحيح مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، حديث: 2889 وسنن أبي داود، الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، حديث: 4252 ومسند أحمد: 278/5 جبکہ قوسین والے الفاظ تفسیر ابن کثیر میں نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

اے ایمان والو! بے شک اکثر علماء اور درویش لوگوں کا مال ناحق ہی کھاتے ہیں اور وہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو آپ انھیں

وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿34﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ

دردناک عذاب کی خبر سنا دیں ﴿34﴾ جس دن اُسے دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کے ماتھوں،

جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

ان کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا:) یہ وہ (مال) ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا،

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿35﴾

لہٰذا (اب اس کا مزہ) چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے ﴿35﴾

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ (اللّٰهُ) هٰذَا الدِّينَ، (بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيلٍ)، عِزًّا يُعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَذُلًّا يُذِلُّ اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ] ''یہ دین وہاں وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں جہاں دن اور رات ہے۔ اللہ تعالیٰ معزز کو عزت اور ذلیل کو ذلت دے کر شہر اور دیہات کے ہر ہر گھر میں اس دین کو داخل کر دے گا۔ عزت سے مراد وہ عزت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اسلام کو معزز کر دے گا اور ذلت سے مراد وہ ذلت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفر کو ذلیل کر دے گا۔'' حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس بات کا خود اپنے اہل خانہ میں مشاہدہ کر لیا کہ ان میں سے جو مسلمان ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے خیر و بھلائی اور عزت و شرف سے نوازا اور جو حالت کفر پر رہا اللہ تعالیٰ نے اسے ذلت و رسوائی سے دوچار کر کے جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔[1]

تفسیر آیات: 35,34

علمائے سوء اور گمراہ صوفیوں سے بچنے کی تلقین: سدی کہتے ہیں کہ ﴿ الْاَحْبَارِ ﴾ ''علماء'' کا تعلق یہود سے اور ﴿ الرُّهْبَانِ ﴾ ''مشائخ'' کا تعلق نصاریٰ سے ہے۔[2] واقعی احبار سے مراد علمائے یہود ہیں جیسا کہ فرمایا ہے: ﴿ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ ﴾ (المآئدة 63:5) ''بھلا ان کے مشائخ اور علماء انھیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟'' اور ﴿ الرُّهْبَانِ ﴾ سے عیسائیوں کے مشائخ اور قِسّیسُوں سے ان کے علماء مراد ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا ﴾ (المآئدة 82:5) ''یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور

[1] مسند أحمد: 103/4 و المستدرك للحاكم: 430/4، حديث: 8326 پہلی قوسین والا لفظ تفسیر ابن کثیر میں نہیں جبکہ دوسری قوسین والے الفاظ فعل مضارع سے [يعز، يذل] مذکور ہیں۔ [2] تفسير الطبري: 151/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشائخ بھی۔“

بہر حال مقصود علمائے سوء اور گمراہ مشائخ سے بچنے کی تلقین کرنا ہے جیسا کہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے جو خراب ہو گیا اس میں یہودیوں کی مشابہت موجود ہے، اور ہمارے مشائخ میں سے جو خراب ہوا اس میں نصاریٰ کی مشابہت موجود ہے۔ اور حدیث صحیح میں ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): [(لَتَرْكَبُنَّ) سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ)] ”تم اپنے سے پہلے لوگوں کے نقش قدم پر ٹھیک اسی طرح چلو گے جس طرح تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے۔“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: [فَمَنْ؟] ”تو اور کون؟“[1] ایک روایت میں ہے: کیا ان سے مراد ایرانی اور رومی (لوگوں جیسے لوگ) ہیں؟ فرمایا: [وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ؟] ”اور ان کے علاوہ اور کون لوگ ہیں؟“[2]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان لوگوں کے اقوال و احوال کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اسی لیے فرمایا: ﴿لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ط﴾ ”لوگوں کے مال ناحق کھاتے اور (ان کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔“ دین کے بدلے دنیا کھاتے ہیں اور لوگوں میں اپنے جاہ و منصب سے فائدہ اٹھا کر ان کے مالوں کو باطل طریقے سے کھاتے ہیں جیسا کہ علمائے یہود کو اہل جاہلیت پر شرف حاصل تھا اور اہل جاہلیت کی طرف سے انھیں خراج، تحائف اور ٹیکس وصول ہوتے رہتے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرما دیا تو پھر بھی یہ علمائے یہود اپنی ضلالت، کفر اور عناد پر برقرار رہے تاکہ ان کی سرداری اور چودھراہٹ کا یہ نظام باقی رہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل نظام کو نور نبوت کے ساتھ بجھا دیا، ان کو عزت اور سربلندی سے محروم کر دیا اور اس کے عوض ذلت و نامرادی عطا کر دی، اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یہ غضب الٰہی کے مستحق قرار پا گئے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ط﴾ ”اور (ان کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔“ یعنی یہ لوگ مال حرام کھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اتباع حق سے بھی روکتے ہیں، حق و باطل کو خلط ملط کر دیتے ہیں جو جاہل ان کی پیروی کرتے ہیں یہ انھیں تأثر یہ دیتے ہیں کہ یہ خیر و بھلائی کی دعوت دیتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ تو لوگوں کو جہنم کی دعوت دیتے

[1] صحیح البخاري، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبي ﷺ: [لتتبعن سنن......]، حدیث: 7320 وصحیح مسلم، العلم، باب اتباع سنن الیهود والنصارٰی، حدیث: 2669 مذکورہ حوالوں میں پہلی قوسین والے الفاظ کے بجائے [لَتَتَّبِعُنَّ] عن أبي سعید رضی اللہ عنہ ہے۔ ہاں، البتہ مسند أحمد: 340/5 عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ میں [لترکبن] ہی ہے اور دوسری قوسین والے الفاظ مسند أحمد: 125/4 عن شدّاد بن أوس رضی اللہ عنہ میں ہیں جبکہ ان الفاظ کی سند شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ دیکھیے السلسلة الضعیفة: 913/7، حدیث: 3312 ۔ [2] صحیح البخاري، الاعتصام......، باب قول النبي ﷺ: [لتتبعن سنن......]، حدیث: 7319 عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ لیکن ان الفاظ کا سیاق قدرے مختلف ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے اسے قرب قیامت کی علامت بتایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور قیامت کے دن ان کی قطعاً کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

کون سا ''کنز'' (خزانہ) عذاب کا باعث ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿34﴾ ﴾ ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے، تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیں۔'' یہ لوگوں کے رہنماؤں کی تیسری قسم ہے، بے شک لوگ علماء، مشائخ اور اصحاب ثروت کے محتاج ہیں۔ اور اگر انھی تین طبقوں کے لوگ خراب ہو جائیں تو پھر سارے لوگ ہی خراب ہو جاتے ہیں جیسا کہ ابن مبارک نے فرمایا ہے:

وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَّرُهْبَانُهَا

''دین کو بادشاہوں، علمائے سوء اور مشائخ ہی نے تو خراب کیا ہے۔''

اَلْكَنْزُ کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن دینار سے اور انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جس کی زکاۃ ادا نہ کی جائے۔[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے زہری کی خالد بن اسلم سے حدیث کو بیان کیا ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو انھوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس کا تعلق زکاۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کے دور سے ہے جب زکاۃ کا حکم نازل ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مال پاک کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔[2] اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عراک بن مالک نے بھی فرمایا ہے کہ اس آیت کو ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ...... ﴾ الآیة (التوبة 103:9) آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔[3]

سونا اور چاندی کم سے کم رکھنے کی مدح اور زیادہ رکھنے کی مذمت میں بہت سی احادیث آئی ہیں، ہم ان میں سے چند ایک کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آیت کریمہ ﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ...... ﴾ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: [تَبًّا لِّلذَّهَبِ، تَبًّا لِّلْفِضَّةِ] ''سونے کے لیے بربادی ہے، چاندی کے لیے بربادی ہے۔'' آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام پر یہ بات بہت گراں گزری، انھوں نے عرض کی: پھر ہم کون سا مال اختیار کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں تمھیں یہ بات معلوم کر کے بتاتا ہوں، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! صحابہ پر یہ بات گراں گزری ہے وہ پوچھتے ہیں کہ ہم کون سا مال اختیار کریں، آپ نے فرمایا: [لِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا شَاكِرًا وَّزَوْجَةً تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلٰى دِينِهِ] ''ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور دین کے لیے تعاون کرنے والی تمھاری بیوی۔''[4]

---

[1] الموطأ للإمام مالك، الزكاة، باب ما جاء في الكنز: 108/1، حديث: 606. [2] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله عزوجل: ﴿ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ ...... ﴾ (التوبة 35:9)، حديث: 4661. [3] تفسير ابن أبي حاتم: 1789/6. [4] تفسير عبدالرزاق: 145/2 رقم: 1076 یہ روایت منقطع ہے، اس لیے مصباح المنیر (اردو) میں اس کے بعد والی صحیح روایت مفصل ابن کثیر سے لی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سونے اور چاندی کے بارے میں اللہ کا حکم نازل ہوا تو صحابۂ کرام نے کہا: ہم کس مال کو ذخیرہ کریں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ بات معلوم کر کے تمھیں بتاتا ہوں، انھوں نے اپنی سواری کو دوڑایا اور رسول اللہ ﷺ کو پالیا اور میں ان کے پیچھے تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم کس مال کو ذخیرہ کریں؟ فرمایا: [لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا، وَّلِسَانًا ذَاكِرًا، وَّزَوْجَةً تُعِينُهُ عَلٰى أَمْرِ الْآخِرَةِ] ''چاہیے کہ رکھے تم میں سے کوئی ایک شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، آخرت کی تیاری میں مدد کرنے والی بیوی۔''[1] ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴾ ''جس دن اس (مال) پر دوزخ میں آگ دہکائی جائے گی، پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، لہٰذا (اب اس کا مزہ) چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔'' یعنی یہ انھیں رُلانے، ڈانٹ پلانے اور مذاق کے طور پر کہا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۭ ذُقْ ڌ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝﴾ (الدخان 44:48,49)

''پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو (مزہ) چکھ! بے شک تو (تھا اپنے خیال میں) بڑا زبردست بڑا اکرم۔''

یعنی یہ ہے تمھارا وہ مال جسے تم جمع کر کے رکھتے تھے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جو کسی چیز سے اس قدر محبت کرے کہ اسے اللہ کی اطاعت پر ترجیح دے تو اسے اس کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ ان لوگوں نے ان مالوں کے جمع کرنے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ترجیح دی تھی، لہٰذا انھیں انھی مالوں کے ساتھ عذاب دیا جائے گا جیسا کہ ابولہب۔ لَعَنَهُ اللّٰهُ۔ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کرنے میں حد سے بڑھا ہوا تھا اور اس کی بیوی بھی اس سلسلے میں اس کی مدد کرتی تھی تو وہ روز قیامت اس کے عذاب میں بھی اس کی مددگار ہوگی اور اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی، یعنی جہنم کے ایندھن کو وہ اکٹھا کرے گی اور اسے ابولہب کے اوپر پھینک دے گی تاکہ اس کے عذاب میں مزید اضافہ ہو، حالانکہ دنیا میں وہ اس کے لیے سب سے زیادہ شفیق تھی۔ اسی طرح جیسے یہ مال دنیا میں ان کے مالکان کے لیے بے حد عزیز ہیں، ایسے ہی آخرت میں یہ ان کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہوں گے، انھیں آتش دوزخ میں گرمایا جائے گا اور یہ آپ جانتے ہیں کہ اس کی حرارت کس قدر شدید ہوگی، پھر ان کے ساتھ ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔

زکاۃ ادا نہ کرنے والے کا انجام: امام ابوجعفر ابن جریر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [مَنْ تَرَكَ بَعْدَهُ كَنْزًا، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يَتْبَعُهُ يَقُولُ: وَيْلَكَ مَا أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ الَّذِي تَرَكْتَهُ بَعْدَكَ، فَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ يَدَهُ فَيَقْضِمَهَا، ثُمَّ يَتْبَعُهُ سَائِرَ

[1] مسند أحمد: 282/5.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہی ہے اللہ کی کتاب میں، جس دن (سے) اس نے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

کو پیدا کیا، ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں، یہی سیدھا دین ہے، چنانچہ تم ان (مہینوں) میں اپنے آپ پر ظلم

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿36﴾

نہ کرو۔ اور تمام مشرکین سے لڑو جیسے وہ سارے تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ﴿36﴾

جَسَدِهٖ] ''جس نے اپنے بعد کوئی خزانہ چھوڑا تو اسے روز قیامت ایک گنجے سانپ کی شکل دے دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ اس کے پیچھے بھاگے گا اور یہ کہے گا کہ تجھ پر افسوس! تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا، وہ اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتی کہ اس کے ہاتھ کو لقمہ بنا کر چبا جائے گا، پھر اس کا سارا جسم بھی اس کے پیچھے اس کے منہ میں چلا جائے گا۔''[1] امام ابن حبان نے اسے اپنی ''صحیح'' میں بروایت یزید از سعید بیان کیا ہے[2] اور اس حدیث کا اصل صحیحین میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے۔[3]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ رَّجُلٍ لَّا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهٖ إِلَّا جُعِلَ (لَهُ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ]، [فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَ(جَبْهَتُهُ) وَظَهْرُهُ...... فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، ثُمَّ يُرٰى سَبِيلُهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ] ''جو شخص اپنے مال کی زکاۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے مال کو آگ کی تختیاں بنا کر ان سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو...... اس دن داغا جائے گا جو پچاس ہزار سال کا دن ہوگا حتی کہ بندوں کا حساب مکمل ہو جائے، پھر اسے اس کا رستہ دکھایا جائے گا، جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔''[4] پھر امام مسلم نے باقی ساری حدیث بھی بیان کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں زید بن وہب کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں رَبَذہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو میں نے عرض کی کہ آپ اس جگہ کیوں مقیم ہیں۔ انھوں نے فرمایا: ہم شام میں تھے میں نے اس آیت کریمہ کو پڑھا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿34﴾﴾ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت کا تعلق ہم

[1] تفسير الطبري:160/10. [2] صحيح ابن حبان:49/8، حديث:3257. [3] صحيح البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث:1403 صحیح مسلم میں اس طریق سے یہ روایت ہمیں نہیں ملی، البتہ صحيح مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث:988 میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث میں اس قسم کے الفاظ منقول ہیں، مزید دیکھیے صحيح ابن خزيمة، ذكر أخبار رويت عن النبي ﷺ......:11/4، حديث:2255. [4] پہلا حصہ مسند أحمد:276/2 کے مطابق، البتہ قوسین والا لفظ صحيح ابن خزيمة:12,11/4، حديث:2256 میں ہے اور دوسرا حصہ صحيح مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث:(26,24)-987 میں جبکہ قوسین والا لفظ مسند احمد کے مذکورہ حوالے کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تو اہل کتاب سے ہے۔ میں نے کہا: نہیں، اس کا تعلق ہم سے بھی ہے اور ان سے بھی۔[1]

تفسیر آیت:36

حرمت والے چار مہینے: امام احمد نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا: [أَلَا! إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ] ''خبردار! زمانہ اپنی اسی حالت میں پلٹ آیا ہے جس حالت میں اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا، سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، تین تو مسلسل ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔'' پھر فرمایا: [أَلَا! أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟] ''خبردار! یہ کون سا دن ہے؟'' ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، ہم نے خیال کیا شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: [أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟] ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کی: کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا: [أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟] ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے سکوت فرمایا، ہم نے خیال کیا شاید آپ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے، آپ نے فرمایا: [أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟] ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کی: کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا: [أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟] ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے سکوت فرمایا۔ اور ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اسے کسی اور نام سے موسوم فرمائیں گے، آپ نے فرمایا: [أَلَيْسَتِ الْبَلْدَةَ؟] ''کیا یہ بلد حرام نہیں ہے۔'' ہم نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا:

[فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ (قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ) عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا! فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا! هَلْ بَلَّغْتُ؟ أَلَا! لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ (مِنْكُمْ) الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ مَنْ يُّبَلَّغُهُ يَكُونُ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ يَّسْمَعُهُ]

''بے شک تمھارے خون اور مال۔ میرے خیال میں آپ نے یہاں عزتوں کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ تم پر اسی طرح حرام

---

[1] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ ...... (التوبة 9:34)، حديث: 4660.

نوٹ: حضرت ابوذر اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ﴾ کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا کہ اس کا تعلق اہل کتاب سے ہے یا امت محمدیہ سے کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ بیوی بچوں کے نان جویں سے زائد ذخیرہ کرنا حرام ہے اور وہ اس کو رواج دے رہے تھے چونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے، انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے خلاف خط لکھا تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں مدینے بلایا، پھر انھیں ربذہ کی طرف بھیج دیا۔ اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ربذہ ہی میں فوت ہوئے، تفصیل کے لیے دیکھیے صحيح البخاري، الزكاة، باب ما أدى ......، حديث: 1406 و تفسير الطبري: 157/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس طرح اس دن کی تمھارے اس مہینے اور تمھارے اس شہر میں حرمت ہے۔ عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے تو وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ اڑانے لگ جانا، کیا میں نے تم تک (اللہ کا دین) پہنچا دیا ہے؟ خبردار! تم میں سے جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ ان تک بھی یہ باتیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، ممکن ہے کہ بعض لوگ جن تک ان باتوں کو پہنچا دیا جائے وہ سننے والوں سے بھی انھیں زیادہ یاد رکھنے والے ہوں۔''[1] امام بخاری نے اسے کتاب التفسیر اور صحیح بخاری کی دیگر کتب میں بھی بیان کیا ہے اور امام مسلم نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔[2]

قمری مہینوں کے ناموں کی وجہ تسمیہ: شیخ علم الدین سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اَلْمَشْهُورُ فِي أَسْمَاءِ الْأَيَّامِ وَالشُّهُورِ میں ذکر کیا ہے کہ مُحَرَّم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ حرمت والا مہینہ ہے لیکن میرے نزدیک اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے کی حرمت کی تاکید کے لیے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ عرب تبدیلی کرتے ہوئے اسے کبھی حلت والا اور کبھی حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے تھے۔ اس کی جمع مُحَرَّمَات، مَحَارِم اور مَحَارِيم ہے۔

صَفَر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جنگوں اور سفروں کے لیے گھروں کے خالی ہو جانے کی وجہ سے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے: صَفِرَ الْمَكَانُ جب جگہ خالی ہو جائے، اس کی جمع أَصْفَار ہے، جیسے جَمَل کی جمع أَجْمَال ہے۔

رَبِيعُ الْأَوَّل کو اقامت اختیار کرنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے، یہ ارْتِبَاع سے مشتق ہے اور ارْتِبَاع کے معنی موسم بہار کے لیے مخصوص کسی عمارت میں اقامت اختیار کرنے کے ہیں، اس کی جمع أَرْبِعَاء ہے، جیسے نَصِيب کی جمع أَنْصِبَاء ہے، نیز اس کی جمع أَرْبِعَةُ بھی ہے، جیسے رَغِيف کی جمع أَرْغِفَة۔ رَبِيعُ الْآخِر، ربیع الأوّل ہی کی طرح ہے۔

جُمَادَى اس مہینے میں پانی کے جم جانے کی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ عربوں کے حساب کے مطابق مہینے بدلتے نہیں تھے لیکن ان کی یہ بات محل نظر ہے کیونکہ اگر مہینوں کا تعلق چاند سے ہو تو پھر یہ قمری مہینے یقیناً بدل بدل کر مختلف موسموں میں آئیں گے، لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ابتدائی طور پر اس کا نام بھی سردیوں میں پانی کے جم جانے کی وجہ سے رکھا گیا ہو جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

وَلَيْلَةٍ مِّنْ جُمَادَى ذَاتَ أَنْدِيَةٍ — لَّا يُبْصِرُ الْعَبْدُ فِي ظَلْمَآئِهَا الطُّنُبَا

لَا يَنْبَحُ الْكَلْبُ فِيهَا غَيْرَ وَاحِدَةٍ — حَتّٰى يُلِفَّ عَلٰى خُرْطُومِهِ الذَّنَبَا

[1] مسند أحمد:5/37. [2] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ ......﴾ (التوبة9:36)، حديث:4662 والأضاحي، باب من قال: الأضحى يوم النحر، حديث:5550 والتوحيد، باب قول الله تعالىٰ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ......﴾ (القيٰمة75:22، 23)، حديث:7447 و صحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، حديث:1679 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جمادی کی کتنی محفلوں والی ایسی راتیں بھی تھیں جن کے اندھیروں میں بندہ خیموں کی طنابیں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، ان میں کتا بھی صرف ایک بار ہی بھونکتا تھا حتی کہ وہ دم کو اپنی تھوتھنی سے لپیٹ لیتا۔''

جُمَادٰی کی جمع جُمَادَیَات ہے، جیسے حُبَارٰی کی جمع حُبَارَیَات ہے، یہ نام مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، یعنی جُمَادَی الْأُولٰی اور جُمَادَی الْأَول اور جُمَادَی الآخر اور جُمَادَی الآخرة.

رَجَب، تَرْجِیب سے مشتق ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں، اس کی جمع أَرْجَابُ، رِجَاب، رَجَبَات آتی ہے۔

شَعْبان، تَشَعَّبَ الْقَبَائِلُ کے محاورے سے مشتق ہے جس کے معنی لوٹ مار کے لیے قبائل کے منتشر اور متفرق ہو جانے کے ہیں، اس کی جمع شَعَابِینَ اور شَعْبَانَات ہے۔

رَمَضَان، شِدَّةُ الرَّمْضَاء سے ہے جس کے معنی حرارت کے ہیں، کہا جاتا ہے: رَمَضَتِ الْفِصَالُ اس وقت کہا جاتا ہے جب اونٹوں کے بچے پیاسے ہو جائیں۔ [1] اس کی جمع رَمَضَانَات، رَمَاضِین اور أَرْمِضَة ہے۔ علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ رمضان، اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے تو یہ بات غلط اور نا قابل التفات ہے۔ میں کہتا ہوں اس سلسلے میں ایک حدیث بھی ہے جو ضعیف ہے [2] اور میں نے اسے کتاب الصیام کے شروع میں بیان کیا ہے۔

شَوَّال، شَالَتِ الْإِبِلُ کے محاورے سے مشتق ہے جس کے معنی اونٹوں کے جفتی کے لیے اپنی دموں کے اوپر اٹھانے کے ہیں، اس کی جمع شَوَاوِل، شَوَاوِیل اور شَوَّالَات ہے۔

اَلْقَعْدَةِ قاف کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ ہے، اس کے معنی بیٹھ جانے کے ہیں اور اس مہینے میں وہ لڑائی جھگڑے اور سفر کرنے سے بیٹھ جاتے تھے، اس کی جمع ذَوَات الْقَعْدَة ہے۔

اَلْحِجَّة بھی حاء کی فتحہ اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس مہینے میں وہ حج کے لیے بیٹھ جاتے تھے، اس لیے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا۔ اس کی جمع ذَوَاتُ الحجة ہے۔

دنوں کے عربی ناموں کی واحد جمع اور بعض ناموں کی وجہ تسمیہ: دنوں کے ناموں میں پہلا أَحَد ''اتوار'' ہے۔ اس کی جمع آحَاد، أَوحَاد اور وُحُود ہے، پھر یَومُ الْإِثْنَیْن ''سوموار'' ہے، اس کی جمع أَثَانِین ہے، پھر الثُّلَاثَاء ''منگل'' ہے اسے مد کے ساتھ مذکر اور مؤنث دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ اس کی جمع ثُلَاثَاوَات اور أَثَالِث ہے۔ پھر اَلْأَرْبعَاء ''بدھ'' ہے یہ بھی مد کے ساتھ ہے، اس کی جمع أَرْبِعَاوَات اور أَرَابِیع ہے۔ اَلْخَمِیسُ ''جمعرات'' کی جمع أَخْمِسَة اور أَخَامِس ہے، پھر اَلْجُمُعَة

[1] عام طور پر اس محاورے کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کہ جب دھوپ کی حدت سے ریت کے انتہائی گرم ہونے کی بنا پر اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ [2] وہ ضعیف حدیث یہ ہے: [لَا تَقُولُوا رَمَضَانَ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلٰكِنْ قُولُوا: شَهْرَ رَمَضَانَ] ''صرف رمضان نہ کہو کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے لیکن تم کہو: رمضان کا مہینہ۔'' دیکھیے مسند الفردوس: 25/5، حدیث: 7339 عن عائشة ﷞ و52/5، حدیث: 7433 عن أبي هريرة ﷜ اور دیکھیے تنزيه الشريعة المرفوعة لابن عراق الكناني: 153/2.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، میم کے ضمہ، سکون اور فتحہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اس کی جمع جُمَع اور جَمَاعَات ہے، پھر اَلسَّبْت ہے، جو اَلسَّبْت، سبت سے ماخوذ ہے جس کے معنی ختم ہو جانے کے ہیں، اس پر ہفتے کے دن ختم ہو جاتے ہیں، اس لیے اس نام سے اسے موسوم کیا گیا ہے۔

عرب دنوں کو أَوَّل، أَهْوَن، جُبَار، دُبَار، مُؤْنِس، عَرُوبَة اور شِيَار کے ناموں سے بھی موسوم کرتے تھے۔ عاربہ متقدمین کے ایک عرب شاعر نے کہا ہے۔

أُرَجِّي أَنْ أَعِيشَ وَإِنَّ يَوْمِي بِأَوَّلَ أَوْ بِأَهْوَنَ أَوْ جُبَارِ

أَوِ التَّالِي دُبَارِ فَإِنْ أَفُتْهُ فَمُؤْنِسٍ أَوْ عَرُوبَةَ أَوْ شِيَارِ

''میں امید کرتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہا تو یقیناً (میری وفات کا دن) اتوار یا سوموار یا منگل یا اس کے بعد آنے والا بدھ ہے پس اگر میں اسے بھی گزار جاؤں تو پھر جمعرات یا جمعے یا ہفتے تک زندہ رہوں گا (آخر کار مر جاؤں گا۔)''

حرمت والے مہینے صرف چار ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ ''ان میں سے چار (مہینے) حرمت کے ہیں۔'' عرب زمانۂ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کا احترام کرتے تھے اور جمہور عرب انھی چار مہینوں کو حرمت والے مہینے سمجھتے تھے۔ ہاں، البتہ ایک گروہ جسے بَسَل کہا جاتا تھا، وہ ازراہِ تعمق وتشدد سال کے آٹھ مہینوں کو حرمت والے مہینے قرار دیتا تھا۔

رجب کو رجبِ مُضر کیوں کہا گیا؟ آپ نے جو یہ فرمایا تھا: [ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ] ''ان میں سے تین مہینے تو متواتر ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا مہینہ رجبِ مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔''[1] رجب کی مضر کی طرف اضافت اس لیے کی تاکہ رسول اللہ ﷺ یہ بیان فرما دیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ رجب سے مراد وہ مہینہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے نہ کہ جو شعبان اور شوال کے درمیان ہے جیسا کہ خاندانِ ربیعہ کا خیال تھا کیونکہ شعبان اور شوال کے درمیان تو وہ مہینہ ہے جسے آج کل رمضان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ رجب سے مراد وہ مہینہ ہے جسے مضر نے رجب قرار دیا ہے نہ کہ وہ جسے ربیعہ نے رجب قرار دیا ہے۔

ان مہینوں کو حرمت والے قرار دیے جانے کی وجہ: بہر حال حرمت والے مہینے چار ہیں تین تو ان میں سے مسلسل ہیں اور ایک الگ ہے تاکہ حج وعمرہ کے مناسک کو ادا کیا جا سکے۔ حج سے پہلے ایک مہینے، یعنی ذوالقعدہ کو اس لیے حرمت والا قرار دیا گیا تاکہ وہ اس مہینے میں جنگ وجدال سے باز رہیں، ذوالحجہ کو اس لیے حرمت والا مہینہ قرار دیا تاکہ وہ اس میں مناسک حج ادا کر سکیں۔ اور اس کے بعد ماہ محرم کو اس لیے حرمت والا قرار دیا تاکہ امن وسکون سے اپنے اپنے علاقوں میں لوٹ جائیں۔ اور

[1] صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضين، حديث:3197 وصحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، حديث:1679 عن أبي بكرة ﷺ مطولاً.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال کے درمیان میں ماہ رجب کو اس لیے حرمت والا قرار دیا تا کہ جزیرۃ العرب کے دور دراز کے علاقوں میں سے آ کر اگر کوئی بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ کرنا چاہے تو وہ زیارت وعمرے سے فارغ ہو کر امن سے اپنے وطن لوٹ جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾ ''یہی سیدھا دین ہے۔'' یعنی یہی شریعت مستقیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی جائے اور اس کے مقرر کردہ حرمت والے مہینوں کی حرمت کا پاس کیا جائے۔ اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے روز اول سے جو مقرر کر رکھا ہے، اس کی پابندی کی جائے۔

ان مہینوں میں نیکی کے ثواب اور گناہ کے عذاب میں اضافہ: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴾ ''چنانچہ تم ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔'' کیونکہ ان مہینوں میں ظلم کرنے اور جدال وقتال کا دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ گناہ ہے جیسا کہ بلد حرام میں ارتکاب معصیت زیادہ بڑا گناہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ (الحج 22:25) ''اور جو اس میں شرارت سے کج روی (وکفر) کرنا چاہے، اس کو ہم دردناک عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔'' اسی طرح حرمت والے مہینوں میں بھی گناہوں کی سزا زیادہ سنگین ہے۔ علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں سے کسی بھی مہینے میں ظلم نہ کرو اور ان میں سے چار مہینوں کو بطور خاص حرمت والے قرار دیا، ان کا بہت زیادہ ادب واحترام بجا لانے کا حکم دیا اور ان میں گناہ کا ارتکاب کرنے کو بڑا جرم قرار دیا اور عمل صالح کو بھی بڑے اجر وثواب کا موجب قرار دیا۔[1]

امام قتادہ نے بھی ﴿ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حرمت والے مہینوں میں ظلم دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ بڑا گناہ ہے اگرچہ ظلم ہر حال میں اور ہر وقت ہی بڑا گناہ ہے لیکن ان مہینوں میں اس کی سنگینی اور گناہ میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ ان مہینوں کو اللہ تعالیٰ نے قابل ادب واحترام قرار دیا ہے۔[2] اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے منتخب فرمالے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو منتخب فرمالیا ہے، کلام میں سے اس نے اپنے ذکر کو منتخب فرمایا ہے، زمین میں سے اس نے مسجدوں کو اعزاز بخشا ہے، مہینوں میں سے اس نے رمضان اور حرمت والے مہینوں کو شرف بخشا ہے، دنوں میں سے اس نے جمعے کے دن کو اور راتوں میں سے لیلۃ القدر کو سرفراز فرمایا ہے، لہٰذا جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے تم بھی ان کا ادب واحترام بجالاؤ۔ بلاشبہ اربابِ عقل ودانش انھی چیزوں کو قابلِ تعظیم سمجھتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے۔

حرمت والے مہینوں میں قتال: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ''اور تم تمام مشرکین سے لڑو، جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ اور جان لو! بے شک اللہ پرہیزگاروں

[1] تفسير الطبري :164/10. [2] تفسير ابن أبي حاتم :1793/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الۡكُفۡرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا

بلاشبہ (کسی مہینے کو) آگے پیچھے کردینا کفر میں زیادتی ہے اس کی وجہ سے کافر گمراہ کیے جاتے ہیں، وہ ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال

لِّيُوَاطِـُٔوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمۡ سُوٓءُ أَعۡمَالِهِمۡ ۗ

اسے حرام (خیال کرتے ہیں) تاکہ ان (مہینوں) کی تعداد پوری کریں جو اللہ نے حرام ٹھہرائے ہیں، پھر وہ حلال ٹھہرائیں جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا۔ ان

ع 5 8 11 وَاللَّهُ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الۡكَٰفِرِينَ ﴿37﴾ ع

کے برے اعمال ان کے لیے مزین کردیے گئے۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿37﴾

کے ساتھ ہے۔'' یعنی خوب جان لو کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ میں پہل کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَٰٓئِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ ﴾ (المآئدۃ 2:5) ''مومنو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ماہ حرام کی۔'' اور فرمایا: ﴿ الشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمَٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ ۚ ﴾ (البقرۃ 2:194) ''ماہ حرام، ماہ حرام کے بدلے میں ہے اور حرمتیں ایک دوسری کا بدلہ ہیں، پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اس پر کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ فَإِذَا انسَلَخَ الۡأَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِينَ ...... ﴾ الآیۃ (التوبۃ 9:5) ''تو جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو قتل کردو......۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَقَٰتِلُوا الۡمُشۡرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَٰتِلُونَكُمۡ كَآفَّةً ۚ ﴾ ''اور تم تمام مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اجازت دی ہے کہ وہ حرمت والے مہینے میں بھی مشرکوں سے لڑائی کرسکتے ہیں، بشرطیکہ لڑائی کی ابتدا ان کی طرف سے ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿ الشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمَٰتُ قِصَاصٌ ۚ ﴾ (البقرۃ 2:194) اور فرمایا: ﴿ وَلَا تُقَٰتِلُوهُمۡ عِندَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَٰتِلُوكُمۡ فِيهِ ۖ فَإِن قَٰتَلُوكُمۡ فَاقۡتُلُوهُمۡ ۗ ...... ﴾ (البقرۃ 2:191) ''اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا، پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کرڈالو......۔''

رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا جو محاصرہ کیا اور حرمت والے مہینے کے شروع ہونے تک محاصرہ جاری رکھا تو وہ ہوازن اور ان کے حلیف ثقیف سے جنگ کا تتمّہ تھا اور ان لوگوں نے جنگ کا آغاز خود کیا تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی جمع کرکے جنگ کی دعوت دی تھی، رسول اللہ ﷺ کو جب ان کی جنگ کی تیاری کا علم ہوا تو آپ ان کی سرکوبی کے لیے تشریف لے گئے اور جب یہ لوگ طائف کے قلعے میں بند ہوگئے تو آپ نے انھیں قلعے سے باہر نکالنے کے لیے کوشش فرمائی، انھیں مسلمانوں کی طرف سے گزند پہنچا کیونکہ مسلمانوں نے کافی لوگوں کو قتل کردیا تھا۔ منجنیقوں وغیرہ کے ساتھ محاصرہ قریباً چالیس دن تک جاری رہا اور اس کی ابتدا تو حلال مہینے سے ہوئی حتی کہ ماہ حرام شروع ہوگیا اور اس میں بھی کئی دن تک محاصرہ جاری رہا، پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور اس صورت میں جنگ کا جاری رہنا قابل معافی ہے جبکہ حرمت والے مہینے میں جنگ کا آغاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا نا قابل معافی ہے۔ یہ طے شدہ اصول ہے اور اس کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں۔[1] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

تفسیر آیت:37

شریعت میں رائے کے ساتھ تصرف کی مذمت: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت فرمائی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت میں اپنی فاسد آراء کے ساتھ تصرف کرتے، اپنی بے ہودہ خواہشات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جسے حرام قرار دیا ہے، اسے حلال اور جسے حلال قرار دیا اسے حرام ٹھہرا دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی قوت غضبیہ، نخوت اور حمیّت کی وجہ سے ان تین مہینوں کی مدت کو بہت طویل سمجھتے تھے جو انھیں اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں رکاوٹ تھی، دشمنوں سے لڑائی وغیرہ کی صورت میں، یہی وجہ ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے ایک عرصے تک انھوں نے محرم کو حلال قرار دے لیا تھا اور اس کے بجائے صفر کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیا تھا تا کہ حرمت والے چار مہینوں کی تعداد کو پورا کر لیں۔

﴿النَّسِيٓءُ﴾ کیا ہے؟ علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ ”بلاشبہ (کسی مہینے کو ہٹا کر) آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرتا ہے۔“ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جُنادہ بن عوف بن امیہ کنانی، جس کی کنیت ابوثمامہ تھی، موسم حج میں آتا اور اعلان کرتا کہ خبردار! لوگو ابوثُمامہ کی بات پر اعتراض کرنا نہ کوئی عیب لگانا، خبردار! اس سال صفر حلال ہے۔ اور اس طرح وہ ایک سال صفر کو حلال قرار دیتا اور ایک سال اسے حرمت والا مہینہ قرار دے دیتا اور ایک سال محرم کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتا، یہی ﴿النَّسِيٓءُ﴾ ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ ”بلاشبہ (کسی مہینے کو ہٹا کر) آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرتا ہے۔“ یہ لوگ ایک سال محرم کو حلت والا اور ایک سال حرمت والا قرار دے دیتے تھے۔[2] عوفی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔[3]

اور لیث بن ابوسلیم نے مجاہد سے یہ روایت کیا ہے کہ ہر سال موسم حج میں بنو کنانہ کا ایک شخص اپنے گدھے پر سوار ہو کر آتا اور یہ اعلان کرتا لوگو! مجھ پر نہ کوئی عیب لگایا جا سکتا ہے نہ مجھے مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ اسے ٹالا جا سکتا ہے، ہم نے محرم کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیا ہے اور صفر کو مؤخر کر دیا ہے۔ پھر آئندہ سال بھی اسی طرح کی بات کرتے ہوئے کہتا کہ اس سال کے لیے ہم نے صفر کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیا ہے اور محرم کو مؤخر کر دیا ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ایسا اس لیے کرتے: ﴿لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ﴾ ”تا کہ وہ (حرمت کے مہینوں کی) جو اللہ نے حرام کیے ہیں، گنتی پوری کر لیں۔“ یعنی چار مہینوں کی گنتی کو پورا کر لیں۔ اور حرمت والے اس مہینے کو مؤخر کر کے اس حرمت والے مہینے کو حلال کر لیتے[4] یہ لوگ ایک سال محرم کو حلال قرار دے لیتے تھے، اس کے بدلے میں صفر کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے تھے، پھر اس کے بعد کا مہینہ

---

[1] یہ مثالیں البقرۃ، آیات: 194 و 217 کے تحت دیکھی جا سکتی ہیں۔ [2] تفسیر الطبری: 169,168/10. [3] تفسیر الطبری: 169/10. [4] تفسیر الطبری: 169/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ اِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ

اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے، جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کی طرف بوجھل ہو جاتے ہو، کیا تم

اَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پر ریجھ گئے ہو؟ چنانچہ دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت (کے مقابلے) میں بہت ہی حقیر ہے (38) اگر

اِلَّا قَلِيلٌ (38) اِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

تم نہیں نکلو گے تو وہ (اللہ) تمھیں دردناک عذاب دے گا اور بدل کر تمھارے علاوہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے

وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (39)

اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (39)

ربیع ہے، وہ ربیع سے لے کر سال کے آخری مہینے تک تمام مہینوں کو اپنے نظام، شمار اور ناموں کے اعتبار سے پہلے ہی کی طرح بدستور برقرار رکھتے اور اگلے سال محرم کو بھی حرمت والا مہینہ ہی رہنے دیتے، پھر صفر اور اس کے بعد والے دیگر تمام مہینوں میں بھی کوئی تبدیلی نہ کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يُحِلُّونَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ﴾ ''ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام تاکہ وہ (حرمت کے مہینوں کی) جو اللہ نے حرام کیے ہیں، گنتی پوری کرلیں اور جو اللہ نے حرام ٹھہرائے ہیں اس کو حلال ٹھہرائیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے چار مہینے حرمت والے قرار دیے ہیں مگر یہ لوگ مسلسل تین حرمت والے مہینوں میں سے تیسرے مہینے، یعنی محرم کو کبھی تو حرمت والا قرار دے دیتے اور کبھی اس کے بجائے صفر کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے تھے۔

رسمِ نسیء کا موجد: امام محمد بن اسحاق نے سیرت سے متعلق اپنی کتاب میں اس موضوع پر بہت ہی عمدہ اور نفیس انداز میں روشنی ڈالی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عربوں میں سب سے پہلے جس نے نسیء کی رسم کو ایجاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مہینے کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیا وہ قَلَمَّس، یعنی حذیفہ بن عبد بن فُقَیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھا، اس کے بعد اس کے بیٹے عَبّاد، اس کے بعد اس کے بیٹے قَلَع، اس کے بعد اس کے بیٹے امیہ، اس کے بعد اس کے بیٹے عوف، پھر اس کے بیٹے ابوثُمامہ جُنادہ بن عوف نے اس رسم کو جاری رکھا۔ ابوثمامہ ہی کا دور تھا جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔ عرب کے لوگ جب حج سے فراغت کے بعد اس کے پاس آکر جمع ہو جاتے تو یہ انھیں خطاب کرتے ہوئے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کو حرمت والے مہینے قرار دیتا لیکن جب ان میں سے کسی کو حلال کرنا چاہتا تو ایک سال محرم کو حلال اور اس کی جگہ صفر کو حرام قرار دے دیتا تاکہ ادب کے ان مہینوں کی گنتی کو پورا کرلیں۔[1] وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

تفسیر آیات: 39,38

[1] السيرة النبوية لابن إسحاق، أول من ابتدع النسيء: 42/1.

17546

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد نہ کرنے پر سرزنش: یہاں سے ان لوگوں کی سرزنش کا آغاز ہوتا ہے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور جہاد میں شریک نہ ہو سکے تھے، یاد رہے! غزوۂ تبوک سخت گرمی کے موسم میں اس وقت پیش آیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور گھنے سائے بہت فرحت بخش معلوم ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ”مومنو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو۔“ یعنی تمھیں اللہ کی راہ میں جہاد کی دعوت دی جاتی ہے۔ ﴿ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ ”تو تم (کاہلی کے سبب) زمین کی طرف بوجھل ہو جاتے ہو۔“ یعنی سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرتے اور آسائش و خوشحالی اور پکے ہوئے پھلوں ہی میں رہنے کی طرف مائل ہوتے ہو۔ ﴿ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ﴾ ”کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو؟“ یعنی تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ کیا تم آخرت کے بجائے دنیا کی زندگی پر خوش ہو؟ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا سے بے رغبت کرتے اور آخرت کی رغبت دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ ﴾ ”چنانچہ دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت (کے مقابلے) میں بہت ہی حقیر ہے۔“ امام احمد نے بنو فہر کے ایک شخص مُستَوْرِد کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَمِثْلِ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰذِهِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟] ”آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اس طرح ہے جیسے تم میں سے کوئی سمندر میں اپنی انگلی ڈبوئے پھر دیکھے کہ اس کی انگلی (سمندر میں سے) کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے؟ (لگنے والے پانی کی کیا حیثیت ہے۔)“ اور آپ نے یہ بیان کرتے ہوئے انگشتِ شہادت کی طرف اشارہ فرمایا۔[1] اسے صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔[2] امام ثوری نے اس آیت کی تفسیر میں اعمش کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کی مثال تو اس طرح ہے، جیسے کسی مسافر کے پاس تھوڑا سا زادِ راہ ہو۔[3]

دنیا کا سامان بہت قلیل ہے: عبدالعزیز بن ابو حازم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے کہ میرے پاس وہ کفن لاؤ جو مجھے پہنایا جائے گا تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔ جب کفن ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انھوں نے اسے دیکھا اور کہا: کیا میرے لیے اس سے بڑا کفن نہیں ہے کیا مجھے دنیا کی چیزوں میں سے صرف یہ کفن ہی ملے گا پھر انھوں نے رخ پھیر لیا اور رونے لگے اور یہ کہنے لگے: اے دنیا کے گھر تجھ پر بہت افسوس! تیرا زیادہ مال بھی تھوڑا ہے اور جو تھوڑا ہے، وہ تو بہت ہی تھوڑا ہے مگر افسوس! ہم ہی تیرے بارے میں دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔[4]

جہاد سے گریزاں لوگوں کو سرزنش: پھر اللہ تعالیٰ نے جہاد ترک کرنے والوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ ”اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ

[1] مسند أحمد :229/4. [2] صحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، حديث:2858. [3] تفسير ابن أبي حاتم :1797/6. [4] تفسير ابن أبي حاتم :1797/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کرو گے تو تحقیق اللہ نے اس کی (اس وقت) مدد کی (تھی) جب کافروں نے اس کو (مکہ سے) نکال دیا تھا، (وہ) دو میں دوسرا

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

تھا، جبکہ وہ دونوں غار (ثور) میں تھے، جب وہ (نبی) اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہہ رہا تھا: غم نہ کر، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اس پر

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ

اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکروں سے اس کی مدد کی جنھیں تم نے نہیں دیکھا، اور اس نے کافروں کی بات کو پست کر دیا، اور بات تو اللہ ہی کی

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿40﴾

بلند ہے۔ اور اللہ بہت زبردست ہے، خوب حکمت والا ہے ﴿40﴾

رسول اللہ ﷺ نے عربوں کے ایک خاندان کو جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا تو انھوں نے سستی و کاہلی کا ثبوت دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انھیں بارش سے محروم کر دیا سو یہ ان کے لیے عذاب تھا۔[1] ﴿ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ﴾ ''اور تمھارے سوا اور لوگ بدل دے گا۔'' یعنی جو اس کے نبی کی مدد کریں اور اس کے دین کو قائم کریں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴾ (محمد 38:47) ''اور اگر تم پھر و گے تو وہ تمھارے سوا اور لوگوں کو بدل دے گا پھر وہ تمھاری طرح کے نہیں ہوں گے۔'' ﴿ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ ﴾ ''اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔'' یعنی جہاد سے منہ موڑنے اور بزدلی و دوں ہمتی کا مظاہرہ کر کے اللہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔ ﴿ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿39﴾ ﴾ ''اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' وہ اس بات پر قادر ہے کہ تمھارے بغیر بھی وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکے۔

تفسیر آیت: 40

اللہ اپنے نبی ﷺ کا مددگار ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ ﴾ ''اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے'' تو اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر، معاون و مددگار اور محافظ و کارساز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اس وقت بھی مدد فرمائی تھی: ﴿ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ ﴾ ''جب ان کو کافروں نے (مکہ سے) نکال دیا تو (اس وقت) وہ دو میں سے دوسرا تھا۔'' یعنی ہجرت کے وقت جب مشرکوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلاوطن کر دیں مگر آپ اپنے دوست اور ساتھی حضرت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے نکل کر پہلے غار ثور میں تین دن تک مقیم رہے تھے تاکہ آپ کے تعاقب میں نکلنے والے لوگ واپس چلے جائیں اور آپ پھر مدینہ کی طرف تشریف لے جائیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فکر لاحق تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی جھانک کر دیکھ لے اور نبی اکرم ﷺ کو ان کی طرف سے کوئی گزند پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ اور پریشانی کو دیکھ کر آپ انھیں تسلی دے رہے تھے اور ثابت قدم رکھ رہے

[1] تفسير الطبري: 174/10 وتفسير ابن أبي حاتم: 1797/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت نبوی

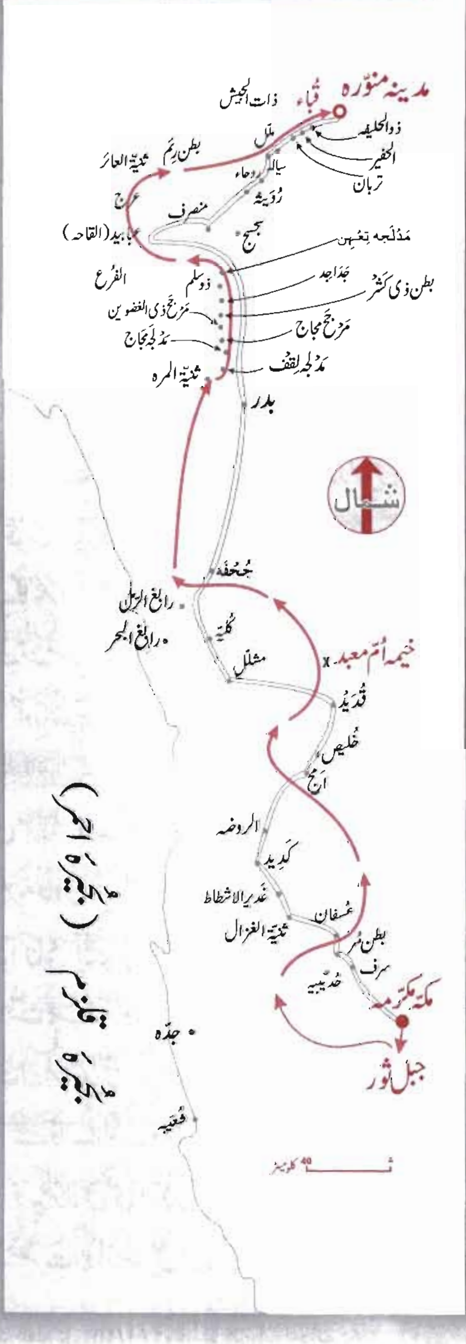

✱ نبی ﷺ 12 ربیع الاوّل مطابق 24 ستمبر 622ء کو بروز پیر قبا پہنچے۔

✱ یکم محرم 1ھ 16 جولائی 622ء کے مطابق ہے اور یہی ہجری تقویم کی ابتدا ہے۔

ہجرت کا راستہ

قافلوں کا راستہ

غارِ ثور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ

تم ہلکے (بھی) نکلو اور بوجھل (بھی)، اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو،

لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿41﴾

یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو ﴿41﴾

تھے، آپ نے فرمایا: [يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ، اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟] ''ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟'' جیسا کہ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس وقت نبئ اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی جب ہم غار میں تھے کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا تو آپ نے فرمایا: [يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ، اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟] ''اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟''[1] اسے امام بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ﴾ ''پھر اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر تائید و نصرت کو نازل فرمایا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ضمیر کا مرجع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا﴾ ''اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔'' یعنی فرشتوں کو ان کی مدد کے لیے نازل فرمادیا۔ ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ؕ﴾ ''اور اس نے کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کافروں کی بات سے مراد شرک اور اللہ کی بات سے مراد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے۔[3]

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص شجاعت کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص حمیت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص ریاکاری کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے۔ آپ نے فرمایا: [مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ] ''جو اس لیے لڑائی کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بات کو سربلندی حاصل ہو تو وہ اللہ کے رستے میں لڑنے والا ہے۔''[4] ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ﴾ ''اور اللہ بڑا زبردست ہے۔'' یعنی انتقام لینے اور مدد کرنے میں وہ بہت زبردست ہے جو اس کے باب عالی پر جھک جائے اور

[1] مسند أحمد:1/4. [2] صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب المهاجرين و فضلهم، حديث: 3653 وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، حديث:2381. [3] تفسير الطبري: 10/177. [4] صحيح البخاري، التوحيد، باب قوله تعالى: ﴿وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ﴾ (الصّٰفّٰت 37: 171)، حديث: 7458 وصحيح مسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا......، حديث: 150)-1904) واللفظ له.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی کتاب مقدس سے لو لگا لے، وہ کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا۔اور ﴿ حَكِيمٌ ﴾ ''وہ بڑی حکمت والا ہے۔'' اپنے تمام اقوال و افعال میں۔

تفسیر آیت :41

جہاد ہر حال میں فرض ہے: سفیان ثوری نے اپنے والد سے اور انھوں نے ابوالضحیٰ مسلم بن صُبَیح سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ سورۂ براءت کی یہ سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت ہے۔[1] معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرمی کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ لوگوں میں سے کوئی بیمار یا بہت بڑی عمر کا بھی ہو سکتا ہے۔حضرمی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ ﷺ نے فرمایا:[أَنَا لَا آثَمُ] ''میں ایسے لوگوں کو گنہگار نہیں ٹھہراتا۔'' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا ...... ﴾ الآیۃ ''تم سبک بار ہو یا گراں بار (مال واسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آ ؤ......۔''[2] اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے موقع پر نکلنے کا حکم دیا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن رومیوں اور کفار اہل کتاب کے خلاف جہاد کریں اور مومنوں کے لیے ہر حال میں، خواہ خوشی ہو یا ناخوشی، تنگی ہو یا آسانی نکلنے کو فرض قرار دیا۔اور فرمایا: ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا ﴾۔

علی بن زید نے حضرت انس سے اور انھوں نے حضرت ابوطلحہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہاد کے لیے نکلو، خواہ بوڑھے ہو یا جوان، اللہ تعالیٰ نے کسی کے عذر کو بھی قبول نہیں کیا، پھر وہ شام کی طرف تشریف لے گئے، جہاد میں حصہ لیا اور جام شہادت نوش فرما گئے۔[3] ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوطلحہ سورۂ براءت پڑھتے ہوئے جب اس آیت کریمہ پر پہنچے: ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ''تم سبک بار ہو یا گراں بار (مال واسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آ ؤ اور اللہ کے رستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑو۔'' تو انھوں نے کہا کہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے رب نے ہمیں نکلنے کے لیے کہا ہے، خواہ ہم بوڑھے ہوں یا جوان، لہٰذا اے بیٹو! مجھے تیار کر دو، ان کے بیٹوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کو تو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کے ہمراہ جہاد کیا حتی کہ وہ وفات پا گئے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا حتی کہ وہ وفات پا گئے، پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیا حتی کہ وہ بھی انتقال فرما گئے، لہٰذا اب آپ کے بجائے ہم جہاد کریں گے مگر انھوں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔انھوں نے سمندری سفر اختیار کیا اور سمندر میں ہی تھے کہ وفات پا گئے، ساتھیوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جس میں وہ انھیں دفن کر سکیں، بالآخر نو دن کے بعد ایک جزیرہ ملا جس میں انھیں دفن کر دیا گیا، ساتھیوں نے دیکھا کہ نو دن گزر جانے کے باوجود ان کی میت میں قطعاً کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔[4]

[1] تفسیر الطبری :181/10. [2] تفسیر الطبری :180/10. [3] تفسیر الطبری :178/10. [4] تفسیر ابن أبی حاتم: 1802/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سدی نے ﴿ اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴾ کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ تم اللہ کے رستے میں نکلو، خواہ دولت مند ہو یا فقیر، طاقت ور ہو یا کمزور، اس دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، راویوں کا خیال تھا کہ وہ مقداد تھے جو بہت موٹے اور قوی الجثہ تھے، انھوں نے اپنے موٹاپے کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دینے سے انکار فرما دیا تھا تو اسی دن یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴾ اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو لوگوں پر بہت گراں گزری، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ لَیۡسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الۡمَرۡضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ مَا یُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ﴾ (التوبة 9:91) ''نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریکِ جہاد نہ ہوں) جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر اندیش (اور دل سے ان کے ساتھ) ہوں۔''[1]

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حبان بن زید شَرعَبِی نے بیان کیا کہ ہم والیِ حمص صفوان بن عمرو کے ہمراہ اُفْسُوس کی جانب مقام جُراجِمہ گئے تو وہاں میں نے ایک بہت زیادہ معمر شخص کو دیکھا جن کے ابرو ان کی آنکھوں پر ڈھلک گئے تھے، ان کا تعلق دمشق سے تھا اور وہ اپنی سواری پر سوار تھے اور دشمن پر حملہ کر رہے تھے، میں نے ان کے پاس جا کر عرض کی: چچا جان! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو شریک جہاد نہ ہونے کی اجازت دی ہے، انھوں نے اپنے ابروؤں کو اوپر اٹھایا اور کہا: برادر زادے! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا ہے، خواہ ہم سبک بار ہوں یا گراں بار۔ اور یہ بات بھی خوب سن لو! اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے سے محبت کرتا ہے، اسے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے لوٹا کر باقی رکھتا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان کو امتحان میں ڈالتا ہے جو شاکر، صابر اور ذاکر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔[2]

انفاق وقتال کی ترغیب: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں اپنی اور اپنے رسول کی رضا میں جان و مال خرچ کر دینے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ ﴾ ''اور اللہ کے رستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑو، یہی تمھارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔'' یعنی یہ دنیا و آخرت میں تمھارے لیے بہتر ہے کیونکہ تم تھوڑا سا مال خرچ کرو گے تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کا مال تمھیں غنیمت میں دلا دے گا اور آخرت میں بے پایاں اجر و ثواب عطا فرمائے گا جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [(تَكَفَّلَ اللّٰهُ) لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ (إِنْ تَوَفَّاهُ) أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ......]، [أَوْ يَرُدَّهُ إِلٰى (مَنْزِلِهِ) بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ] ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رستے میں جہاد کرنے والے کا یہ ذمہ لیا ہے کہ اگر وہ اسے فوت کرے تو اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اجر و ثواب اور

[1] تفسير ابن أبي حاتم: 1803/6، 1804. [2] تفسير الطبري: 179/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ

اگر مال (غنیمت) قریب الحصول اور سفر درمیانہ ہوتا تو وہ (منافق) آپ کے ساتھ ضرور چلتے، اور لیکن کٹھن منزل ان پر دور ہو گئی،

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ

اور عنقریب وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو تمھارے ساتھ ضرور نکلتے۔ وہ خود کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ

لَكٰذِبُوْنَ ؑ (42) ع 6/5 12

جانتا ہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹے ہیں (42)

مال غنیمت کے ساتھ اسے اس کے گھر لوٹائے گا۔"[1] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرۃ 2:216) "(مسلمانو!) تم پر (اللہ کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے، وہ تمھیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمھارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمھارے لیے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: [أَسْلِمْ] "اسلام قبول کر لو۔" اس نے عرض کی کہ مجھے یہ ناپسند ہے، آپ نے فرمایا: [أَسْلِمْ وَ إِنْ كُنْتَ كَارِهًا] "اسلام قبول کر لو، خواہ یہ تمھیں ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔"[2]

تفسیر آیت: 42

منافقوں کے پیچھے رہ جانے کا سبب: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرزنش کرتے ہوئے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور جھوٹے حیلے بہانوں سے اپنے آپ کو معذور ظاہر کر کے اجازت لے لی تھی، حالانکہ ان کے پاس کوئی سچا عذر نہ تھا، فرمایا: ﴿ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا ﴾ "اگر مال غنیمت قریب الحصول ہوتا۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غنیمت آسانی سے حاصل ہونے والی ہوتی۔ ﴿ وَّسَفَرًا قَاصِدًا ﴾ "اور سفر بھی ہلکا ہوتا۔" یعنی سفر بھی قریب کا ہوتا[3] ﴿ لَّاتَّبَعُوْكَ ﴾ "تو وہ (منافق) آپ کے ساتھ ضرور چلتے۔" یعنی جہاد کے لیے آپ کے ساتھ شریک ہوتے ﴿ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ ﴾ "اور لیکن کٹھن منزل ان پر دور ہو گئی۔" اس آیت میں ﴿ الشُّقَّةُ ۭ ﴾ (کٹھن منزل) مَسافت سے مراد ملک شام کی

---

(1) پہلا حصہ صحیح البخاری، الجهاد والسير، باب: أفضل الناس مؤمن......، حدیث:2787 کے مطابق لیکن پہلی قوسین والا جملہ صحیح البخاری، فرض الخمس، باب قول النبی ﷺ: أحلت لكم الغنائم، حدیث:3123 و صحیح مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد......، حدیث:(104)-1876 میں ہے جبکہ دوسری قوسین والے الفاظ المعجم الكبير للطبراني: 100,99/8، حدیث:7491 عن أبي أمامة رضی اللہ عنہ میں ہیں۔ دوسرا حصہ صحیح البخاری، التوحید، باب قول الله تعالى: ﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ ...... ﴾ (الكهف 18:109)، حدیث:7463 کے مطابق ہے اور قوسین والا لفظ مسند أحمد:424/2 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ میں ہے۔ (2) مسند أحمد:109/3. (3) تفسير ابن أبي حاتم:1804/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿43﴾

(اے نبی!) اللہ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے ان (منافقین) کو اجازت کیوں دی؟ (آپ اجازت نہ دیتے) یہاں تک کہ آپ پر ظاہر ہو جاتے

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

سچے لوگ اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے ﴿43﴾ (اے نبی!) جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اجازت نہیں مانگتے اس سے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿44﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کریں۔ اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے ﴿44﴾ آپ سے اجازت تو صرف وہ لوگ مانگتے ہیں

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿45﴾

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں، لہٰذا وہ اپنے شک میں پڑے تردد کر رہے ہیں ﴿45﴾

طرف مسافت ہے۔ ﴿وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ ”اور اب وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔“ یعنی آپ کے سامنے جب آپ لوٹ کر آئیں گے۔ ﴿لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ﴾ ”(کہ) اگر ہم طاقت رکھتے تو آپ کے ساتھ ضرور نکل پڑتے۔“ یعنی یہاں اگر ہمارے پاس عذر نہ ہوتے تو ہم آپ کے ساتھ ضرور نکلتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿42﴾﴾ ”یہ (ایسے عذروں سے) خود کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بلا شک وشبہ وہ جھوٹے ہیں۔“

تفسیر آیات: 43-45

منافقوں کو اجازت دینے کی وجہ سے باز پرس: امام ابن ابو حاتم نے عون سے روایت کیا ہے کہ کیا تم نے کبھی اس سے بھی زیادہ احسن انداز میں باز پرس سنی ہے کہ باز پرس سے قبل ہی معافی کا اعلان ہو: ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ ”معاف کرے اللہ آپ کو! آپ نے ان (منافقین) کو اجازت کیوں دی؟“[1] مُوَرِّق عجلی وغیرہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔[2] قتادہ کہتے ہیں کہ جیسے تم سن رہے ہو باز پرس کی ہے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں یہ حکم نازل فرمادیا کہ اگر آپ چاہیں تو انھیں اجازت دے دیں۔ فرمایا: ﴿فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ......﴾ الآية (النور 62:24) ”چنانچہ جب یہ لوگ آپ سے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیں......“[3]

عطاء خراسانی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[4] مجاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرلو اگر اجازت دے دیں تو بیٹھ رہو اور اگر اجازت نہ دیں تو پھر بھی بیٹھ رہو۔[5] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا﴾ ”حتی کہ آپ پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں۔“ یعنی عذر ظاہر کرنے میں ﴿وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿43﴾﴾ ”اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب

[1] تفسير ابن أبي حاتم:1805/6. [2] تفسير ابن أبي حاتم:1805/6. [3] تفسير الطبري:184,183/10. [4] تفسير ابن أبي حاتم:1806/6. [5] تفسير الطبري:183/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے کچھ سامان ضرور تیار کرتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند نہ تھا، اس لیے اس نے انھیں ہلنے نہ دیا اور

اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿46﴾ لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا زَادُوۡكُمۡ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۠اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ

(ان سے) کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو﴿46﴾ اگر وہ (منافق) تمھارے ساتھ نکلتے بھی تو وہ تمھیں خرابی ہی میں زیادہ کرتے اور تمھارے

يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿47﴾

اندر فتنہ (کھڑا کرنے) کی خواہش لیے دوڑے دوڑے پھرتے۔ اور تم میں بعض ان کے جاسوس ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے﴿47﴾

انھوں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے انھیں چھوڑ کیوں دیا، آپ ان میں سے کسی کو بھی پیچھے بیٹھ رہ جانے کی اجازت نہ دیتے تا کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ آپ کی اطاعت بجالانے میں ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ اگر آپ انھیں اجازت نہ دیتے تو پھر بھی یہ جہاد سے منہ موڑ کر پیچھے بیٹھ رہ جانے پر ہی مصر تھے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہوگا وہ جہاد سے پیچھے رہ جانے کی اجازت طلب نہیں کرے گا، پس فرمایا: ﴿لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ﴾ ''(اے نبی!) آپ سے اجازت طلب نہیں کرتے'' کہ جہاد سے پیچھے رہ جائیں۔ ﴿الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ﴾ ''جولوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔'' کیونکہ وہ تو جہاد کو تقرب الٰہی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھیں جب اس کی دعوت دی گئی تو انھوں نے اس پر فوراً لبیک کہا: ﴿وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿44﴾﴾ ''اور اللہ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔''

﴿اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ﴾ ''بلاشبہ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔'' جہاد سے پیچھے رہ جانے کی جبکہ ان کے پاس کوئی عذر بھی نہیں ہے ﴿الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ ''وہی لوگ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔'' یعنی جنھیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اعمال کے ثواب ملنے کی امید نہیں ہے۔ ﴿وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ﴾ ''اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔'' آپ جس دین کو لائے ہیں، اس کے بارے میں انھیں شک ہے ﴿فَهُمۡ فِيۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ ﴿45﴾﴾ ''لہٰذا وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہورہے ہیں۔'' یعنی حیران و پریشان ہیں، ایک قدم آگے بڑھاتے اور ایک قدم پیچھے ہٹا لیتے ہیں، کسی چیز میں بھی یہ ثابت قدم نہیں ہیں، لہٰذا یہ حیران و پریشان ہی نہیں بلکہ تباہ و برباد بھی ہورہے ہیں، یہ کسی ایک طرف بھی نہیں ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے، اسے کوئی رستہ نہیں دکھا سکتا۔

تفسیر آیات: 47,46

منافقین کے حالات کی پردہ دری: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ﴾ ''اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے۔'' یعنی آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلنے کا ارادہ کرتے ﴿لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً﴾ ''تو اس کے لیے سامان تیار کرتے۔'' یعنی جہاد کے لیے بھرپور تیاری کرتے ﴿وَّلٰكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿46﴾﴾ ''اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلنا) پسند ہی نہ کیا تو ان کو سست کر دیا اور (ان سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا مومنوں کے ساتھ نکلنا ناپسند کیوں ہے، فرمایا: ﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا ﴾ ''اگر وہ (منافق) تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو وہ تمھیں خرابی ہی میں بڑھاتے۔'' کیونکہ یہ بزدل ذلیل وخوار لوگ ہیں۔ ﴿ وَّلَاۡ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ ﴾ ''اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے۔'' یعنی تمھاری چغلی کرنے اور تم میں بغض اور فتنہ پیدا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ﴿ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ ﴾ ''اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں۔'' جو ان کی اطاعت کرتے ہیں، ان کی باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں، ان کی ہمدردی اور خیر خواہی چاہتے ہیں اگرچہ وہ ان کی حقیقت حال سے آگاہ نہیں ہیں مگر وہ اپنے اس طرز عمل سے مومنوں میں بے پناہ شر وفساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے: جیسا کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرنے والے عبداللہ بن اُبیّ ابن سَلول اور جد بن قیس جیسے لوگ تھے جو اپنی قوم میں ممتاز اور صاحب حیثیت شمار ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلنے جلنے ہی نہ دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو وہ آپ کے لشکر کو خراب کریں گے۔[1] جبکہ آپ کے لشکر میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو ان سے محبت رکھتے اور ان کی اطاعت بجالاتے تھے کیونکہ یہ اپنی قوم کے ممتاز اور صاحبِ حیثیت لوگ تھے، اس لیے فرمایا: ﴿ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ ﴾ ''اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم سے خبر دی ہے، فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴾ ''اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔'' وہ جانتا ہے جو ہوا جو ہوگا اور جو نہیں ہوا اگر وہ ہوتا تو کیسے ہوتا؟

اسی لیے فرمایا: ﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا ﴾ ''اگر وہ (منافق) تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو وہ تمھیں خرابی ہی میں بڑھاتے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر وہ نکلتے تو کس طرح نکلتے، حالانکہ وہ تو نکلے ہی نہیں تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ (الأنعام 28:6) ''اور اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے ان کو منع کیا گیا تھا، وہی پھر کرنے لگیں اور کچھ شک نہیں کہ یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ (الأنفال 23:8) ''اور اگر اللہ ان میں نیکی (کا مادہ) جانتا تو ان کو ضرور سنوا تا اور اگر (بغیر صلاحیت وہدایت کے) سنوا بھی دیتا تو وہ پھر جاتے، اس حال میں کہ وہ اعراض کرنے والے ہوتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ ﴾ (النسآء 4:66-68) ''اور یقیناً اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ اپنے

[1] تفسير الطبري: 186/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ

(اے نبی!) یقیناً انھوں نے اس سے پہلے بھی فتنہ (پھیلانا) چاہا تھا اور آپ کے معاملات بگاڑنے کی کوشش کی تھی، یہاں تک کہ حق آ گیا

اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿48﴾

اور اللہ کا حکم غالب ٹھہرا، جبکہ وہ ناپسند ہی کرتے رہے ﴿48﴾

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

اور ان میں سے کوئی آپ سے کہتا ہے کہ مجھے اجازت دے دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں۔ سن لو! وہ فتنے میں تو پڑ چکے ہیں۔

لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿49﴾

اور بے شک جہنم یقیناً کافروں کو گھیرنے والا ہے ﴿49﴾

آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر یہ اس نصیحت پر کار بند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا اور تب ہم ضرور ان کو اپنے ہاں اجر عظیم بھی عطا فرماتے اور ہم ضرور انھیں سیدھے رستے پر چلاتے۔'' اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

تفسیر آیت: 48

منافقوں کے ظاہری طور پر اسلام لانے کا سبب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو منافقوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ﴾ ''(اے نبی!) یقیناً انھوں نے اس سے پہلے بھی فتنہ (پھیلانا) چاہا تھا اور آپ کے لیے معاملات کو الٹ پلٹ کرتے رہے۔'' یعنی انھوں نے اپنے افکار و آراء کو ایک مدت تک آپ کے اور آپ کے رفقاء کے خلاف تدبیریں کرنے اور آپ کے دین کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بنانے میں وقف کر رکھا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے ابتدائی دور میں تمام عربوں نے آپ پر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کے منصوبے بنائے اور مدینہ کے یہودیوں اور مخالفوں نے آپ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا لیکن جب بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور آپ کے کلمے کو سربلند کر دیا تو عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی کہنے لگے کہ اس دین کو تو غلبہ حاصل ہو گیا، لہٰذا ظاہری طور پر وہ دینِ اسلام میں داخل ہو گئے لیکن پھر جب بھی اسلام اور مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوتی تو اس سے انھیں بہت تکلیف پہنچتی اور مسلمانوں کی یہ کامیابی و کامرانی انھیں ایک آنکھ نہ بھاتی، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿48﴾﴾ ''یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہوا جبکہ وہ ناپسند ہی کرتے رہے۔''

تفسیر آیت: 49

یہ آیت جدّ بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ منافقوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ اے نبی! ﴿ائْذَنْ لِّيْ﴾ ''مجھے تو اجازت ہی دیجیے'' کہ میں بیٹھ رہوں اور جہاد میں شرکت نہ کروں ﴿وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور مجھے آفت میں نہ ڈالیے'' کہ آپ کے ساتھ نکل کر کہیں میں رومی لڑکیوں کی وجہ سے فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ﴾ ''خبردار! یہ آفت میں پڑ گئے ہیں۔'' یعنی اپنی اس بات کی وجہ سے یہ فتنے میں پڑ گئے ہیں جیسا کہ محمد بن اسحاق نے امام زہری، یزید بن رومان، عبداللہ بن ابوبکر اور عاصم بن عمر بن قتادہ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن دنوں جہاد کی تیاری فرما رہے تھے تو آپ نے خاندان بنوسلمہ کے ایک شخص جد بن قیس سے کہا: [هَلْ لَّكَ يَا جَدُّ! الْعَامَ فِي جِلَادِ بَنِي الْأَصْفَرِ؟] ''جدّ! کیا اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلو گے؟'' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو اجازت ہی دیجیے اور فتنے میں نہ ڈالیے۔ اللہ کی قسم! میری قوم کو معلوم ہے کہ مجھ سے بڑھ کر عورتوں کا کوئی رسیا نہیں، مجھے ڈر ہے کہ میں نے جب رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو میں صبر نہ کر سکوں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخِ انور پھیر لیا اور فرمایا: [أَذِنْتُ لَكَ] ''میں نے تجھے اجازت دے دی ہے۔'' اسی جد بن قیس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ...... ﴾ الآية ''اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دیجیے اور آفت میں نہ ڈالیے۔'' یہ مکمل آیت، یعنی اگر یہ رومیوں کی عورتوں کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے ــــ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ــــ تو خود غرضی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ کر جیسے فتنے میں یہ مبتلا ہوا ہے یہ تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور کئی ایک ائمۂ تفسیر سے اسی طرح مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ جد بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2] یہ جد بن قیس بنوسلمہ کے سرداروں میں سے تھا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: [مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَنِي سَلِمَةَ؟] ''بنوسلمہ! تمھارا سردار کون ہے؟'' انھوں نے جواب دیا کہ سردار تو جد بن قیس ہے مگر وہ بخیل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ؟ بَلْ سَيِّدُكُمْ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ] ''بخل سے بڑھ کر اور کیا بیماری ہو سکتی ہے؟ لہٰذا تمھارا سردار بشر بن براء بن معرور ہے۔''[3] ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ ''اور بے شک دوزخ (سب) کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔'' یعنی یہ اس سے جان چھڑا کر اور بھاگ کر کہیں نہ جا سکیں گے۔

---

[1] تفسیر الطبری:192,191/10. [2] تفسیر الطبری:191/10. [3] المستدرك للحاكم، معرفة الصحابة، ذكر مناقب بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ:219/3، حدیث:4965 و المعجم الكبير للطبراني:81/19، حدیث:163، بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے بنوسلمہ کا سردار عمرو بن جموح کو بنایا تھا، دیکھیے مجمع الزوائد، المناقب، باب في عمرو بن الجَمُوح رضی اللہ عنہ: 315,314/9، حدیث:15743 و الأدب المفرد، باب البخل:153/1، حدیث:296. حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ بشر کے قصے کو عمرو کی شہادت کے بعد پر محمول کیا جائے گا، دیکھیے فتح الباری:179,178/5 بعد الحديث: 2550.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا

(اے نبی!) اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انھیں بری لگتی ہے۔ اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے

مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿50﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ

میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی۔ اور وہ خوش خوش لوٹ جاتے ہیں ﴿50﴾ (اے نبی!) کہہ دیجیے: ہمیں تو صرف وہی (مصیبت) پہنچے گی جو اللہ نے

هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾

ہمارے لیے لکھ دی، وہی ہمارا کارساز ہے۔ اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے ﴿51﴾

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ

(اے نبی!) کہہ دیجیے: تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے بس ایک (فتح یا شہادت) کا انتظار کرتے ہو اور ہم تمھارے حق میں یہ انتظار کرتے

اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿52﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا

ہیں کہ اللہ تمھیں اپنے پاس سے عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں (عذاب دلوائے)، چنانچہ تم انتظار کرو، بے شک ہم بھی تمھارے ساتھ منتظر ہیں ﴿52﴾

طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿53﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ

(اے نبی!) کہہ دیجیے: تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، بے شک تم نافرمان لوگ ہو ﴿53﴾ اور ان کے خرچ

اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا

کیے ہوئے مال قبول کیے جانے میں صرف یہ (امر) مانع ہے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور وہ نماز کے لیے

وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿54﴾

سست ہو کر ہی آتے ہیں اور وہ ناگواری ہی سے خرچ کرتے ہیں ﴿54﴾

تفسیر آیات : 51,50

مومنوں پر مصیبتیں ٹوٹیں تو کافر خوش ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کی دشمنی سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ کو جب بھی کوئی فتح ونصرت حاصل ہو جس سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو مسرت حاصل ہو تو وہ ان کو بری معلوم ہوتی ہے۔ ﴿وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور اگر آپ پر کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی (درست) کر لیا تھا۔'' یعنی ہم نے پہلے ہی آپ کی اتباع سے احتراز کر لیا تھا ﴿وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿50﴾﴾ ''اور خوشیاں مناتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ان کی اس شدید دشمنی کے جواب میں یہ فرما دیں: ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی، سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔'' یعنی ہم تو اسی کے ارادے اور مشیت کے تحت ہیں۔ ﴿هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ﴾ ''وہی ہمارا کارساز ہے۔'' ہمارا آقا و مولیٰ ہے ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾﴾ ''اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔'' اور ہم اسی پر بھروسا رکھے ہوئے ہیں، وہ ہمیں کافی ہے اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

چنانچہ ان کے مال اور ان کی اولاد آپ کو حیرت میں نہ ڈالیں، یقیناً اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کی وجہ سے انھیں دنیاوی زندگی ہی میں عذاب

وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿55﴾

دے اور ان کی جانیں حالت کفر ہی میں نکلیں ﴿55﴾

بہت ہی اچھا کارساز ہے۔

تفسیر آیات: 52-54

مارے گئے تو شہید زندہ رہے تو غازی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ قُلْ ﴾ ''کہہ دیجیے'' اے نبی! ان سے ﴿ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ ﴾ ''کیا تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو؟'' یعنی شہادت یا تم پر فتح و نصرت کے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور قتادہ نے فرمایا ہے۔[1] ﴿ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ ﴾ ''اور ہم تمھارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے۔)'' یعنی تم قیدی بن جاؤ یا قتل ہو جاؤ۔ ﴿ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿52﴾ ﴾ ''چنانچہ تم انتظار کرو، یقیناً ہم بھی تمھارے ساتھ منتظر ہیں۔''

کافر کی کوئی نیکی قابل قبول نہیں: پھر فرمایا: ﴿ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿53﴾ ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا بے شک تم نافرمان لوگ ہو۔'' پھر ان کے مال کو قبول نہ کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ ﴾ ''بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔'' اور اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان ضروری ہے۔ ﴿ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى ﴾ ''اور نماز کو آتے ہیں تو سست و کاہل ہو کر۔'' یعنی نہ تو ان کا قصد و ارادہ ہی صحیح ہے اور نہ کسی عمل کے لیے یہ اپنے اندر جوش، ولولہ اور ہمت ہی پاتے ہیں۔ ﴿ وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿54﴾ ﴾ ''اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے۔''

صادق و مصدوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: [لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا] ''اللہ تعالیٰ (ثواب دیتے) نہیں اکتاتا، تم ہی (عمل کرتے کرتے) اکتا جاؤ گے۔''[2] [إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَّا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا] ''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی قبول فرماتا ہے۔''[3] یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں اور منافقوں کے کسی خرچ کو قبول فرماتا ہے نہ کسی عمل کو کیونکہ وہ تو اپنے پرہیزگار بندوں کے عمل ہی کو شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔

---

[1] تفسير الطبري: 195,194/10. [2] صحيح البخاري، الإيمان، باب أحب الدين إلى الله أدومه، حديث: 43 و صحيح مسلم، الصلاة، باب فضيلة العمل الدائم......، حديث: (221)-785 عن عائشة رضي الله عنها. [3] صحيح مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، حديث: 1015 عن أبي هريرة رضي الله عنه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿56﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ

اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بے شک وہ تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں، بلکہ وہ تو ڈرپوک لوگ ہیں ﴿56﴾ اگر وہ کوئی

مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿57﴾

پناہ کی جگہ یا غاریں یا کوئی اور گھس بیٹھنے کی جگہ پائیں تو اس کی طرف رسیاں تڑا کر ضرور بھاگ نکلیں ﴿57﴾

تفسیر آیت: 55

کفار کے مال واولاد آپ کو حیرت میں نہ ڈالیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا: ﴿ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ ﴾ ”چنانچہ آپ کو ان کے مال اور اولاد حیرت میں نہ ڈالیں۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ ﴾ (طٰہٰ 131:20) ”اور آپ اپنی دونوں آنکھیں اس کی طرف دراز نہ کریں جس کو دنیاوی زندگی کی آرائش سے ہم نے کئی طرح کے لوگوں کو بہرہ مند کیا ہے تاکہ ہم انھیں اس دنیا میں آزمائیں اور آپ کے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 56,55:23) ”کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ شعور ہی نہیں رکھتے۔“ اور فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ ”بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیاوی زندگی میں ان کو عذاب دے۔“ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انھیں ان کی زکاۃ ادا کرنا پڑتی اور اللہ کے رستے میں خرچ کرنا پڑتا ہے۔[1] اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿55﴾ ﴾ ”اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں۔“ یعنی اللہ چاہتا ہے کہ جب یہ مریں تو حالتِ کفر ہی میں مریں تاکہ انھیں جہنم میں شدید ترین عذاب ہو۔ عِيَاذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. دنیا کی زندگی میں اگر یہ عیش وعشرت میں مصروف ہیں تو یہ مہلت اور استدراج کے قبیل سے ہے۔

تفسیر آیات: 57,56

منافقوں کی گھبراہٹ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو منافقوں کے ڈر، خوف اور گھبراہٹ سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ ﴾ یعنی وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں، درحقیقت وہ تم میں سے نہیں ہیں ﴿ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿56﴾ ﴾ ”اور لیکن وہ تو ڈرپوک لوگ ہیں۔“ اور اپنے ڈر اور خوف ہی کی وجہ سے یہ قسمیں کھاتے ہیں ﴿ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً ﴾ ”اگر وہ کوئی بچاؤ کی جگہ پالیں۔“ یعنی قلعہ جس میں وہ قلعہ بند ہو جائیں یا چھپنے کی کوئی اور جگہ تلاش کرلیں ﴿ اَوْ مَغٰرٰتٍ ﴾ ”یا غار“ وہ جو پہاڑوں میں ہوتے ہیں ﴿ اَوْ مُدَّخَلًا ﴾ ”یا (زمین

[1] تفسیر الطبری: 197/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا

اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ آپ پر صدقات (کی تقسیم) میں عیب جوئی کرتے ہیں، چنانچہ اگر انھیں اس میں سے کچھ دے دیا جائے تو

مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿58﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ

راضی رہتے ہیں اور اگر اس میں سے نہ دیا جائے تو وہ جھٹ ناراض ہو جاتے ہیں ﴿58﴾ اور (کیا ہی اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی رہتے جو اللہ

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى

نے اور اس کے رسول نے انھیں دیا۔ اور کہتے کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے، جلد ہی اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی،

7 ع 17 13 اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿59﴾ ع

بے شک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں ﴿59﴾

کے اندر) گھسنے کی جگہ'' جیسے زمین میں کوئی سرنگ وغیرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور قتادہ نے ان تینوں الفاظ کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔[1] ﴿لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿57﴾﴾ ''تو اسی طرف رسیاں تڑاتے ہوئے پھر جائیں۔'' یعنی بھاگ کر تم سے دور چلے جائیں کیونکہ اگر وہ تم سے تعلق رکھتے ہیں تو از راہ محبت نہیں بلکہ انتہائی ناپسندیدگی کے ساتھ اور چاہتے یہ ہیں کہ تم سے کوئی تعلق نہ رکھیں لیکن مجبوراً انھیں تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر وقت غم اور فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کیونکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کو آئے دن فتح و نصرت، غلبہ اور سربلندی حاصل ہوتی جا رہی ہے، لہٰذا جب بھی مسلمانوں کو فرحت و مسرت کی کوئی بات حاصل ہوتی ہے تو وہ انھیں بہت بری لگتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مومنوں سے میل جول نہ رکھیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿57﴾﴾ ''اگر وہ کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غاریں یا (زمین کے اندر) گھسنے کی جگہ پالیں تو اسی طرف رسیاں تڑاتے ہوئے پھر جائیں۔''

تفسیر آیات: 59,58

منافقوں کی صدقات پر طعنہ زنی: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْهُمْ﴾ ''اور ان میں سے'' یعنی منافقوں میں سے ﴿مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ﴾ ''بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں آپ پر عیب جوئی کرتے ہیں۔'' حالانکہ وہ خود ایسے ہیں کہ ان پر طعنہ زنی کی جائے اور انھیں بُرا قرار دیا جائے، پھر یہ طعنہ زنی دین کے لیے نہیں بلکہ یہ تو اپنی نفسانی خواہشات کے لیے کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ﴿فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿58﴾﴾ ''تو اگر ان کو اس میں سے (خاطر خواہ) مل جائے تو خوش رہیں اور اگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں۔'' یعنی ان کی ناراضی محض اپنے مفادات کی وجہ سے ہے۔ امام قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان میں سے بعض لوگ صدقات کی تقسیم کی وجہ سے آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

[1] تفسير الطبرى:10/199.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں کے متعلق پیش گوئیاں: (قتادہ کہتے ہیں:) ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ سونا اور چاندی تقسیم فرما رہے تھے اس نے کہا: اے نبی! اللہ کی قسم! اللہ نے اگر آپ کو عدل کرنے کا حکم دیا ہے تو آپ نے عدل نہیں کیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [وَيْلَكَ! فَمَنْ ذَا يَعْدِلُ عَلَيْكَ بَعْدِي؟] ''تجھ پر افسوس! میرے بعد تجھ سے کون عدل وانصاف کرے گا؟'' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِحْذَرُوا هٰذَا وَأَشْبَاهَهُ! فَإِنَّ فِي أُمَّتِي أَشْبَاهَ هٰذَا، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، فَإِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ] ''اس شخص سے اور اس جیسے لوگوں سے بچ کر رہو، میری امت میں کچھ اس طرح کے لوگ ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا جب اس طرح کے لوگ نکل آئیں تو ان سے قتال کرو، پھر جب یہ نکلیں تو ان سے لڑائی کرو، پھر جب یہ نکلیں تو پھر ان سے جنگ کرو۔'' ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: [وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا أُعْطِيكُمْ شَيْئًا وَّلَا أَمْنَعُكُمُوهُ، إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ] ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمھیں (اپنی طرف سے) کوئی چیز دیتا ہوں نہ کسی چیز کو تم سے روکتا ہوں کیونکہ میں تو خازن ہوں۔''[1]

امام قتادہ نے جو یہ ذکر کیا ہے، یہ اس روایت کے مشابہ ہے جسے امام بخاری ومسلم ؒ نے ابوسعید سے ذُوالخُوَیصِرَہ کے قصے میں بیان کیا ہے، اس کا نام حُرقُوص تھا، اس نے حنین کی غنیمتوں کی تقسیم کے موقع پر نبی اکرم ﷺ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ انصاف کریں آپ نے انصاف نہیں کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا:

[......قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَّمْ أَكُنْ أَعْدِلُ!...... نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ وَّقَالَ: (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ) يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، (فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ)، (شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ)]

''......اگر میں عدل وانصاف نہ کروں تو (پھر تو میں) خائب وخاسر ہو گیا!...... جب یہ شخص واپس جا رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا، چنانچہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں جائے گا لیکن وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پھر جب تم ان لوگوں کو ملو تو قتل کر دو۔ آسمان کی چھت تلے قتل ہونے والے یہ بدترین لوگ ہوں گے۔''[2]

---

[1] تفسیر الطبری: 201/10. [2] صحیح البخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، حدیث: 3610، پہلی قوسین والے الفاظ کسی اور سیاق سے صحیح البخاری، المغازی، باب بعث علی بن أبی طالب ﷛......، حدیث: 4351، دوسری قوسین والے الفاظ خوارج کے سیاق میں ہی صحیح البخاری، استتابۃ المرتدین......، باب قتل الخوارج، حدیث: 6930 و صحیح مسلم، الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج، حدیث: 1066 عن علی ﷛ میں ہیں جبکہ تیسری قوسین والے الفاظ بھی مختلف سیاق کے ساتھ جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ آل عمران، حدیث: 3000 و مسند أحمد: 256/5 عن أبی أمامۃ ﷛ میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي

زکاۃ تو صرف فقیروں اور مسکینوں اور ان اہلکاروں کے لیے ہے جو اس (کی وصولی) پر مقرر ہیں اور ان کے لیے جن کی دلداری مقصود ہے اور

الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

گردنیں چھڑانے اور قرضہ داروں (کے قرض اتارنے) کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں، (یہ) اللہ کی طرف سے فرض ہے

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿60﴾

اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے ﴿60﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا جو ان کے لیے بہتر ہے: ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿59﴾ ﴾ ”اور یقیناً اگر وہ اس پر خوش رہتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور اللہ اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر (اپنی مہربانی سے) عنقریب ہمیں (پھر) دے دیں گے اور بلاشبہ ہم تو اللہ ہی کی طرف رغبت رکھتے ہیں (تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔)“ اس آیت کریمہ میں بہت بڑے ادب اور بہت بڑی راز کی بات یہ سکھائی گئی ہے کہ خوش اس پر ہونا چاہیے جو اللہ اور اس کا رسول عطا فرما دیں جبکہ توکل صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات گرامی پر کرنا چاہیے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ ﴾ ”اور وہ کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔“ اسی طرح صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ وہ اپنے رسول کی اطاعت، آپ کے احکام کے بجا لانے، جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنے، آپ نے جو خبریں دی ہیں ان کی تصدیق کرنے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تفسیر آیت: 60

مصارفِ زکاۃ کا بیان: اللہ تعالیٰ نے جب جاہل منافقوں کی نبی اکرم ﷺ پر اعتراض اور تقسیم صدقات کے سلسلے میں طعنہ زنی کا ذکر کیا تو اس آیت کریمہ میں یہ بیان فرما دیا ہے کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ اسی نے بیان فرمایا اور اس کا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، تقسیم صدقات کا اس نے کسی کو اختیار نہیں دیا بلکہ اس نے مذکورہ بالا مصارف میں اسے خود ہی تقسیم فرما دیا ہے۔ اور یہاں فقراء کو سب سے پہلے ذکر کیا کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، حسن بصری اور ابن زید سے مروی ہے اور ابن جریر اور کئی ایک ائمہ تفسیر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ فقیر سے مراد وہ محتاج ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا اور مسکین وہ ہے جو لوگوں کے پاس آئے جائے، ان کا پیچھا کرے اور ان سے سوال کرے۔[1] قتادہ کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو جسمانی طور پر معذور ہو اور مسکین وہ ہے جو صحیح سالم ہو۔[2] اب ہم زکاۃ کے ان آٹھ مصارف سے متعلق احادیث ذکر کریں گے۔

---

① تفسیر الطبری:203,202/10. ② تفسیر الطبری:203/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقراء: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَّلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ] ''صدقہ کسی دولت مند یا ایسے شخص کے لیے حلال نہیں ہے جو مال دار، طاقت ور اور صحیح سالم ہو۔'' اسے امام احمد، ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔[1]

مساکین: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ، فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ، فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا] ''مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس چکر لگائے اور اسے ایک یا دو لقمے یا ایک یا دو کھجوریں لوٹا دیں۔ تو صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جس کے پاس دولت نہ ہو جو اس کی ضرورت کے لیے کافی ہو اور نہ اس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ ضرورت مند ہے تاکہ اسے صدقہ دیا جا سکے اور نہ وہ خود ہی لوگوں سے کوئی سوال کرے۔''[2]

کارکنانِ صدقات: کارکنانِ صدقات سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں لوگوں سے زکاۃ وصول کرنے اور جمع کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو تو وہ اپنی اس محنت کی وجہ سے مستحق قرار پاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے لیے یہ کام جائز نہیں ہے کیونکہ ان کے لیے صدقہ حرام ہے، جیسے صحیح مسلم میں عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ وہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ انھیں زکاۃ کی وصولی کے لیے کارکن مقرر کر دیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ] ''یہ صدقات ہیں، یہ تو لوگوں کے میل کچیل ہیں، محمد اور آل محمد (ﷺ) کے لیے حلال نہیں ہیں۔''[3]

تالیف قلب: تالیف قلبی کی کئی قسمیں ہیں: کچھ لوگوں کو تو اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ وہ اسلام قبول کر لیں جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے حنین کی غنیمتوں میں سے صفوان بن امیہ کو دیا تھا، غزوۂ حنین کے وقت یہ مشرک تھے اور ابھی تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ رسول اللہ ﷺ تھے مگر آپ مجھے اس قدر کثرت کے ساتھ عطا فرماتے رہے حتی کہ آپ کی ذاتِ گرامی سے مجھے شدید ترین محبت ہوئی اور آپ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہو گئے۔ جیسا کہ امام احمد نے صفوان بن امیہ کی روایت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے مال دیا، حالانکہ آپ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ ناپسندیدہ تھے مگر آپ مجھے اس قدر کثرت سے عطا فرماتے

---

[1] مسند أحمد: 164/2 وسنن أبي داود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، حديث: 1634 وجامع الترمذي، الزكاة، باب ما جاء من لا تحل له الصدقة، حديث: 652. [2] صحيح البخاري، الزكاة، باب قول الله عزوجل: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ (البقرة 2:273)، حديث: 1479 وصحيح مسلم، الزكاة، باب المسكين لايجد غنى...... ، حديث: 1039 واللفظ له. [3] صحيح مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة، حديث: (168)-1072.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے کہ آپ کی ذات گرامی سے مجھے شدید ترین محبت ہوگئی۔ ① اسے امام مسلم اور امام ترمذی نے بھی بیان کیا ہے۔ ② کچھ لوگوں کو آپ اس لیے عطا فرماتے تا کہ ان کا اسلام پختہ ہو جائے اور ان کا دل اسلام پر جم جائے جیسا کہ آپ نے حنین کے دن کئی طُلَقاء اور سرداروں کو سو سو اونٹ عطا فرما دیے تھے، آپ نے فرمایا: [إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ] ''بے شک میں ایک شخص کو دیتا ہوں جبکہ کوئی اور مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے مگر میں اسے اس لیے دیتا ہوں تا کہ اسے اوندھے منہ جہنم میں (نہ) گرا دیا جائے (اور یہ پکا سچا مسلمان بن کر جہنم کی آگ سے بچ جائے۔)'' ③

صحیحین میں حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے تھوڑا سا خام سونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو وہ آپ نے چار آدمیوں اقرع بن حابس، عیینہ بن بدر، عَلْقمہ بن عُلاثہ اور زید الخیر میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: [إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ] ''میں نے انھیں تالیفِ قلب کے لیے دیا ہے۔'' ④ کچھ لوگوں کو اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان جیسے لوگوں کے اسلام لانے کی امید ہوتی ہے، کچھ لوگوں کو اس لیے دیا جاتا تا کہ وہ اپنے میل جول اور تعلق والے لوگوں کو دے دیں یا اس لیے دیا جاتا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کریں اور انھیں دشمنوں کے نقصان سے بچائیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

گردنیں آزاد کرنا: امام حسن بصری، مُقاتِل بن حَیّان، عمر بن عبدالعزیز، سعید بن جبیر، نَخَعی، زہری اور ابن زید رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ یہاں گردنوں سے مراد وہ غلام ہیں جنھوں نے اپنے مالکان سے یہ معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ ایک مقررہ رقم قسطوں کی صورت میں ادا کر دیں گے اور جب وہ رقم پوری ہو جائے گی تو وہ انھیں آزاد کر دیں گے۔ ⑤ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ⑥ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ زکاۃ سے گردن کو آزاد کر دیا جائے۔ ⑦ یعنی گردن عام ہے، لہٰذا یہاں یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ زکاۃ مکاتب غلام کو دی جائے یا اس سے کسی غلام کو خرید کر مستقل طور پر آزاد کر دیا جائے۔ گردن آزاد کرنے کے ثواب کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں کہ اللہ تعالیٰ غلام کے جسم کے ایک ایک عضو کے بدلے میں اسے آزاد کرنے والے کے عضو کو آزاد کر دے گا حتی کہ شرم گاہ کے بدلے میں شرم گاہ کو آزاد کر دے گا۔ ⑧ کیونکہ جزا جنس عمل کے مطابق ہی ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

① مسند أحمد:465/6. ② صحيح مسلم، الفضائل، باب في سخائه ﷺ، حديث:2313 و جامع الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في إعطاء المؤلفة قلوبهم، حديث:666. ③ صحيح البخاري، الزكاة، باب قول الله عزوجل: ﴿لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ (البقرة2:273)، حديث:1478 و صحيح مسلم، الإيمان، باب تألف قلب من يخاف على إيمانه ......، حديث:(237)-150. ④ صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ (الأعراف7:65)......، حديث: 3344 مفصلاً. و صحيح مسلم، الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1064 مفصلاً. ⑤ تفسير الطبري:210/10 و تفسير روح المعاني:178/10 و تفسير ابن أبي حاتم:1823/6، 1824. ⑥ تفسير الطبري:210/10. ⑦ تفسير الطبري:210/10 و الدر المنثور:451/3. ⑧ صحيح البخاري، كفارات الأيمان، باب قول الله تعالى: ﴿اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ (المآئدة5:89)......، حديث:6715.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعْمَلُوْنَ (الصّٰفّٰت 39:37) ''اور تم کو بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسے تم کام کرتے تھے۔''

گردن آزاد کرنے کی فضیلت: ''مسند'' میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جو جنت میں داخل کر دے؟ فرمایا: [......أَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَوَ لَيْسَا (وَاحِدًا؟) قَالَ: لَا، إِنَّ عِتْقَ النَّسَمَةِ أَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا، وَفَكَّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ فِي (ثَمَنِهَا)] ''......جان کو آزاد کر دو اور گردن کو چھڑا دو، اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں ہیں؟ فرمایا: نہیں، جان سے آزاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اکیلے ہی اسے آزاد کرو اور گردن چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ تم اس کی (گردن چھڑانے کی) قیمت میں مدد کر دو۔''[1]

قرض دار: قرض داروں کی کئی قسمیں ہیں: کچھ تو وہ ہیں جنھوں نے کوئی بوجھ اٹھا لیا یا کسی کے قرض کے ضامن بن گئے اور اس کی وجہ سے ان کا سارا مال جاتا رہا یا انھیں قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی تاوان ادا کرنا پڑا یا کسی گناہ کے کام کی وجہ سے سارا مال صرف ہو گیا، پھر اس نے اس گناہ سے توبہ کر لی تو ایسے تمام لوگوں کو زکاۃ دی جائے گی۔ اس سلسلے میں دلیل قبیصہ بن مُخارِق ہلالی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ میں نے ایک مالی بوجھ کی ذمے داری قبول کی، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اس سلسلے میں تعاون کی درخواست کروں، آپ نے فرمایا:

[أَقِمْ حَتّٰى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَا قَبِيصَةُ! إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَّجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ۔ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ۔ وَّرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ۔ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ۔ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ (يَاقَبِيصَةُ) سُحْتًا يَّأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا]

''کچھ دیر ٹھہر جاؤ، ہمارے پاس جب زکاۃ کا مال آئے گا تو ہم حکم دے دیں گے کہ اس میں سے تمھیں دے دیا جائے، پھر آپ نے فرمایا: قبیصہ! سوال کرنا ایسے تین آدمیوں میں سے کسی ایک کے لیے ہی حلال ہے: (1) وہ شخص جس نے مالی ذمہ داری کا کوئی بوجھ اٹھا لیا ہو تو اس کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتی کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر دے، پھر سوال نہ کرے۔ (2) وہ شخص جو کسی ایسی آفت میں مبتلا ہو گیا ہو جس نے اس کے سارے مال کو تباہ کر دیا ہو تو اس کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتی کہ اسے گزر بسر کے لیے مناسب مال مل جائے اور (3) وہ شخص جو فاقے میں مبتلا ہو جائے حتی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند آدمی یہ گواہی دیں کہ فلاں شخص فاقے میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کے لیے بھی سوال کرنا حلال ہے حتی کہ اسے بھی گزر بسر کے لیے مناسب مال مل جائے، قبیصہ ان صورتوں کے سوا سوال کرنا حرام ہے، لہٰذا سوال کرنے والا مال حرام کھاتا ہے۔'' اسے امام مسلم

[1] مسند أحمد: 299/4 مفصلاً جبکہ قوسین والے الفاظ المستدرك للحاكم: 217/2، حديث: 2861 میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ ‌ؕ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّـكُمۡ يُؤۡمِنُ

اور ان (منافقوں) میں سے بعض وہ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو صرف) کان ہے۔(ہر ایک کی سن اور مان لیتا ہے) آپ کہہ

بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ

دیجیے: وہ تمھارے لیے خیر کا کان ہے، وہ اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مومنوں (کی باتوں) پر یقین رکھتا ہے، اور تم میں سے جو ایمان لائے ان کے

رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۱﴾

لیے رحمت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے (61)

نے بیان کیا ہے۔[1]

ابوسعید (سعد بن مالک رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پھل خریدے مگر وہ پھل تباہ ہو گئے اور وہ شخص بہت مقروض ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ] ''اس پر صدقہ کرو'' لوگوں نے صدقہ کیا مگر وہ اس کے قرض کے برابر نہ تھا تو آپ نے اس سے قرض لینے والوں سے فرمایا: [خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ] ''تمھیں جو ملے وہ لے لو اور بس تمھارے لیے یہی ہے۔'' اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔[2]

اللہ کی راہ میں: اس سے مراد وہ مجاہد بھی ہیں جنھیں سرکاری خزانے سے کوئی تنخواہ وغیرہ نہ ملتی ہو۔

مسافر: ''ابن سبیل'' سے مراد وہ مسافر ہے جو کسی شہر سے گزر رہا ہو اور اس کے پاس زادِ راہ نہ ہو تو اسے بھی بقدر ضرورت مالِ زکاۃ دیا جا سکتا ہے، خواہ اپنے شہر میں اس کے پاس مال موجود ہو۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنے شہر سے سفر کا آغاز کرنا چاہتا ہو اور اس کے پاس زادِ سفر نہ ہو تو اسے بھی سفر کے آنے جانے کے اخراجات کے مطابق دیا جا سکتا ہے، اس کی دلیل ایک تو یہی آیت کریمہ ہے اور دوسری وہ حدیث جسے امام ابوداود اور ابن ماجہ نے معمر از زید بن اسلم از عطاء بن یسار از حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ رَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ غَارِمٍ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ مِسْكِينٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ مِنْهَا فَأَهْدٰى مِنْهَا لِغَنِيٍّ] ''کسی دولت مند شخص کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ ہاں، البتہ پانچ قسم کے لوگوں کے لیے حلال ہے: (1) کارکنانِ صدقات کے لیے۔ (2) اس شخص کے لیے جو اپنے مال کے ساتھ صدقے کی کوئی چیز خرید لے۔ (3) مقروض کے لیے۔ (4) اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والے کے لیے۔ (5) یا کسی مسکین پر کوئی صدقہ کیا گیا تو اس نے اس میں سے کسی دولت مند کو کوئی تحفہ دے دیا۔''[3]

اور ارشادِ الٰہی ہے: ﴿فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ﴾ ''اللہ کی طرف سے فرض ہے۔'' یعنی یہ حکم اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے اور اس

[1] صحيح مسلم، الزكاة، باب من تحل له المسألة؟ حديث:1044 قوسین والا لفظ تفسیر ابن کثیر میں نہیں ہے۔ [2] صحيح مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، حديث:1556. [3] سنن أبي داود، الزكاة، باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني، حديث:1635 وسنن ابن ماجه، الزكاة، باب من تحل له الصدقة؟ حديث:1841 ومسند أحمد: 56/3 واللفظ له.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا

(اے مسلمانو!) وہ (منافقین) تمھارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، تاکہ تمھیں راضی رکھیں، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق دار ہیں کہ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿62﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

وہ انھیں راضی رکھیں اگر یہ لوگ مومن ہیں ﴿62﴾ کیا انھیں معلوم نہیں ہوا کہ بے شک جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو بلاشبہ اس کے

خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿63﴾

لیے جہنم کی آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، یہ بہت بڑی رسوائی ہے ﴿63﴾

طرح تقسیم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ ''اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔'' یعنی وہ امور و معاملات کے ظاہر و باطن اور اپنے بندوں کی مصلحتوں کو جانتا ہے اور وہ اپنے قول و فعل اور تشریع و حکم میں حکمت والا ہے، اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ پروردگار۔

تفسیر آیت: 61

نبی ﷺ کو ایذا دینا منافقوں کی نشانی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض منافق ایسے بھی ہیں جو آپ کے بارے میں باتیں کر کے آپ کو ایذا دیتے اور کہتے ہیں ﴿ هُوَ اُذُنٌ ۭ ﴾ ''کہ یہ (شخص نرا) کان ہے۔'' یعنی ہمارے بارے میں اگر کوئی بات کرے تو آپ اسے سچا مان لیتے ہیں اور جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی بات کریں اور قسم کھا لیں تو آپ ہمیں بھی سچا سمجھ لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور قتادہ سے بھی اس کی تفسیر میں اسی طرح مروی ہے۔[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ ﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ (وہ) کان (ہے تو) تمھاری بھلائی کے لیے۔'' یعنی وہ کان تمھاری بھلائی کے لیے ہے اور جانتا ہے کہ تم میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ ﴿ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ''وہ اللہ کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔'' یعنی وہ مومنوں کی تصدیق کرتا ہے، ﴿ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ ﴾ ''اور جو لوگ تم میں ایمان لائے، ان کے لیے رحمت ہے۔'' اور کافروں کے خلاف حجت ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''اور جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

تفسیر آیات: 63,62

جھوٹی قسموں کے ساتھ لوگوں کو خوش کرنا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ ﴾ الآیۃ ''مومنو! یہ (منافقین) لوگ تمھارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمھیں خوش کر دیں......'' اس آیت کی شان نزول کے بارے میں امام قتادہ نے کہا ہے کہ منافقوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہمارے لوگ بہترین ہیں اور یہ ہمارے سردار ہیں اور

[1] تفسیر الطبری: 216/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا‌ ۚ

منافقین (اس بات سے) ڈرتے ہیں کہ ان (مسلمانوں) پر کوئی سورت نازل کر دی جائے جو انھیں (ہر بات) بتا دے، جو ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿64﴾

کہہ دیجیے: تم مذاق کرتے رہو، بے شک اللہ وہ باتیں ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو﴿64﴾

اگر محمد (ﷺ) جو بات کہتے ہیں، وہ حق ہے تو وہ (مسلمان) گدھوں سے بھی برے ہیں۔ اس منافق کی یہ بات ایک مسلمان نے سن لی تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! بے شک محمد ﷺ جو کہتے ہیں وہ حق ہے اور بلاشبہ تو گدھے سے بھی بدتر ہے اور اس بات کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا تو آپ نے پیغام بھیج کر اسے بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ تو اس نے لعنتیں بھیجنا اور قسمیں کھانا شروع کر دیں اور کہا کہ نہیں، میں نے یہ بات نہیں کہی، یہ صورت حال دیکھ کر اس مسلمان نے دعا کی: اے اللہ! سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا ثابت کر دے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تھی۔[1]

اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ﴾ ''کیا ان لوگوں نے جانا نہیں کہ جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے اور اس کے رسول کی۔'' یعنی کیا ان کو معلوم نہیں ہوا اور انھوں نے جانا نہیں کہ بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا اور جنگ کرتا ہے، وہ ایک طرف ہوتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول دوسری طرف۔ ﴿فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا‌ؕ﴾ ''تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔'' یعنی نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ اسے جہنم میں عذاب ہوتا رہے گا، ﴿ذٰلِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ ﴿63﴾﴾ ''یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔'' بہت بڑی ذلت اور بہت بڑی شقاوت (بدبختی) ہے۔

تفسیر آیت: 64

راز کے فاش ہونے کا ڈر: امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ منافق آپس میں بیٹھے بری باتیں کرتے تھے، پھر کہتے امید ہے کہ اللہ ہمارے اس راز کو فاش نہیں کرے گا۔[2] یہ آیت اس آیت کریمہ سے مشابہ ہے: ﴿وَاِذَا جَآءُوۡكَ حَيَّوۡكَ بِمَا لَمۡ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوۡلُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ لَوۡلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوۡلُ‌ ؕ حَسۡبُهُمۡ جَهَنَّمُ‌ ۚ يَصۡلَوۡنَهَا‌ ۚ فَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۝﴾ (المجادلة 8:58) ''اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو جس (کلمے) سے اللہ نے آپ کو دعا نہیں دی، اس سے آپ کو دعا دیتے ہیں اور اپنے نفسوں میں کہتے ہیں کہ (اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو) جو کچھ ہم کہتے ہیں، اللہ ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا۔ (اے پیغمبر!) ان کو دوزخ (ہی کی سزا) کافی ہے، یہ اسی میں داخل ہوں گے سو وہ بری جگہ ہے۔'' اور اس آیت میں فرمایا: ﴿قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا‌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ﴿64﴾﴾ ''کہہ دیجیے کہ تم ہنسی کیے جاؤ بے شک جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اس کو ضرور نکال (ظاہر کر) دے گا۔'' اللہ اپنے رسول پر وہ نازل فرما دے گا جس سے تمھاری رسوائی ہوگی اور اپنے رسول کے سامنے اللہ تعالیٰ

[1] تفسير الطبري:218/10. [2] تفسير الطبري:219/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ

اور البتہ اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف شغل کے طور پر باتیں اور دل لگی کرتے تھے۔ کہہ دیجیے: کیا تم اللہ اور اس کی

تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿65﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ

آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے؟﴿65﴾ (اب) بہانے مت بناؤ، یقیناً تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا ہے، اگر ہم تم میں سے

8 ع 7 14 مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿66﴾ ع

ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں تو دوسرے گروہ کو اس وجہ سے عذاب دیں گے کہ وہ مجرم تھے﴿66﴾

تمھارے معاملے کو واضح کر دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ اَنۡ لَّنۡ يُّخۡرِجَ اللّٰهُ اَضۡغَانَهُمۡ ○ ﴾ تا ﴿ وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِيۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ ؕ...... ﴾ الآية (محمد 30,29:47) ''کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کے کینوں کو ہرگز (ظاہر) نہیں (کرے) نکالے گا۔ اور اگر ہم چاہتے تو وہ لوگ آپ کو دکھا بھی دیتے اور آپ ان کو ان کے چہروں ہی سے پہچان لیتے اور آپ انھیں (ان کے) انداز گفتگو ہی سے پہچان لیں گے......'' امام قتادہ بیان کرتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس سورت کا ایک نام فَاضِحَة بھی ہے، یعنی منافقوں کو ذلیل ورسوا کرنے والی سورت۔ [1]

تفسیر آیات: 66,65

منافقوں کے حیلے بہانے اور باطل عذر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے ان علماء جیسا کسی کو نہیں دیکھا کہ پیٹ کے لیے انھیں بہت رغبت ہے، زبانوں کے یہ جھوٹے ہیں اور دشمن کے مقابلے کے وقت یہ بہت بزدل ثابت ہوتے ہیں، یہ سن کر مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو منافق ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ضرور بتاؤں گا، بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچ گئی اور اس بارے میں قرآن بھی نازل ہو گیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا، پتھروں سے اس کے پاؤں زخمی ہو رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ﴿ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿65﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ ﴾ ''کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے تھے؟ اب بہانے مت بناؤ، یقیناً تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔'' [2]

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت تھی جس میں ودیعہ بن ثابت بھی تھا جس کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا اور بنو سَلِمہ کے حلیف خاندان اشجع کا ایک آدمی بھی جس کا نام مُخَشِّن بن حُمَيِّر تھا، ابن ہشام کہتے ہیں کہ اُسے مَخۡشِيّ

[1] تفسير الطبری: 219/10. [2] تفسير الطبری: 220/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں ان کے بعض بعض سے ہیں (سب ایک جیسے ہیں) وہ برے کام کا حکم دیتے ہیں اور نیک کام سے روکتے ہیں اور

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

(خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھ روک کے رکھتے ہیں۔ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس نے بھی انھیں بھلا دیا۔ بے شک منافقین ہی نافرمان ہیں (67)

الْفٰسِقُوْنَ (67) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کررکھا ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ (دوزخ) انھیں

فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (68)

کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے (68)

کہا جاتا تھا، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارے کررہے تھے جبکہ آپ تبوک کی طرف تشریف لے جارہے تھے، انھوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہا: کیا تم رومیوں سے جنگ کو بھی اسی طرح سمجھتے ہو، جیسے عربوں کی آپس میں لڑائی ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم! یوں معلوم ہوتا ہے، گویا کل تم زنجیروں میں جکڑے جاؤ گے، انھوں نے یہ بات مومنوں کو ڈرانے اور بزدل بنانے کے لیے کی تھی، مخشن بن حمیر نے کہا کہ تم نے جو یہ بات کہی ہے اس کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارے جانا اور ہمارا جنگ میں مغلوب ہوجانا مجھے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جس سے ہماری یہ بات فاش ہوجائے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے جیسا کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا: [أَدْرِكِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدِ احْتَرَقُوا، فَسَلْهُمْ عَمَّا قَالُوا، فَإِنْ أَنْكَرُوا، فَقُلْ: بَلٰى! قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا] ''ان لوگوں کو پکڑلو، یہ جل گئے ہیں، ان سے پوچھو کہ انھوں نے کیا کہا ہے اگر یہ اپنی بات کا انکار کردیں تو تم کہو کہ نہیں، تم نے یہ یہ بات کہی ہے۔'' حضرت عمار ان کے پاس گئے اور اس سلسلے میں ان سے بات کی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر معذرت کرنا شروع کردی۔ ودیعہ بن ثابت نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے اور وہ اس کی مہار پکڑے ہوئے کہہ رہا تھا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یوں ہی گپ شپ میں مشغول تھے اور کھیل تماشا کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ﴾ ''اور اگر آپ ان سے (اس بارے میں) دریافت کریں تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔'' مخشن بن حمیر نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرا اور میرے باپ کا نام لے بیٹھا۔ اس آیت میں جسے معاف کردیا گیا وہ مخشن بن حمیر تھا، بعد میں اسے عبدالرحمٰن کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اسے اس طرح شہادت کی موت نصیب ہو کہ اس کی جگہ کے بارے میں بھی معلوم نہ ہو، اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور یہ جنگ یمامہ کے دن شہید ہوگیا مگر اس کا کوئی نشان نہ ملا۔[1]

[1] السيرة النبوية لابن إسحاق، غزوة تبوك......:603/2 وتفسير ابن أبي حاتم:1831/6 مختصرًا.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡكُمۡ قُوَّةً وَّاَكۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا

(منافقو! تم) ان لوگوں کی طرح (ہو) جو تم سے پہلے تھے، وہ قوت میں تم سے کہیں زبردست اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے، چنانچہ وہ

بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ بِخَلَاقِهِمۡ

(دنیا میں) اپنا حصہ برت چکے، پس تم نے (بھی) اپنا حصہ برت لیا جس طرح ان لوگوں نے اپنا حصہ برت لیا جو تم سے پہلے تھے۔ اور

وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ خَاضُوۡا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

تم (بھی) فضول باتوں میں الجھے رہے جس طرح وہ فضول باتوں میں الجھے رہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے

هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿69﴾

اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں ﴿69﴾

ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ﴾ ”بہانے مت بناؤ یقیناً تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“ اس بات کی وجہ سے جو تم نے مذاق اڑاتے ہوئے کہی، تم کافر ہو گئے ہو۔ ﴿اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةً﴾ ”اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف بھی کر دیں تو ایک جماعت کو سزا دیں گے۔“ یعنی تم سب کو معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ تم میں سے کچھ لوگوں کو سزا بھی ضرور دی جائے گی، ﴿بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿66﴾﴾ ”کیونکہ وہ مجرم تھے۔“ یعنی اس غلط اور فسق و فجور پر مبنی بات کے باعث وہ گناہ گار اور مجرم قرار پا گئے ہیں۔

تفسیر آیات: 68,67

منافقوں کی کچھ دیگر خصلتیں: مومنوں کی صفات تو یہ ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں مگر منافقوں کی عادات اس کے خلاف ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡكَرِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَيَقۡبِضُوۡنَ اَيۡدِيَهُمۡ ؕ﴾ ”برے کام کرنے کو کہتے اور نیک کاموں سے منع کرتے اور (خرچ کرنے سے) ہاتھ بند کیے رہتے ہیں۔“ یعنی اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے، ﴿نَسُوا اللّٰهَ﴾ ”انھوں نے اللہ کو بھلا دیا۔“ یعنی اللہ کی یاد کو بھلا دیا ﴿فَنَسِيَهُمۡ ؕ﴾ ”تو اللہ نے ان کو بھلا دیا۔“ یعنی ان سے اس طرح کا معاملہ کیا، گویا انھیں بھلا دیا ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقِيۡلَ الۡيَوۡمَ نَنۡسٰىكُمۡ كَمَا نَسِيۡتُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا﴾ (الجاثية 34:45) ”اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلائے رکھا، اسی طرح آج ہم تمھیں بھلا دیں گے۔“ اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿67﴾﴾ ”بے شک منافق نافرمان ہیں۔“ اور حق کے رستے سے خارج اور گمراہی کے رستے میں داخل ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ﴾ ”اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے۔“ ان کے ان کرتوتوں کی وجہ سے جن کا ابھی ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ﴾ ”جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔“ یعنی یہ بھی اور کافر بھی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور جلتے رہیں گے، ﴿هِىَ حَسۡبُهُمۡ ۚ﴾ ”وہی ان کے لائق ہے۔“ اور انھیں عذاب دینے کے لیے کافی ہے، ﴿وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ﴾ ”اور اللہ نے ان پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعنت کر دی ہے۔'' انھیں اپنی بارگاہ سے دھتکار کر دور کر دیا ہے، ﴿وَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ۝68﴾ ''اوران کے لیے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے۔''

تفسیر آیت: 69

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے لیے بھی دنیا وآخرت میں اسی طرح عذاب ہے جس طرح ان سے پہلے لوگوں کے لیے تھا۔ اور فرمانِ الٰہی: ﴿فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ﴾ ''تو وہ اپنے حصے سے بہرہ یاب ہو چکے۔'' میں ﴿بِخَلَاقِهِمۡ﴾ کے معنی امام حسن بصری نے دین کے بیان کیے ہیں۔[1] اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِيۡ خَاضُوۡا﴾ ''اور جس طرح وہ (کذب وافتراء میں) مشغول رہے اسی طرح تم بھی مشغول رہے۔'' کذب اور باطل میں ﴿اُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے۔'' اور ان کا انھیں کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ یہ فاسد ہیں ﴿فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝69﴾ ''دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' کیونکہ انھیں ان کے اعمال کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

یہود ونصاریٰ کی روش اور پیغمبر اسلام ﷺ کی امت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ: ﴿كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ﴾ ''(تم منافق لوگ) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔'' پڑھ کر فرمایا: آج کی رات کل کی رات سے کس قدر مشابہت رکھتی ہے۔ ہمیں بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالَّذِی نَفۡسِی بِیَدِہٖ! لَتَتَّبِعُنَّهُمۡ حَتّٰی لَوۡ دَخَلَ الرَّجُلُ مِنۡهُمۡ جُحۡرَ ضَبٍّ لَّدَخَلۡتُمُوۡهُ] ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان (بنی اسرائیل) کی ضرور اتباع کرو گے حتی کہ اگر ان میں سے کوئی شخص سانڈے کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی اس میں ضرور داخل ہو گے۔''[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالَّذِی نَفۡسِی بِیَدِہٖ! لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِینَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ شِبۡرًا بِشِبۡرٍ، وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، وَّبَاعًا بِبَاعٍ، حَتّٰی لَوۡ دَخَلُوا جُحۡرَ ضَبٍّ لَّدَخَلۡتُمُوۡهُ. قَالُوا: وَمَنۡ هُمۡ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَهۡلُ الۡكِتَابِ؟ قَالَ: فَمَنۡ؟] ''اس ذات گرامی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی عادات کی اس طرح پیروی کرو گے جس طرح بالشت، بالشت کے، ہاتھ، ہاتھ کے اور گز، گز کے برابر ہوتا ہے حتی کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے، صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کا اشارہ اہل کتاب کی طرف ہے؟ فرمایا: تو (اور) کون؟''[3] صحیح (بخاری) میں اس حدیث کا شاہد بھی موجود ہے۔[4]

---

[1] تفسیر الطبری:225/10. [2] تفسیر الطبری:225/10. [3] تفسیر الطبری:225/10. [4] صحیح البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل، حدیث: 3456 وصحیح مسلم، العلم، باب اتباع سنن الیهود والنصاری، حدیث:2669.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ

کیا ان کے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو ان سے پہلے تھے (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین والے اور الٹی

مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

ہوئی بستیوں والوں کی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے، پھر اللہ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿70﴾

جانوں پر ظلم کرتے تھے ﴿70﴾

تفسیر آیت: 70

منافقوں کو نصیحت کہ وہ پہلے لوگوں سے عبرت حاصل کریں: اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں اور رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ ”کیا ان کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے؟“ یعنی کیا تمھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنھوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی؟ مثلاً: ﴿ قَوْمِ نُوْحٍ ﴾ قوم نوح کہ اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایسا زبردست طوفان آیا جس کی وجہ سے تمام اہل زمین غرق ہو گئے اور صرف وہ لوگ باقی بچے جو اللہ کے بندے اور رسول حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، ﴿ وَّعَادٍ ﴾ اور قوم عاد کہ جب اس نے حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو وہ نامبارک اور انتہائی تند و تیز ہوا کے ساتھ ہلاک کر دی گئی، ﴿ وَّثَمُوْدَ ۙ ﴾ اور قوم ثمود کہ جب اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو زبردست چیخ اور چنگھاڑ سے ان کے دل پھٹ گئے، ﴿ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ ﴾ اور قوم ابراہیم کہ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے خلیل کی مدد فرمائی اور انھیں زبردست معجزات سے سرفراز فرمایا اور اس دور کے بادشاہ نُمرود بن کنعان بن کُوش کنعانی ملعون کو ہلاک کر دیا، ﴿ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ ﴾ اور اصحابِ مدین، یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کہ اسے زلزلے اور سائبان کے دن کے عذاب سے تباہ و برباد کر دیا گیا ﴿ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ ﴾ ”اور الٹی ہوئی بستیوں والوں کو۔“ قوم لوط کو تباہ و برباد کر دیا گیا جو کہ مدائن میں رہتے تھے، اور دوسری آیت میں فرمایا: ﴿ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ﴾ (النجم 53:53) ”اور اسی نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے ٹپکا۔“ اس کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اس نے الٹی ہوئی امت کو دے ٹپکا، نیز یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اس نے ان کی مرکزی بستی، یعنی سدوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی لوط علیہ السلام کی تکذیب کرنے اور ایسی فحاشی کی وجہ سے جس کا ان سے پہلے دنیا میں کسی نے ارتکاب نہیں کیا تھا، ہلاک کر دیا تھا۔

﴿ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ ﴾ ”ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے۔“ نشانیوں سے مراد قطعی دلائل و براہین ہیں۔ ﴿ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ ﴾ ”پس اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا۔“ انھیں ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیج کر اور تمام موانع کو دور کر کے ان پر حجت قائم کر دی تھی ﴿ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿70﴾ ﴾ ”اور لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔“ یعنی انھوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور حق کی مخالفت کی جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے

الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا۔ بے شک

سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿71﴾

اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے﴿71﴾

کی پاداش میں ان پر عذاب بھیج کر انھیں ہلاک کر دیا گیا۔

تفسیر آیت:71

مومنوں کی صفاتِ محمودہ: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مذموم صفات بیان کرنے کے بعد مومنوں کی صفات محمودہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ﴾ ”اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔“ ایک دوسرے کی مدد کرتے اور ایک دوسرے کے دست و بازو بنتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: [اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا] ”مومن، مومن کے لیے ایک عمارت کے مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔“ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے یہ بات سمجھائی۔[1] اور صحیح حدیث ہی میں ہے: [مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ...... (كَمَثَلِ) الْجَسَدِ (الْوَاحِدِ)، إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى] ”آپس کی محبت اور رحم دلی...... کے اعتبار سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کے مانند ہے کہ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو بے خوابی اور بخار کے ساتھ سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔“[2]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ﴾ ”اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ...... الآية﴾ (آل عمرٰن 3:104) ”اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے......“

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ﴾ ”اور نماز پڑھتے اور زکاۃ دیتے ہیں۔“ یعنی اللہ تعالیٰ

---

[1] صحيح البخاري، المظالم، باب نصر المظلوم، حديث:2446 و صحيح مسلم، البر والصلة والأدب، باب تراحم المؤمنين ......، حديث:2585 عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه. [2] صحيح البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، حديث:6011 و صحيح مسلم، البر والصلة والأدب، باب تراحم المؤمنين......، حديث:2586 عن النعمان بن بشير رضي الله عنه، البتہ پہلی قوسین والا لفظ بخاری کے مذکورہ حوالے میں ہے جبکہ دوسری قوسین والا لفظ آداب الصحبة لأبي عبدالرحمن السُّلَمي: 39/1 (c-d) میں ہے اور مسند أحمد:276/4 میں كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ہمیشہ ان

فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

میں رہیں گے اور سدا بہار باغوں میں پاکیزہ محلات کا (وعدہ ہے) اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑھ کر (نعمت) ہوگی،

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿72﴾ ع 9/6 15

یہی عظیم کامیابی ہے ﴿72﴾

کی اطاعت کرتے اور اس کی مخلوق سے حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہیں، ﴿ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ ﴾ ''اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں۔'' جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ان کی اطاعت بجالاتے اور جن سے منع فرمادیا ہے، انھیں ترک کردیتے ہیں۔ ﴿ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔'' یعنی جن میں یہ صفات ہوں گی، وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوں گے۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ﴾ ''بے شک اللہ نہایت غالب ہے۔'' جو اس کی اطاعت کرے اسے عزت عطا فرمادیتا ہے کیونکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی، ﴿ حَكِيْمٌ ﴿71﴾ ﴾ ''بڑی حکمت والا ہے۔'' مومنوں کو یہ صفات عطا فرمانے اور منافقوں کو مذکورہ بالا صفات عطا کرنے میں وہ حکمت والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال ہی حکمت پر مبنی ہیں۔

تفسیر آیت :72

مومنوں کو دائمی نعمتوں کی بشارت: یہاں اللہ تعالیٰ نے ان بھلائیوں اور ابدی نعمتوں کے بارے میں خبر دی ہے جو اس نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے تیار فرمائی ہیں: ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً ﴾ ''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے۔)'' جن کی عمارتیں بہت حسین وجمیل ہوں گی اور جن میں زندگی بہت خوش گوار ہوگی جیسا کہ صحیحین میں ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ] ''دو بہشتیں چاندی کی ہوں گی کہ ان کے برتن اور دیگر سارا ساز وسامان بھی چاندی کا بنا ہوگا اور دو بہشتیں سونے کی ہوں گی کہ ان کے برتن اور دیگر سارا ساز وسامان بھی سونے کا بنا ہوگا۔ جنت عدن میں ان کے اور رب تعالیٰ کے دیدار کے مابین صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ رب ذوالجلال کے چہرۂ اقدس پر ہوگی۔''[1]

[1] صحيح البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ ﴾ (القيمة75:22,23)، حديث:7444 و صحيح مسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى، حديث:180.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:[إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ، طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا (فِي السَّمَآءِ)، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ، فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا] ”بے شک مومن کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو ایک جوف دار موتی سے بنا ہوگا، اس کا طول آسمان میں ساٹھ میل ہوگا، اسی خیمے میں مومن کے اہل وعیال ہوں گے، وہ ان کے پاس جائے گا لیکن وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکیں گے۔“ اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔①

اور صحیحین ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْجَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهٖ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْلُوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهٗ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ]

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے رستے میں ہجرت کرے یا اپنے اس وطن میں بیٹھ رہے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگوں کو ہم یہ بات بتا دیں؟ فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار فرمایا ہے، ان میں سے ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ اور افضل جنت ہے، اسی کے اوپر رحمان کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔“②

وسیلہ کیا ہے؟ امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَسْأَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ] ”جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو۔“ عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: [أَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ، وَّأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ] ”جنت کا سب سے بلند و بالا درجہ جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔“③

---

① صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة، حدیث:3243 و4879 وصحیح مسلم، الجنة و صفة نعيمها......، باب فی صفة خيام الجنة......، حدیث:2838 واللفظ له . لیکن قوسین والا جملہ بخاری کے مذکورہ حوالے اور مسلم، حدیث:(25)-2838 عن أبی موسی رضی اللہ عنہ میں ہے۔ ② صحیح البخاری، التوحید، باب: ﴿وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾ (هود 11:7)......، حدیث:7423 صحیح مسلم میں یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔ ③ مسند أحمد:265/2. یہ حدیث اس سند کے ساتھ ضعیف ہے، البتہ اس کا شاہد صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول......، حدیث: 384 عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند امام احمد میں سعد ابومجاہد طائی نے ابوالمُدِلّہ سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں جنت کے بارے میں بتائیں کہ اسے کس طرح بنایا گیا ہے۔ فرمایا: [لَبِنَةُ ذَهَبٍ وَّلَبِنَةُ فِضَّةٍ، وَّمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ، وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ. مَنْ يَّدْخُلُهَا يَنْعَمُ، وَلَا يَبْؤُسُ، وَيَخْلُدُ لَا يَمُوتُ، لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُ] ''اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا انتہائی خوشبودار کستوری، اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ شاداں و فرحاں ہوگا اور کبھی پریشان نہ ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، اسے کبھی موت نہ آئے گی، نہ اس کا لباس کبھی بوسیدہ ہوگا اور نہ اس کا شباب کبھی ختم ہوگا۔''[1]

جنتیوں کے لیے سب سے بڑی نعمت: ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ ''اور اللہ کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے۔'' یعنی اہل جنت جن نعمتوں سے شادکام ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان سب سے بڑی، جلیل القدر اور عظیم الشان نعمت ہوگی جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے زید بن اسلم از عطاء بن یسار کی سند کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ. فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى؟ يَارَبِّ! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا]

''بے شک اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہیں اور ہر قسم کی خیر وخوبی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں کہ تو نے ہمیں ان نعمتوں سے سرفراز فرما دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی ہوں گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمھیں ان سے بھی افضل ایک اور نعمت عطا نہ فرما دوں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ان سے افضل نعمت کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمھارے لیے اپنی رضامندی کو حلال قرار دیتا ہوں اور اس کے بعد تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔'' امام بخاری ومسلم نے اس حدیث کو بروایت امام مالک ہی بیان کیا ہے۔[1]

---

[1] مسند أحمد: 305/2 اور مسند أحمد کے کئی نسخوں میں وَلَا يَمُوتُ ہے۔ [2] صحيح البخاري، التوحيد، باب كلام الرب مع أهل الجنة، حديث: 7518 وصحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب إحلال الرضوان على أهل الجنة ......، حديث: 2829.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا (اصل) ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ لوٹ کر جانے کی بدترین

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿73﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ

جگہ ہے ﴿73﴾ وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے (کوئی بات) نہیں کہی، حالانکہ انھوں نے ضرور کلمۂ کفر کہا تھا

اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ

اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور انھوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جو وہ نہ کر سکے۔ اور انھوں نے غصہ نہیں نکالا،

فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

مگر اس بات پر کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی کر دیا، پھر اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لیے بہتر ہو گا اور

اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿74﴾

اگر وہ پھر جائیں تو اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کا زمین میں کوئی حمایتی اور کوئی مددگار نہ ہو گا﴿74﴾

تفسیر آیات: 74,73

کفار و منافقین سے جہاد اور سختی کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس نے مومنوں کے لیے شفقت کے ساتھ پہلو کو جھکانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ آخرت میں کافروں اور منافقوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ”کافروں اور منافقوں سے لڑو۔“ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان سے اپنے ہاتھ سے لڑو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے لڑو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو چہرے کے تاثرات سے سختی کا مظاہرہ کرو۔[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ تلوار سے اور منافقوں کے ساتھ زبان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ برتاؤ کو ختم کر دیا ہے۔[2] ضحاک فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کرو اور منافقوں پر کلام کے ساتھ سختی کرو کہ ان کے خلاف یہی جہاد ہے۔[3] مقاتل اور ربیع سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[4] حسن اور قتادہ کا قول ہے کہ ان سے جہاد یہ ہے کہ ان پر حدود کو قائم کیا جائے۔[5] ان تمام اقوال میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ حسب حالات کفار و منافقین کے خلاف جہاد کے لیے کبھی ایک انداز اختیار کیا جاتا ہے اور کبھی دوسرا۔ واللہ أعلم.

سببِ نزول: اموی نے مغازی میں لکھا ہے کہ ہم کو محمد بن اسحاق نے، انھوں نے زہری سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے، انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ منافقوں میں سے جو لوگ پیچھے بیٹھ رہے اور جن کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا، ان میں سے ایک شخص جُلاس بن سُوید بن صامت بھی تھا جو عمیر بن سعد

[1] تفسیر الطبری :233/10. [2] تفسیر الطبری :234/10. [3] تفسیر الطبری :234/10. [4] تفسیر ابن أبی حاتم : 1842/6. [5] تفسیر ابن أبی حاتم :1841/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی والدہ کا شوہر تھا اور عمیر اس وقت اس کی گود میں تھا۔ جب قرآن نازل ہوا اور اس میں منافقوں کا ذکر کیا گیا تو جُلاس کہنے لگا کہ اگر یہ شخص اپنی باتوں میں سچا ہے تو پھر ہم گدھوں سے بھی برے ہیں۔ عمیر بن سعد نے اس کی اس بات کو سن لیا تو کہا: اے جُلاس! اللہ کی قسم! مجھے تم سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو، بے حد عزیز ہو اور میں پسند نہیں کرتا کہ تمھیں کوئی بری بات لاحق ہو لیکن تم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر میں اسے ذکر کروں تو اس میں تیری رسوائی ہے اور اگر میں اسے چھپاؤں تو اس میں میری تباہی ہے اور ایک سے دوسری بڑھ کر تکلیف دہ ہے لیکن اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جلاس کی اس بات کا ذکر کر دیا جب جلاس کو معلوم ہوا کہ اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی ہے تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے وہ بات نہیں کہی جو عمیر بن سعد نے بیان کی ہے، اس نے میرے بارے میں جھوٹ بولا ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ﴾ ”یہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے (تو کچھ) نہیں کہا، حالانکہ انھوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔“[1] اس آیت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسول ﷺ کو اس کی اس بات کے بارے میں مطلع کر دیا۔ اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ بعد میں جلاس نے اچھے انداز میں توبہ کر لی تھی جس کی وجہ سے اس کی موت بھی اچھی حالت میں واقع ہوئی تھی۔

امام ابوجعفر ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے سائے تلے تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا: [إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ إِنْسَانٌ فَيَنْظُرُ إِلَيْكُمْ بِعَيْنَيْ شَيْطَانٍ، فَإِذَا جَاءَ فَلَا تُكَلِّمُوهُ] ”عنقریب تمھارے پاس ایک ایسا انسان آئے گا جو تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، لہٰذا جب وہ تمھارے پاس آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔“ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ نیلی آنکھوں والا ایک شخص آیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر اس سے فرمایا: [عَلَامَ تَشْتُمُنِي أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ؟] ”تم اور تمھارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو؟“ وہ شخص چلا گیا، پھر اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ گیا اور سب نے قسمیں کھا کر کہا کہ انھوں نے یہ بات نہیں کہی، لہٰذا آپ نے ان سے درگزر فرمایا، اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی: ﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ ...... ﴾ الآية.[2]

منافقین کا رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا ناپاک ارادہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ ﴾ ”اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جسے پا نہیں سکے۔“ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت جُلاس بن سُوید کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لیے کہ اس نے اس وقت اپنی بیوی کے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا جب اس نے یہ کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو تمھاری یہ بات بتا دوں گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن اُبی کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دینے کا ناپاک ارادہ کر لیا تھا۔[3] سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل

[1] تفسير الطبري:236/10 تفسير ابن أبي حاتم:1843/6 و الدر المنثور:463/3 . [2] تفسير الطبري:237/10. [3] تفسير الطبري:238/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے جنھوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ بن اُبی کی تاج پوشی کر دیں، خواہ رسول اللہ ﷺ اسے ناپسند ہی کریں۔ ①
یہ بھی مروی ہے کہ کچھ منافقوں نے جن کی تعداد بارہ تھی غزوۂ تبوک کے موقع پر رات کی تاریکی میں آپ کی سواری کو ڈرا کر بھگا دینے کی سازش کی تھی تاکہ گر کر آپ شہید ہو جائیں، ضحاک کے بقول یہ آیت انھی منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ②

حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے اس کے آگے چل رہا تھا اور عمار اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے یا عمار آگے تھے اور میں پیچھے تھا حتی کہ جب ہم گھاٹی میں پہنچے تو وہاں بارہ سوار راستہ روکے ہوئے کھڑے تھے، میں نے انھیں ڈانٹا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے بارے میں بتا دیا، رسول اللہ ﷺ نے انھیں للکارا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[هَلْ عَرَفْتُمُ الْقَوْمَ؟ قُلْنَا: لَا، يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَانُوا مُتَلَثِّمِينَ، وَلٰكِنَّا قَدْ عَرَفْنَا الرِّكَابَ، قَالَ: هٰؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مَا أَرَادُوا؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: أَرَادُوا أَنْ يَزْحَمُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَقَبَةِ فَيُلْقُوهُ مِنْهَا. قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَوَلَا تَبْعَثُ إِلٰى عَشَائِرِهِمْ حَتّٰى يَبْعَثَ إِلَيْكَ كُلُّ قَوْمٍ بِرَأْسِ صَاحِبِهِمْ ؟ قَالَ: لَا، أَكْرَهُ أَنْ تَحَدَّثَ الْعَرَبُ بَيْنَهَا أَنَّ مُحَمَّدًا قَاتَلَ بِقَوْمٍ، حَتّٰى إِذَا أَظْهَرَهُ اللّٰهُ بِهِمْ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ يَقْتُلُهُمْ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِرْمِهِمْ بِالدُّبَيْلَةِ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الدُّبَيْلَةُ؟ قَالَ: شِهَابٌ مِّنْ نَّارٍ يَّقَعُ عَلٰى نِيَاطِ قَلْبِ أَحَدِهِمْ فَيُهْلِكُهُ]

”کیا تم نے انھیں پہچان لیا ہے! ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم انھیں نہیں پہچان سکے کیونکہ وہ ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے، البتہ ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ فرمایا: یہ قیامت کے دن تک منافق ہیں اور کیا تم جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کی: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کا ارادہ تھا کہ مزاحمت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو اس گھاٹی میں گرا دیں۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) کیا آپ ان کے خاندانوں کی طرف پیغام نہیں بھیجتے تاکہ ہر قبیلہ اپنے شخص کے سر کو آپ کی خدمت میں بھیج دے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ باتیں کرنے لگیں کہ محمد ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی حتی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا کر دیا تو آپ نے انھی کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! انھیں دبیلہ کے ساتھ تباہ کر دے ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! دبیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آگ کا انگارا جو ان میں سے ہر ایک کے دل کی رگ پر گرے گا، پھر اسے ہلاک کر دے گا۔“ ③

ولید بن جُمیع کہتے ہیں کہ ابوطفیل نے ہم سے بیان کیا کہ اہلِ عقبہ میں سے ایک شخص اور حضرت حذیفہ کے درمیان کچھ

① تفسیر ابن أبی حاتم:1845/6. ② الدر المنثور:464/3. ③ دلائل النبوۃ للبیهقی، باب رجوع النبی ﷺ من تبوک ......:261,260/5 و تفسیر ابن أبی حاتم:1844/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف تھا، اس نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اصحابِ عقبہ کی تعداد کتنی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہ پوچھ رہا ہے تو اِسے بتا دو، حضرت حذیفہ نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چودہ تھی اور اگر تم بھی ان میں شامل تھے تو پھر ان کی تعداد پندرہ تھی۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کی دنیا اور آخرت میں جنگ ہے۔ ان میں سے تین نے تو عذر پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز کو نہیں سنا تھا اور نہ ہمیں مسلمانوں کے ارادے کے بارے میں معلوم ہو سکا تھا۔ آپ نے اس وقت سخت گرمی کے موسم میں چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ [إِنَّ الْمَآءَ قَلِيلٌ فَلَا يَسْبِقُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ] ''پانی کم ہے، لہٰذا مجھ سے پہلے پانی کے پاس کوئی نہ جائے۔'' مگر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ آپ سے پہلے وہاں چلے گئے ہیں تو آپ نے ان پر لعنت فرمائی۔[1]

امام مسلم ہی نے عمار بن یاسر کی روایت کو بیان کیا ہے کہ مجھے حذیفہ نے بیان کیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [فِي أَصْحَابِي) اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، لَّا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ: ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ، سِرَاجٌ مِّنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجُمَ مِنْ صُدُورِهِمْ] ''میرے ساتھیوں میں سے بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پا سکیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔ فرمایا: ان میں آٹھ کے لیے تو تمھارے بجائے دبیلہ ہی کافی ہوگا، دبیلہ جہنم کی آگ کا ایک ایسا انگارا ہوگا جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہوگا حتی کہ ان کے سینوں میں پیوست ہو جائے گا۔''[2] یہی وجہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راز دان تھے اور ان کے پاس یہ راز تھا جسے کوئی اور نہیں جانتا تھا کہ منافقوں کی جماعت میں کون کون لوگ شامل ہیں۔ ان منافقوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت حذیفہ ہی کو مطلع فرمایا تھا اور کسی کو نہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ ''اور ان کو سارا غصہ نہیں ہے مگر اس بات پر کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے ان کو دولت مند کر دیا ہے۔'' یعنی کیا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا یہ گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وساطت کی خیر و برکت سے انھیں دولت مند کر دیا ہے اور اگر سعادت ان کے مقدر میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت بھی عطا فرما دیتا جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے انصار سے فرمایا تھا: [أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟ وَكُنْتُمْ مُّتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟] ''کیا میں نے تمھیں گمراہ نہیں پایا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمھیں ہدایت عطا فرما دی؟ تم جدا جدا تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمھیں متحد کر دیا؟ اور تم فقیر تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمھیں دولت مند کر دیا؟'' رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی بات فرماتے تو انصار جواب میں عرض کرتے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب وباب صفات المنافقین......، حدیث: (11)-2779. [2] صحیح مسلم، کتاب وباب صفات المنافقین ......، حدیث: (10)-2779. اور قوسین والا لفظ بھی صحیح مسلم، حدیث: (9)-2779 میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا کیا تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے اور ہم

الصّٰلِحِيۡنَ ﴿75﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿76﴾

ضرور صالحین میں سے ہو جائیں گے ﴿75﴾ پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے انھیں عطا کیا تو انھوں نے اس میں بخل کیا اور انھوں نے (حق سے) منہ موڑ لیا،

فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ

اور وہ (اپنے عہد سے) منحرف ہو گئے ﴿76﴾ پھر اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال کر انھیں اس دن تک کے لیے سزا دی (جس دن) وہ اللہ سے ملیں گے،

وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿77﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰٮهُمۡ وَاَنَّ

اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی اور اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ﴿77﴾ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ

اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿78﴾ ج

ان کے بھیدوں اور ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے۔ اور بے شک اللہ غیب کی باتوں کو خوب جانتا ہے ﴿78﴾

اللہ اور اس کا رسول ہی سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔[1] یہ صیغہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی قصور نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ﴾ (البروج 8:85) ''اور انھوں نے ان سے انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ ایمان لائے۔''

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں توبہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ ۚ وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ﴾ ''تو اگر یہ توبہ کرلیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر وہ پھر جائیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب دے گا۔'' یعنی اگر یہ اپنے اسی طریقے پر رہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں دنیا میں قتل اور غم وفکر کی صورت میں اور آخرت میں جہنم کی سزا اور ذلت ورسوائی کی صورت میں عذاب دے گا۔ ﴿وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿74﴾﴾ ''اور زمین میں ان کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔'' کوئی نہیں جو انھیں سعادت و کامرانی سے ہمکنار کر سکے اور انھیں خیر دلا سکے اور شر کو ان سے دور کر سکے۔

تفسیر آیات: 75-78

طلب مال اور صدقے میں بخل منافقوں کی نشانی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض منافقوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل وکرم سے انھیں دولت مند کر دیا تو وہ اپنے مال کو ضرور صدقہ کریں گے اور نیک بن جائیں گے لیکن انھوں نے نہ تو اپنے عہد کو پورا کیا اور نہ اپنے دعوے کو سچا ثابت کر دکھایا تو اس عہد شکنی اور بد عملی کی وجہ سے ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا جو قیامت کے دن تک ان کے دلوں میں گھر کیے رکھے گا۔ عِيَاذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

[1] صحيح البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف في شوّال سنة ثمان، حديث:4330 وصحيح مسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم......، حديث:1061 عن عبدالله بن زيد رضي الله عنه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

جولوگ عیب جوئی کرتے ہیں کھلے دل سے خیرات کرنے والے مومنوں پر، (ان کے) صدقات کی بابت اور ان پر بھی جو اپنی (تھوڑی سی) محنت

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿79﴾

مزدوری کے سوا کچھ نہیں رکھتے، تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿79﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ ...... ﴾ الآیۃ ''اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کے خلاف کیا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق ان کی وعدہ خلافی اور کذب کی وجہ سے پیدا کیا جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ] ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (2) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور (3) جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''[1] ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ...... ﴾ الآیۃ ''کیا وہ جانتے نہیں کہ اللہ ان کے بھیدوں اور خفیہ مشوروں کو جانتا ہے......'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ان کے ظاہر و باطن اور ان کے دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے، خواہ وہ بظاہر کتنا ہی دعویٰ کریں کہ اگر انھیں دولت حاصل ہو گئی تو وہ صدقہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ان سے زیادہ بہتر جانتا ہے کیونکہ وہ علام الغیوب ہے، وہ ہر پوشیدہ اور ظاہر، بھید اور مشورے کو جانتا ہے۔

تفسیر آیت: 79

منافقوں کی کم یا زیادہ خرچ کرنے والوں پر طعنہ زنی: یہ بھی منافقوں کی نشانی ہے کہ کوئی بھی ان کی عیب جوئی اور طعنہ زنی سے محفوظ نہیں رہ سکتا حتی کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والے بھی ان سے بچ نہیں سکتے اگر کوئی زیادہ مال خرچ کرے تو کہتے ہیں کہ یہ ریاکار ہے اور اگر کوئی تھوڑا مال لے کر آئے تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے صدقے سے بے نیاز ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبیداللہ بن سعید از ابونعمان بصری از شعبہ از سلیمان از ابووائل کی سند کے ساتھ ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر اٹھا کر لاتے تھے، ایک شخص آیا اور وہ صدقے کے لیے بہت زیادہ مال لایا تو منافقوں نے کہا کہ یہ تو ریاکار ہے اور ایک شخص آیا اور وہ صدقے کے لیے ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) لایا تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے صدقے کی کیا ضرورت ہے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ﴾ ''وہ لوگ جو (فراخ دلی سے) صدقات و خیرات کرنے والے مومنوں کی خیرات میں اور ان پر جو اپنی محنت و مزدوری کے سوا کچھ نہیں پاتے عیب جوئی کرتے ہیں۔'' امام مسلم نے بھی

---

[1] صحيح البخاري، الإيمان، باب علامات المنافق، حديث: 33 وصحيح مسلم، الإيمان، باب خصائل المنافق، حديث: 59 عن أبي هريرة رضي الله عنه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے صحیح میں روایت کیا ہے۔ [1]

منافقوں کا مومنوں کی حوصلہ شکنی کا ایک انداز: عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے پاس تشریف لائے اور آپ نے لوگوں میں اعلان فرمایا: اپنے صدقات جمع کرو، لوگوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے صدقات کو جمع کیا۔ پھر آخر میں ایک بہت غریب شخص مقدار بھر کھجوریں لے کر آیا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ ایک صاع کھجوریں ہیں، میں ساری رات رہٹ سے پانی کھینچتا رہا اور مزدوری کے طور پر مجھے دو صاع کھجوریں ملیں، ایک صاع میں گھر رکھ آیا ہوں اور ایک صاع آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کھجوروں کو تمام صدقات پر بکھیر دیا جائے۔ کچھ لوگوں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اس کی کیا ضرورت ہے، وہ تمھارے ایک صاع کھجوروں کو لے کر کیا کریں گے، پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے، جو قریش کے قبیلے بنوزہرہ سے تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کیا صدقہ کرنے والا کوئی اور شخص باقی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس صدقے کے لیے سو اُوقیہ چاندی ہے؟ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم مجنون ہو؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا: جی نہیں، میں مجنون نہیں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم جانتے ہو جو تم نے کہا؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا: جی ہاں، میرا کل مال آٹھ ہزار ہے، چار ہزار میں نے اپنے رب کو قرض دے دیا ہے اور چار ہزار میں نے اپنے لیے رکھ لیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: [بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيمَا أَمْسَكْتَ وَفِيمَا أَعْطَيْتَ] ''جو تم نے اپنے پاس رکھا اور جو اللہ کے لیے دے دیا، اللہ تعالیٰ اس سارے مال میں برکت عطا فرما دے۔'' منافقوں نے طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا کہ عبدالرحمٰن نے یہ مال ریاکاری کے لیے خرچ کیا ہے۔ یہ منافق جھوٹے تھے کیونکہ عبدالرحمٰن نے تو تقرب الٰہی کے حصول کے لیے خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن اور ایک صاع کھجور صدقہ کرنے والے اس مسکین مسلمان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرما کر منافقوں کی اس طعنہ زنی کی مذمت فرمائی ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ ...... ﴾ [2] مجاہد اور کئی ایک ائمہ تفسیر نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ [3]

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ دل کھول کر خرچ کرنے والے مسلمانوں میں سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ انھوں نے چار ہزار درہم صدقہ کر دیے تھے، نیز خاندان بنوعجلان کے عاصم بن عدی بھی انھی لوگوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہوئے اور انھوں نے چار ہزار درہم صدقہ کر دیے، اسی طرح عاصم بن عدی اٹھے اور انھوں نے ایک سو وسق کھجوریں صدقہ کر دیں (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلو کا۔) منافقوں نے ان دونوں پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو ریاکاری ہے۔ اور ابوعقیل، جس کا تعلق بنوعمرو بن عوف کے حلیف

[1] صحيح البخاري، الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة......، حديث:1415 و صحيح مسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها......، حديث:1018. [2] تفسير الطبري:248,247/10. [3] تفسير الطبري:248/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

(اے نبی!) آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے۔) اگر آپ ان کے لیے ستر بار (بھی) بخشش مانگیں گے تو بھی اللہ انھیں نہیں بخشے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿80﴾ ع 10/8/16

یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿80﴾

بنو اُنیف اَراشی سے تھا، محنت مزدوری سے کمائی ہوئی ایک صاع کھجوریں لایا اور انھیں صدقے کے تمام مال پر بکھیر دیا تو منافقوں نے ہنسی اڑاتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابو عقیل کے اس ایک صاع کھجوروں سے بے نیاز ہے۔[1]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ﴾ ''پس منافق ان کی ہنسی اڑاتے ہیں تو اللہ بھی ان پر ہنسے گا۔'' یہ ان کے برے عمل اور مومنوں کے ساتھ مذاق کے جواب میں ہے کیونکہ جزا جنس عمل کے مطابق ہوتی ہے، گویا معاملہ ان سے اس طرح کیا گیا جس طرح ان سے مذاق کیا جارہا ہوتا کہ اس سے دنیا میں مسلمانوں کی مدد کی جائے اور آخرت میں منافقوں کو دردناک عذاب دیا جائے کیونکہ جزا وسزا جنس عمل کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

تفسیر آیت: 80

منافقوں کے لیے استغفار کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ منافق اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کے لیے بخشش مانگی جائے اور اگر ان کے لیے ستر بار بھی بخشش مانگیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ انھیں معاف نہیں فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ ستر کا عدد اس لیے استعمال کیا گیا ہے تا کہ ان کے لیے بخشش طلب کرنے کی قطعی طور پر کوئی گنجائش ہی باقی نہ رکھی جائے کیونکہ عربوں کے ہاں یہ اسلوب ہے کہ وہ کلام میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے ستر کے عدد کو استعمال کرتے اور اس سے مقصود تحدید و تعیین نہیں ہوتی اور نہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ ستر سے زائد اس کے خلاف ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں ستر کی تعداد ہی مقصود ہے جیسا کہ شعبی نے کہا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبیّ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو اس کا بیٹا عبداللہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ میرے باپ کا آخری وقت ہے، میری خواہش ہے کہ آپ تشریف لائیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: الْحُبَابُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ، إِنَّ الْحُبَابَ اسْمُ شَيْطَانٍ] ''تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام حباب بن عبداللہ (بن اُبی) ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، تمھارا نام عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی ہے، حباب تو شیطان کا نام ہے۔'' آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے حتی کہ اس کے جنازے میں شرکت فرمائی اور اسے اپنی قمیص پہنائی اور وہ پسینے میں شرابور تھا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں، حالانکہ وہ تو منافق ہے؟ آپ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ...... ﴾ وَلَأَسْتَغْفِرَنَّ لَهُ سَبْعِينَ وَ سَبْعِينَ

---

[1] تفسیر الطبری: 250/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور انھوں نے ناپسند کیا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ

سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انھوں نے (اوروں سے) کہا کہ گرمی میں کوچ نہ کرو۔ (اے نبی!) کہہ دیجیے: جہنم کی آگ (اس سے) کہیں

كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿81﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿82﴾

زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ یہ بات سمجھتے ﴿81﴾ چنانچہ انھیں چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں ان اعمال کے بدلے میں جو وہ کماتے رہے ﴿82﴾

(وَ سَبْعِينَ)] ''ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ﴾ ''اگر آپ ان کے لیے ستر دفعہ بھی بخشش مانگیں گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا'' میں ضرور اس کے لیے ستر، ستر اور ستر دفعہ بھی بخشش مانگوں گا۔''[1] عروہ بن زبیر، مجاہد اور قتادہ بن دِعامہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور اسے ابن جریر نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے۔[2]

تفسیر آیات: 82,81

غزوے میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے منافقوں کی خوشی: اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس بات سے خوش تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ بیٹھے رہے ہیں ﴿ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا ﴾ ''اور اس بات کو ناپسند کیا کہ جہاد کریں۔'' رسول اللہ ﷺ کی معیت میں، ﴿ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا ﴾ ''اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے اور کہنے لگے۔'' یعنی آپس میں ایک دوسرے سے: ﴿ لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ﴾ ''گرمی میں مت نکلنا'' کیونکہ غزوۂ تبوک گرمی کے موسم میں اس وقت پیش آیا جب سائے بہت گھنے تھے اور پھل پک چکے تھے، اسی لیے انھوں نے کہا کہ ﴿ لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ﴾ ''گرمی میں مت نکلنا۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا: ﴿ قُلْ ﴾ ''کہہ دیجیے'' ان سے ﴿ نَارُ جَهَنَّمَ ﴾ ''دوزخ کی آگ'' اپنی مخالفت کی وجہ سے جس میں تم گرو گے ﴿ اَشَدُّ حَرًّا ؕ﴾ ''اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔'' یعنی جس گرمی سے تم بھاگتے ہو دوزخ کی آگ تو اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔

جیسا کہ امام مالک نے ابوزِناد سے، انھوں نے اعرج سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [نَارُ بَنِي آدَمَ الَّتِي يُوقِدُونَ، جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ] ''بنی آدم کی یہ آگ جسے وہ جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! عذاب کے لیے تو دنیا کی آگ ہی کافی

---

[1] تفسير الطبري :254,253/10. اس حدیث کے ابتدائی حصے [ماسمك...... إن الحباب اسم شيطان] کی سند کئی وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے، واللہ أعلم. جبکہ دوسرے حصے کی تائید صحیح بخاری و مسلم کی روایات سے ہوتی ہے اور قوسین والا لفظ تفسیر طبری کے مذکورہ حوالے میں ہے۔ دیکھیے التوبة، آیت: 84 کے ذیل میں۔ [2] تفسير الطبري :255-253/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی؟ فرمایا:[إِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّينَ جُزْءًا] ''جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا زیادہ سخت ہے۔''[1] اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

جہنم کی ہولناکیاں: اعمش نے ابواسحاق سے اور انھوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا (يَوْمَ الْقِيَامَةِ) مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ، يَّغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ، مَا يَرٰى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَّإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا] ''قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب اسے ہوگا جسے جہنم کی آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جس طرح ہنڈیا کھولتی ہے، اس کے باوجود وہ یہ سمجھے گا کہ دوزخیوں میں سے اور کسی کو اس سے زیادہ سخت عذاب نہیں ہے، حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔''[3] اسے بھی امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث و آثار نبوی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے: ﴿ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚۖ ﴾ (المعارج 70:15,16) ''ایسا ہرگز نہیں ہوگا، بے شک وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔'' اور فرمایا: ﴿ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ؕ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ﴾ (الحج 22:19-22) ''ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (و تکلیف کی وجہ) سے دوزخ میں سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ ﴾ (النسآء 4:56) ''یقیناً جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم ان کی اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔''

اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: ﴿ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿81﴾ ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش! یہ (اس بات کو) سمجھتے۔'' اگر یہ اس بات کو جانتے اور سمجھتے تو ضرور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گرمی کے موسم میں بھی جہاد کے لیے نکلتے تاکہ جہنم کی اس گرمی سے بچ جاتے جو دنیا کی گرمی سے بدرجہا زیادہ گرم ہے۔

[1] الموطأ للإمام مالك، جهنم، باب ماجاء فی صفة جهنم:471/2، حديث:1923. [2] صحيح البخاری، بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، حديث:3265 وصحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب جهنم أعاذنا الله منها، حديث:2843. [3] صحيح البخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنّار، حديث:6561 وصحيح مسلم، الإيمان، باب أهون أهل النار عذابا، حديث:(364)-213 واللفظ له لیکن قوسین والے الفاظ صحیح بخاری کے مذکورہ حوالے میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ

(اے نبی!) پھر اگر اللہ آپ کو واپس لے آئے ان (منافقین) میں سے کسی گروہ کی طرف پھر وہ آپ سے (جہاد پر) نکلنے کی اجازت مانگیں تو کہہ دیجیے:

اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا

تم اب میرے ساتھ کبھی بھی (جہاد پر) نہیں نکلو گے اور نہ کبھی میرے ساتھ (مل کر) دشمن سے لڑو گے۔ یقیناً تم پہلی بار (پیچھے) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے

مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿83﴾

تھے تو (اب بھی) پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ﴿83﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو ان کے اس برے عمل پر ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا: ﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا﴾ ''چنانچہ انھیں چاہیے کہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنسیں۔'' ابن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے، یہ اس میں جس قدر چاہیں ہنس لیں جب دنیا ختم ہو جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچیں گے تو انھیں اس قدر رونا پڑے گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ [1]

تفسیر آیت: 83

منافقوں کو ساتھ لے کر جہاد کے لیے نکلنے کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ﴾ یعنی اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اس غزوے سے واپس لے آئے ﴿إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ﴾ ''ان میں سے کسی گروہ کی طرف'' قتادہ نے کہا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ منافقین بارہ تھے۔ [2] ﴿فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ﴾ ''پھر وہ آپ سے نکلنے کی اجازت طلب کریں۔'' یعنی آپ کے ساتھ کسی دوسرے غزوے میں شرکت کے لیے ﴿فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ﴾ ''تو کہہ دیجیے کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ میرے ساتھ (مددگار رہو کر) دشمن سے لڑائی کرو گے۔'' یعنی بطور سزا انھیں یہ کہہ دیجیے، پھر اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ''بے شک تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ ......﴾ الآیۃ (الأنعام 6:110) ''اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ پلٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے)......'' کیونکہ برائی کی سزا بری ہے جیسا کہ نیکی کی جزا بھی بہت اچھی ہے جیسے عمرۂ حدیبیہ کے بارے میں فرمایا: ﴿سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○﴾ (الفتح 48:15) ''عنقریب جب تم لوگ غنیمتیں لینے چلو گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ کہیں گے کہ ہمیں بھی چھوڑ (اجازت) دو ہم تمھاری پیروی کریں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے قول کو بدل دیں

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 6/1855 عن إسماعیل بن سمیع عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ [2] تفسیر الطبري: 10/259.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

اور (اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ اس کی نماز (جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انھوں نے اللہ اور

وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿84﴾

اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت فسق میں مرے ﴿84﴾

کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ہماری پیروی نہیں کر سکتے۔ اس طرح اللہ نے پہلے سے فرما دیا ہے، پھر عنقریب وہ کہیں گے (نہیں) بلکہ تم تو ہم سے حسد کرتے ہو بات یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں مگر بہت کم۔'' ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿83﴾﴾ ''تو اب بھی تم پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اب بھی تم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے۔[1]

تفسیر آیت: 84

منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ منافقوں سے براءت کا اظہار کر دیں اور ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے بخشش طلب کریں اور نہ دعا کریں کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور کفر ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہے۔

یہ حکم عام ہے اور ہر اس منافق کے بارے میں ہے جس کا نفاق معلوم ہو۔ گو یہ آیت منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبَیّ ابن سَلُول کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سوال کیا کہ آپ اسے اپنی قمیص عطا فرما دیں تا کہ اس میں وہ اپنے باپ کو کفن دے سکے تو آپ نے اسے اپنی قمیص عطا فرما دی۔ پھر اس نے درخواست کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے تو حضرت عمر نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے دامن کو پکڑ لیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) آپ اس کا جنازہ پڑھنے لگے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ﴾ (التوبة 9:80) وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ] ''میرے رب نے یقیناً مجھے اختیار دیتے ہوئے فرمایا ہے: ''(اے نبی) آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (بات ایک ہی ہے) اگر آپ ان کے لیے ستر دفعہ بھی بخشش مانگیں گے تو بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔'' اور میں ان کے لیے ستر سے زیادہ دفعہ بخشش مانگوں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ منافق ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ﴾ ''اور (اے پیغمبر!) ان میں

[1] تفسير الطبري: 259/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

اور (اے نبی!) ان کے مال اور ان کی اولاد آپ کو حیرت میں نہ ڈالیں۔ بے شک اللہ تو چاہتا ہے کہ ان کی وجہ سے انھیں دنیا میں عذاب دے

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿85﴾

اور ان کی جانیں حالت کفر میں نکلیں ﴿85﴾

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ (مل کر) جہاد کرو تو ان کے دولت مند آپ سے اجازت مانگنے

الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿86﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ

لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجیے کہ ہم (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں ﴿86﴾ وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ پیچھے رہنے والی عورتوں

وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿87﴾

کے ساتھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، لہٰذا وہ نہیں سمجھتے ﴿87﴾

سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہوں۔''[1] خود حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2]

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اس کے جنازے کے ساتھ بھی گئے اور اس کی قبر پر بھی کھڑے ہوئے حتی کہ اس سے فارغ ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بات سے تعجب بھی ہوا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس طرح جرأت سے بات کی، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں لیکن اللہ کی قسم! ابھی تھوڑی سی دیر ہی گزری تھی کہ یہ دو آیتیں: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا...... ﴾ الآية. نازل ہو گئیں، پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی کسی منافق کا جنازہ پڑھایا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے حتی کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔[3] امام ترمذی نے بھی اسے اسی طرح سنن کے (ابواب) التفسیر میں روایت کیا اور اسے حسن غریب صحیح قرار دیا ہے۔[4] نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔[5]

تفسیر آیت: 85

اس آیت کریمہ جیسی ایک آیت کی تفسیر قبل ازیں بیان کی جا چکی ہے۔[6] وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

---

① صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ...... ﴾ (التوبة 9:80)، حديث: 4670 وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، حديث: 2400. ② صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ...... ﴾ (التوبة 9:80)، حديث: 4671. ③ مسند أحمد: 16/1. ④ جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، حديث: 3097. ⑤ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما يكره من الصلاة على المنافقين......، حديث: 1366. ⑥ دیکھیے التوبة، آیت: 55 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ

لیکن رسول (ﷺ) اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے، انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اور بھلائیاں بھی انھی لوگوں کے

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿88﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

لیے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ﴿88﴾ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿89﴾ ع 11 9 17

رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے ﴿89﴾

تفسیر آیات: 87,86

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید اور مذمت کی ہے جنھوں نے قدرت و استطاعت کے باوجود جہاد سے منہ موڑا اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: ﴿ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿86﴾﴾ ”ہمیں تو رہنے ہی دیجیے کہ ہم (گھروں میں) بیٹھنے والوں کے ساتھ رہیں گے۔“ انھوں نے اپنے لیے عار کو اور شہر میں عورتوں کے ساتھ بیٹھے رہنے کو پسند کیا کیونکہ لشکر کے نکلنے کے بعد عورتیں ہی پیچھے رہ جاتی ہیں۔ جب جنگ ہوتی ہے تو یہ سب لوگوں سے بزدل ثابت ہوتے ہیں لیکن جب حالتِ امن ہوتی ہے تو یہ سب سے زیادہ باتیں کرتے ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں بھی ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ﴾ (الأحزاب 19:33) ”چنانچہ جب ڈر (کا وقت) آئے تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں، جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو، پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمھارے بارے میں زبان درازی کریں۔“ تیز اور زوردار گفتگو کے ساتھ ان کی زبانیں چلتی ہیں لیکن جب جنگ کا وقت آتا ہے تو یہ سب سے زیادہ بزدل ثابت ہوتے ہیں۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿20﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿21﴾﴾ (محمد 21,20:47) ”اور مومن لوگ کہتے ہیں: (جہاد کی) کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوئی؟ لیکن جب کوئی محکم سورت نازل ہوا اور اس میں جہاد کا بیان ہو تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے آپ ان کو دیکھیں کہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگیں ہیں جس طرح کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو رہی ہو، ان (کے حال) پر افسوس ہے۔ (خوب کام تو) فرمانبرداری اور پسندیدہ بات کہنا (ہے)، پھر جب (جہاد کی) بات پختہ ہوگئی تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہنا چاہتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔“

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ ”اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔“ جہاد کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اللہ کے راستے میں نہ نکلنے کی وجہ سے ﴿فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿87﴾﴾ ”تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔“ یعنی اس بات کو کہ ان کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اور دیہاتیوں میں سے بہانے باز آئے کہ انھیں اجازت دی جائے، اور وہ لوگ بیٹھ رہے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا،

سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿90﴾

ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا انھیں جلد ہی دردناک عذاب آ پکڑے گا ﴿90﴾

لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ

ضعیفوں اور بیماروں پر اور جو لوگ کوئی چیز نہیں پاتے کہ وہ خرچ کریں، ان پر (پیچھے رہنے میں) کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیر

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿91﴾

خواہی کرتے ہیں۔ نیکی کرنے والوں پر (گرفت کی) کوئی راہ نہیں۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿91﴾ اور (اے نبی!) نہ ان لوگوں پر

وَّلَا عَلَى الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ص

(کوئی گناہ ہے) جو آپ کے پاس آئے کہ آپ انھیں (سفر جہاد کے لیے) سواری دیں (اور) آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں تو وہ اس حال

تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿92﴾ ط اِنَّمَا

میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی تھیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں جسے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں ﴿92﴾ (اے نبی!) (گرفت کی) راہ

السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ

ان لوگوں پر ہے جو آپ سے رخصت مانگتے ہیں، حالانکہ وہ مال دار ہیں۔ وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ پیچھے (گھروں میں) رہنے والی عورتوں کے

الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿93﴾

ساتھ رہیں۔ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی، چنانچہ وہ نہیں جانتے ﴿93﴾

بہتری کس کام میں ہے کہ اسے سرانجام دیں اور نقصان اور خرابی کس کام میں ہے کہ اس سے اجتناب کریں۔

تفسیر آیات: 89,88

مومنوں پر انعاماتِ الٰہیہ: منافقوں کے گناہ ذکر کرنے کے بعد اب اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی اور بتایا ہے کہ آخرت کی نعمتوں سے وہ شادکام ہوں گے، فرمایا: ﴿ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿88﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿89﴾ ﴾ ”لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے، انھی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ یعنی آخرت میں انھیں جنت الفردوس اور بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ درجات نصیب ہوں گے۔

تفسیر آیت: 90

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد اور معذور لوگ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو ترکِ جہاد کے سلسلے میں معذور تھے، اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تاکہ آپ کی خدمت میں عذر اور جہاد کے لیے نہ نکلنے کے اسباب، یعنی اپنی کمزوری اور عدمِ استطاعت کو بیان کر سکیں، ان لوگوں کا تعلق مدینہ کے اردگرد کے صحرانشین قبائل سے تھا۔ ضحاک نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تخفیف کے ساتھ اسے: [وَ جَآءَ الْمُعْذِرُوْنَ] پڑھتے تھے، یعنی اہل عذر آئے۔[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا ہے: ﴿ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ ''اور جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے۔'' یعنی وہ معذرت کرنے کے لیے نہیں آئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں دردناک عذاب کی سزا سناتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''عنقریب جو لوگ ان میں سے کافر ہوئے ہیں، ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔''

تفسیر آیات: 91-93

جہاد میں عدمِ شرکت کا شرعی عذر: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان عذروں کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے اگر کوئی جہاد میں شرکت نہیں کر سکتا تو کوئی حرج نہیں، ان میں سے کچھ عذر تو ایسے ہیں کہ جو ایک دفعہ لاحق ہو جائیں تو پھر دور ہی نہیں ہو سکتے، مثلاً: ایسی جسمانی کمزوری جس کی وجہ سے انسان جہاد میں کوئی جوش اور سرگرمی نہ دکھا سکے، نیز اندھا اور لنگڑا پن وغیرہ اور بعض عذر ایسے ہوتے ہیں جو وقتی طور پر پیش آنے والے کسی ایسے مرض کی صورت میں ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان اللہ کے رستے میں جہاد کے لیے نکل نہیں سکتا یا وہ ایسے فقر و فاقے کی صورت میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انسان ساز و سامانِ حرب تیار نہیں کر سکتا تو اس طرح کے عذروں والے اگر جہاد کے لیے نہ نکل سکیں اور گھروں ہی میں رہیں تو کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں، لوگوں میں بری خبریں نہ اڑائیں اور نہ انھیں جہاد کے لیے نکلنے سے روکیں اور وہ اس حال میں بھی نیکوکار ہوں، اسی لیے فرمایا: ﴿ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ''نیکوکاروں پر کسی طرح کا (سزا کا) راستہ نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

امام اوزاعی نے لکھا ہے کہ لوگ نمازِ استسقا کے لیے نکلے تو ان میں بلال بن سعد کھڑے ہوئے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اے حاضرین! کیا تم اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اے اللہ! ہم نے سنا ہے کہ تو نے فرمایا: ﴿ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ﴾ ''نیکوکاروں پر کسی طرح کا (سزا کا) راستہ نہیں ہے۔'' اے اللہ! ہم گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمیں بارش عطا فرما، انھوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے بارانِ رحمت عطا فرما دی۔[2]

---

[1] تفسیر الطبری: 266/10. [2] تفسیر ابن أبي حاتم: 1862/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبۂ جہاد: عوفی نے اس آیت کریمہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلیں، آپ کے پاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آ گئی جن میں عبداللہ بن مُغَفَّل مُزَنی رضی اللہ عنہ بھی تھے، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے سواری کا انتظام فرما دیں، آپ نے ان سے فرمایا:[وَاللّٰہِ! مَا أَجِدُ مَا أَحمِلُکُم عَلَیهِ] ''اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تم کو سوار کروں۔'' تو وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ ان کے لیے یہ بات مشکل تھی کہ وہ جہاد میں حصہ نہ لیں اور گھروں میں بیٹھ رہیں لیکن ان کے پاس خرچ ہے نہ سواری۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ دیکھا کہ اللہ اور اس کے رسول سے انھیں کس قدر شدید محبت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کے بارے میں نازل فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿91﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿92﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿93﴾﴾ ''نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریک جہاد ہوں) جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر اندیش (اور دل سے ان کے ساتھ) ہوں نیکوکاروں پر کسی طرح کا (سزا کا) راستہ نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ آپ کے پاس آئے کہ ان کو سوار کریں اور آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا، ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی تھیں۔ (سزا کا) راستہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہیں اور (پھر) آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں (یعنی) اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں۔ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، چنانچہ وہ جانتے ہی نہیں۔''[1]

سفر نہ تکلیف، اجر میں برابر کے شریک: مجاہد نے: ﴿وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ کے بارے میں کہا کہ یہ آیت مُزَینہ کے بنی مُقَرِّن (قبیلے) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2] امام ابن ابوحاتم نے حسن کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[لَقَدْ خَلَّفْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا، مَّا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ، وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، وَّلَا نِلْتُمْ مِّنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا، إِلَّا وَقَدْ شَارَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ ......﴾ الآية] ''بلاشبہ تم نے مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑا ہے کہ تم نے جو بھی خرچ کیا یا جس وادی کو بھی طے کیا یا دشمن کی طرف سے جو دکھ اٹھایا وہ تمھارے ساتھ اجر و ثواب میں شریک ہیں، پھر آپ نے

[1] تفسیر الطبری:269/10. [2] تفسیر الطبری:269/10.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ''ان لوگوں پر (کوئی سزا کا راستہ) نہیں جو آپ کے پاس آئے کہ ان کو سوار کریں اور آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں......۔''①

اس حدیث کا اصل صحیحین میں بروایت انس رضی اللہ عنہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَّا سِرْتُمْ مَّسِيرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ] ''بے شک مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جب بھی کوئی وادی سر کی یا کوئی مسافت طے کی تو وہ تمھارے ساتھ تھے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مدینہ میں ہوتے ہوئے وہ ہمارے ساتھ تھے؟ فرمایا: [وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ] ''اور وہ مدینہ میں اس لیے ہیں کہ انھیں عذر نے روک رکھا ہے۔''②

پھر اللہ تعالیٰ نے قابلِ ملامت ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں اور ان پر تنقید کی کہ وہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں، گھروں میں بیٹھ رہیں، پھر فرمایا: ﴿ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿93﴾ ﴾ ''اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ جانتے ہی نہیں۔''

① تفسير ابن أبي حاتم: 1863/6. ② صحيح البخاری، المغازی، باب: 82، حديث:4423 و صحيح مسلم، الإمارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض ......، حديث:1911 عن جابر رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ ؕ قُلۡ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ

وہ (منافق) تمھارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (اے نبی! ان سے) کہہ دیجیے: تم عذر پیش نہ کرو، ہم ہرگز تم پر

مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ

یقین نہیں کریں گے، اللہ نے تمھارے حالات سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے، اور اللہ جلد تمھارے عمل دیکھ لے گا اور اس کا رسول بھی، پھر تم چھپی اور کھلی

فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿94﴾ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ

(باتیں) جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمھیں بتا دے گا جو تم عمل کرتے رہے ﴿94﴾ عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسمیں کھائیں گے

فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ ؗ وَّمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿95﴾

جب تم ان کی طرف پلٹو گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو، چنانچہ تم ان سے درگزر (ہی) کرو۔ بلاشبہ وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، ان

يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ

(کاموں) کے بدلے میں جو وہ کماتے رہے ﴿95﴾ وہ تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو

الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿96﴾

بھی اللہ ان (لوگوں) سے راضی نہیں ہوتا جو نافرمان ہیں ﴿96﴾

تفسیر آیات: 94-96

منافقوں کے مکروفریب کا بیان: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ جب مدینہ میں واپس آئے تو منافقوں نے عذر پیش کرنے شروع کر دیے، ﴿ قُلۡ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ ﴾ ''(اے نبی! ان سے) کہہ دیجیے: عذر مت کرو ہم ہرگز تم پر یقین نہیں کریں گے۔'' یعنی ہم تمھیں سچا نہیں مانیں گے۔ ﴿ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ﴾ ''تحقیق اللہ نے ہمیں تمھارے سب حالات بتا دیے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول تمھارے عملوں کو جلد دیکھیں گے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لوگوں کے سامنے تمھارے سارے عملوں کو ظاہر کر دے گا، ﴿ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿94﴾ ﴾ ''پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو عمل تم کرتے رہے ہو وہ سب تمھیں بتائے گا۔'' یعنی وہ تمھارے اچھے اور برے سب عملوں کے بارے میں تمھیں بتائے گا اور انھی کے مطابق تمھیں بدلہ دے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ عذر پیش کرتے ہوئے قسمیں بھی کھائیں گے تاکہ آپ ان سے درگزر کریں اور انھیں ملامت نہ کریں، پس ازراہِ حقارت ان کی طرف التفات نہ کریں کیونکہ یہ ناپاک ہیں، ان کا باطن ناپاک ہے اور ان کے اعتقادات بھی ناپاک ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا ﴿ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿95﴾ ﴾ ''جہنم اس کے بدلے میں جو کام یہ کرتے ہیں۔'' یعنی یہ جہنم ان کے گناہوں اور خطاؤں کی سزا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے قسمیں کھانے کی وجہ سے اگر آپ ان سے خوش ہو بھی جائیں، ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

دیہاتی کفر اور منافقت میں زیادہ سخت ہیں اور اس امر کے زیادہ لائق ہیں کہ وہ ان احکام کو نہ جان پائیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیے،

رَسُوۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿97﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا

اور اللہ خوب جاننے والا، بہت حکمت والا ہے ﴿97﴾ اور کچھ دیہاتی اس کو تاوان سمجھتے ہیں جو وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور وہ تمھارے خلاف

وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿98﴾ وَمِنَ

زمانے کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں (مگر) منحوس گردش انھی کے خلاف ہے، اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ﴿98﴾ اور کچھ دیہاتی وہ ہیں جو

الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں قربتوں کا ذریعہ اور رسول کی دعاؤں (کے حصول) کا ذریعہ سمجھتے

وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہیں۔ آگاہ رہو! یقیناً یہ (خرچ کرنا) ان کے لیے قربت کا ذریعہ ہے، اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا، بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿99﴾ ع 12 10 1

رحم کرنے والا ہے ﴿99﴾

عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿96﴾ ''تو بے شک اللہ (ان) نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔'' یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے خارج ہو گئے ہیں۔ فسق کے معنی خارج ہونے اور باہر نکل جانے کے ہیں، چوہیا کو عربی میں فُوَيْسِقَةٌ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بل سے چیزوں کو خراب کرنے کے لیے باہر نکلتی ہے۔ فَسَقَتِ الرُّطَبَةُ اس وقت کہا جاتا ہے جب کھجور اپنے خوشوں سے باہر نکل آئے۔

تفسیر آیات: 97-99

دیہاتی لوگ کفر و نفاق میں زیادہ شدید ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بتایا ہے کہ دیہاتی لوگوں میں کچھ کافر، کچھ منافق اور کچھ مومن ہیں۔ ان کے کافر و منافق اپنے کفر و نفاق میں دوسروں کی نسبت بہت سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکام شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں، یہ ان سے واقف ہی نہ ہوں جیسا کہ اعمش نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ ایک دیہاتی زید بن صُوحان کے پاس آ کر اس وقت بیٹھ گیا جب وہ اپنے ساتھیوں سے بیان کر رہے تھے کہ جنگ نہاوند میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا، اس اعرابی نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! تمھاری بات تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے مگر تمھارے ہاتھ نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے۔ زید نے کہا کہ تمھیں شک کیوں ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ میرا بایاں ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ اعرابی نے جواب دیا: اللہ کی قسم! یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ (چوری کی سزا میں) دایاں ہاتھ کاٹتے ہیں یا بایاں۔ زید بن صوحان نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ﴾ ''بدوی کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور وہ اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ وہ ان احکام کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ جانیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیے ہیں۔‘‘ [1]

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتَتَنَ] ’’جو جنگل میں سکونت اختیار کرے گا وہ سخت دل ہو جائے گا اور جو شکار کے پیچھے لگے گا وہ غافل ہو جائے گا اور جو بادشاہ کے پاس جائے گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔‘‘ [2] اسے امام ابوداود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔ [3]

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہدیہ دیا تو وہ اس وقت خوش ہوا جب آپ نے اس سے کئی گنا زیادہ اسے لوٹایا، اس وجہ سے آپ نے فرمایا تھا: [لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ] ’’یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ صرف کسی قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی ہی کا ہدیہ قبول کروں۔‘‘ [4] یہ لوگ مکہ، طائف، مدینہ اور یمن جیسے شہروں میں رہتے ہیں اور دیہاتی لوگوں کی نسبت یہ لطیف اخلاق کے مالک ہیں جبکہ دیہاتیوں کی طبیعت میں سختی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿97﴾ ﴾ ’’اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔‘‘ وہ جانتا ہے کہ کون اس بات کا مستحق ہے کہ اسے ایمان اور علم سکھایا جائے اور اس نے اپنے بندوں میں علم، جہالت، ایمان، کفر اور نفاق کو تقسیم کر دیا ہے تو اس کے یہ فیصلے سراسر حکمت پر مبنی ہیں، اپنے علم وحکمت سے وہ جو فیصلہ فرماتا ہے اس کی بابت اس سے پوچھا نہیں جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان دیہاتی لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں: ﴿ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ ﴾ ’’جو خیال کرتے ہیں جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔‘‘ یعنی اللہ کے رستے میں ﴿ مَغْرَمًا ﴾ ’’(اسے) تاوان۔‘‘ یعنی چٹی اور گھاٹا، ﴿ وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ﴾ ’’اور تمھارے خلاف زمانے کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں۔‘‘ یعنی تم پر حادثات وآفات کے منتظر ہیں، ﴿ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ﴾ ’’مگر گردش کی برائی انھی کے خلاف ہے۔‘‘ یعنی وہ انھی پر لوٹنے والی ہے اور وہ آفت اور برائی انھی پر لوٹے گی۔ ﴿ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿98﴾ ﴾ ’’اور اللہ خوب سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے۔‘‘ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور جانتا ہے کہ فتح ونصرت کا مستحق کون ہے اور رسوائی وذلت کا مستحق کون۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

[1] تفسير الطبرى: 7,6/11. [2] مسند أحمد: 357/1. [3] سنن أبى داود، الصيد، باب فى اتباع الصيد، حديث: 2859 وجامع الترمذى، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، حديث: 2256 وسنن النسائى، الصيد، باب اتباع الصيد، حديث: 4314. [4] سنن أبى داود، البيوع، باب فى قبول الهدايا، حديث: 3537 وجامع الترمذى، المناقب، باب فى ثقيف وبنى حنيفة، حديث: 3945 واللفظ له وسنن النسائى، العمرى، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، حديث: 3790 عن أبى هريرة رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ

اور مہاجرین اور انصار میں سے (قبول اسلام میں) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنھوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ

ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے،

فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿100﴾

یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿100﴾

﴿ الرَّسُوۡلِ ؕ ﴾ ''اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کی قربتوں اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔'' یہ دیہاتی قابلِ ستائش ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کرنے کو تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں، نیز اللہ کے رستے میں خرچ کر کے اللہ کے رسول کی دعاؤں کے طلب گار ہیں۔ ﴿ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ ﴾ ''خبردار! وہ بلا شبہ ان کے لیے (موجب) قربت ہے۔'' یعنی انھیں یہ مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔ ﴿ سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿99﴾ ﴾ ''اللہ ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا، بے شک اللہ نہایت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

تفسیر آیت :100

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے فضائل ومناقب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین وانصار اور نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے خوش ہے اور وہ اپنے اللہ سے خوش ہیں کہ اس نے ان کے لیے ابدی وسرمدی نعمتوں کے باغات تیار فرما رکھے ہیں۔ شعبی کہتے ہیں کہ مہاجرین وانصار میں سے پہلے پہل سبقت کرنے والے وہ ہیں جنھوں نے حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان کا شرف حاصل کیا تھا۔ [1] ابوموسیٰ اشعری، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، حسن اور قتادہ کا قول ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ [2]

اللہ رب ذوالجلال نے اس مقام پر یہ فرمایا ہے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین وانصار اور نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے خوش ہے تو کس قدر بدبخت ہیں وہ لوگ جو ان سے بغض رکھیں یا انھیں گالیاں دیں یا ان میں سے بعض سے بغض رکھیں اور انھیں گالیاں دیں، خصوصاً سارے صحابہ کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے اشرف وافضل صدیق اکبر اور خلیفۂ اعظم حضرت ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہیں جیسا کہ یہ ملعون رافضی ٹولہ افضل صحابہ سے دشمنی اور بغض رکھتا اور انھیں دُشنام دیتا ہے۔ عِيَاذًا بِاللّٰهِ مِنۡ ذٰلِكَ.

[1] تفسیر الطبری:11/11. [2] تفسیر الطبری:11/11، 12.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِمَّنۡ حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ ؕ وَمِنۡ اَهۡلِ الۡمَدِیۡنَةِ ؔۛ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ

اور تمھارے آس پاس جو دیہاتی ہیں ان میں بعض منافق ہیں، اور بعض اہل مدینہ بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے نبی!) آپ انھیں نہیں جانتے،

لَا تَعۡلَمُهُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُهُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُهُمۡ مَّرَّتَیۡنِ ثُمَّ یُرَدُّوۡنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیۡمٍ ﴿101﴾

ہم انھیں جانتے ہیں۔ ہم جلد انھیں دوہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿101﴾

ان کا یہ طرز عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی عقلیں ٹیڑھی اور ان کے دل الٹے ہو چکے ہیں، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کے بعد کیا ان کا قرآن پر ایمان باقی رہے گا۔ ان کے برعکس اہل سنت کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ بھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے خوش ہیں کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ خوش ہے اور اسے گالی دیتے ہیں جسے اللہ اور اس کا رسول گالی دے، وہ اس کے دوست ہیں جس کا اللہ دوست ہو اور اس کے دشمن ہیں جس کا اللہ دشمن ہو کہ یہ متبع سنت ہیں بدعتی نہیں۔ یہ اقتدا کرتے ہیں، اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد نہیں کرتے اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی کامیاب و کامران جماعت اور اس کے مومن بندے ہیں۔

تفسیر آیت :101

دیہات اور مدینہ کے منافق: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ کو مطلع فرمایا ہے کہ مدینہ کے گرد ونواح کے قبائل عرب میں بلکہ خود اہل مدینہ میں بھی کچھ لوگ منافق ہیں ﴿مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ﴾ ''وہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔'' نفاق کو اختیار کیے اور اسے باقی رکھے ہوئے ہیں، شیطان کو بھی مَرِید اور مَارِد کہا جاتا ہے جب کوئی شخص سرکش اور جابر ہو جائے تو کہتے ہیں: تَمَرَّدَ فُلَانٌ عَلَى اللّٰهِ. ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَا تَعۡلَمُهُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُهُمۡ ؕ﴾ ''آپ انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں۔'' یہ حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ کے منافی نہیں ہے: ﴿وَلَوۡ نَشَآءُ لَاَرَیۡنٰكَهُمۡ فَلَعَرَفۡتَهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ ؕ وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِیۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ ؕ﴾ (محمد 30:47) ''اور اگر ہم چاہتے تو وہ (منافق) لوگ آپ کو دکھا بھی دیتے اور آپ ان کو ان کے چہروں ہی سے پہچان لیں گے اور آپ انھیں (ان کے) انداز گفتگو ہی سے پہچان لیں گے۔'' اس آیت کریمہ میں ان کی ان نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے ساتھ وہ پہچانے جا سکتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ متعین طور پر تمام اہل نفاق و شک کو جانتے ہیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ اہلِ مدینہ کے بعض لوگوں میں سے منافق بھی ہیں اور آپ انھیں صبح شام دیکھتے بھی تھے۔ آیت کریمہ: ﴿وَهَمُّوۡا بِمَا لَمۡ یَنَالُوۡا ۚ﴾ (التوبۃ 74:9) کی تفسیر میں قبل ازیں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو چودہ یا پندرہ منافقوں کا باقاعدہ متعین طور پر بتا دیا تھا۔[1] یہ ایک خاص پہلو تھا جس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو متعین طور پر تمام کے تمام منافقوں کے ناموں کا علم تھا۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

عبدالرزاق نے معمر کے حوالے سے قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں یہ جاننے کا تکلف کرتے ہیں کہ فلاں جنت میں ہے اور فلاں جہنم میں ہے لیکن جب آپ ان میں

[1] دیکھیے التوبۃ، آیت: 74 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

اور کچھ دیگر لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا، انھوں نے ملا جلا عمل کیا، ایک اچھا اور دوسرا برا، امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ

يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿102﴾

قبول فرمائے گا، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿102﴾

سے کسی ایک سے خود اس کے اپنے بارے میں پوچھیں تو وہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، حالانکہ اللہ کی قسم! لوگوں کے احوال کی نسبت تو اپنے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے اور تو ایسی بات کا بوجھ اٹھا رہا ہے جس کا بوجھ تو انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الشعرآء 26:112) ''اور مجھے کیا معلوم جو وہ کرتے ہیں۔'' اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾ (ھود 11:86) ''اگر تم کو (میرے کہنے کا) یقین ہو تو اللہ کا (دیا ہوا) نفع ہی تمھارے لیے بہتر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ﴾ ''آپ انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں۔''[1] مجاہد نے ﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ ''ہم جلد ان کو دوہرا عذاب دیں گے۔'' کے بارے میں کہا ہے کہ دوہرے عذاب سے مراد قتل اور قید ہونے کا عذاب ہے۔[2] اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے بھوک اور قبر کا عذاب مراد ہے۔[3]

فرمایا: ﴿ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ ''پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' عبدالرحمن بن زید کہتے ہیں کہ ایک تو اموال و اولاد کا دنیا میں عذاب ہوگا اور انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (التوبة 9:55) ''تو آپ ان کے مالوں اور اولاد سے تعجب نہ کریں، اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیاوی زندگی میں ان کو عذاب دے۔'' دنیا کے یہ مصائب ان کے لیے عذاب ہیں جبکہ مومنوں کے لیے یہ باعث اجر ہیں، پھر ان منافقوں کو آخرت میں آگ کا عذاب بھی ہوگا: ﴿ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ ''پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' اس بڑے عذاب سے مراد جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔[4]

تفسیر آیت: 102

سستی کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہ جانے والے مومن: اللہ تعالیٰ نے پہلے ان منافقوں کا حال بیان کیا جو بے رغبتی، تکذیب اور شک کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہے تھے، اور اب ان گناہ گاروں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو محض سستی اور راحت طلبی کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہے تھے، حالانکہ ان کا ایمان بھی تھا اور وہ حق کی تصدیق بھی کرتے تھے، فرمایا: ﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ﴾ ''اور کچھ دیگر لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں۔'' اپنے گناہوں کا اقرار اور

[1] تفسیر الطبری: 15,14/11 وتفسیر عبدالرزاق: 162,161/2، رقم: 1118. [2] تفسیر الطبری: 16/11. [3] تفسیر الطبری: 16/11. [4] تفسیر الطبری: 17/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب کے حضور اعتراف کرتے ہیں اور ان کے اچھے اعمال بھی ہیں جنھیں انھوں نے برے عملوں کے ساتھ ملا جلا دیا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ عفو اور بخشش سے نوازے گا۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ کچھ مخصوص اور معین لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن اس کا حکم تمام گناہ گاروں، خطا کاروں اور اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دینے والوں کے لیے عام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ابولبابہ اور ان کے کچھ ایسے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ ابولبابہ اور ان کے پانچ ساتھی تھے اور بعض نے ان کے ساتھیوں کی تعداد سات اور بعض نے نو بتائی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوے سے واپس تشریف لائے تو ان سب لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا اور قسمیں کھائیں کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی انھیں کھولیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ ...... ﴾ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کھول دیا اور معاف فرما دیا۔[1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَتَانِيَ اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي، فَانْتَهَيَا بِي إِلٰى مَدِينَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَّشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهْرِ، فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَا لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَا: وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيحٌ، فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ]

''رات میرے پاس خواب میں دو فرشتے آئے اور وہ مجھے اٹھا کر ایک ایسے شہر میں لے گئے جو (اس انداز سے) بنا ہوا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور وہاں ہمیں کچھ ایسے آدمی بھی ملے جن کا نصف حصہ بے حد خوب صورت اور نصف بے حد بدصورت تھا، ان دونوں فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں چھلانگ لگا دو، انھوں نے اس میں چھلانگ لگا دی۔ پھر جب وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی ختم ہوگئی تھی اور اب ان کا سارا جسم ہی بے حد خوبصورت ہوگیا تھا۔ ان دونوں فرشتوں نے بتایا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے اور انھوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ لوگ جن کا نصف حصہ خوبصورت اور نصف بدصورت تھا، وہ تھے جنھوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا جلا دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔[2]

[1] تفسیر الطبری:20,19/11. [2] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ ﴾ (التوبة 102:9)، حديث:4674.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ

(اے نبی!) ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے (تاکہ) آپ اس کے ذریعے سے انھیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں اور ان کے لیے دعا کریں، بے شک

سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿103﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

آپ کی دعا ان کے لیے سکون (کا باعث) ہے، اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ﴿103﴾ کیا انھیں معلوم نہیں کہ بے شک اللہ ہی اپنے بندوں

عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿104﴾

کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہی صدقات لیتا ہے اور یہ کہ بلاشبہ اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿104﴾

تفسیر آیات: 104,103

زکاۃ وصول کرنے کا حکم اور اس کے فوائد کا بیان: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ آپ ان مسلمانوں سے ان کے مالوں کی زکاۃ قبول کر کے انھیں ظاہری اور باطنی طور پر پاک کر دیں۔ یہ حکم عام ہے اگرچہ ﴿ اَمْوَالِهِمْ ﴾ کی ضمیر کا مرجع بعض لوگوں کے نزدیک یہی لوگ ہیں جنھوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کیے تھے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قبائل عرب کے بعض مانعین زکاۃ کا یہ عقیدہ تھا کہ اب امام کو زکاۃ ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ بات تو رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ خاص تھی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ...... ﴾ الآیة. ''ان کے مالوں میں سے صدقہ و خیرات لیں......۔'' مگر ان کی اس تاویل اور فہم فاسد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رد کر دیا اور ان کے خلاف جہاد کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے خلیفے کی خدمت میں اسی طرح زکاۃ ادا کریں، جیسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ادا کیا کرتے تھے حتی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا تھا کہ اللہ کی قسم! اگر انھوں نے بکری کے اس ایک بچے۔[1] اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی اس رسی۔ کو بطور زکاۃ دینے سے انکار کیا جسے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ادا کیا کرتے تھے تو اس انکار کی وجہ سے میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔[2]

﴿ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ ﴾ یعنی ان کے حق میں دعائے خیر کیجیے اور ان کے لیے گناہوں سے بخشش طلب کیجیے جیسا کہ امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جب کسی قوم کی طرف سے مالِ زکاۃ پہنچتا تو آپ ان کے لیے دعائے خیر فرمایا کرتے تھے، میرے والد جب اپنی زکاۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِي أَوْفٰى] ''اے اللہ! آل ابواوفی پر رحمت نازل فرما۔''[3]

---

[1] صحيح البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، حديث: 1400. [2] صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنّة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حديث: 7285,7284 و صحيح مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس......، حديث: 20 عن أبي هريرة رضي الله عنه. [3] صحيح البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة......، حديث: 1497 و صحيح مسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، حديث: 1078.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

اور (اے نبی!) کہہ دیجیے: تم عمل کرو، پھر اللہ تمھارے عمل کو عنقریب دیکھے گا اور اس کا رسول اور مومنین بھی اور تم جلد اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿105﴾

چھپی اور کھلی (باتیں) جاننے والا ہے، پھر وہ تمھیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ﴿105﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ صَلٰوتَكَ ﴾ "بلاشبہ آپ کی دعا۔" بعض نے اسے جمع کے صیغے کے ساتھ [صَلَوَاتِكَ] بھی پڑھا ہے اور باقی نے اسے مفرد کے صیغے کے ساتھ ﴿ صَلٰوتَكَ ﴾ پڑھا ہے۔ ﴿ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ ﴾ "بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ موجب رحمت ہے۔[1] ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ ﴾ "اور اللہ خوب سننے والا ہے۔" آپ کی دعا کو ﴿ عَلِيْمٌ ﴿103﴾ ﴾ "بڑا جاننے والا ہے" کہ آپ کی دعا کا مستحق اور اہل کون ہے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرتا اور صدقات کی پرورش فرماتا ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ ﴾ "کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات (و خیرات) لیتا ہے۔" اس آیت کریمہ میں توبہ اور صدقے کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جو گناہوں کو مٹا کر انسان کو پاک صاف کر دینے کا موجب بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اور جو کسب حلال سے صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرما کر اس طرح اسے پالتا پوستا ہے کہ ایک کھجور احد پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ، حَتّٰى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ] "بے شک اللہ تعالیٰ صدقے کو قبول فرما کر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے اس طرح پالتا پوستا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے حتی کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔" اور اس کی تصدیق کتاب اللہ کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے: ﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ ﴾ "کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات (وخیرات) لیتا ہے۔" نیز اس آیت کریمہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے: ﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ ﴾ (البقرۃ 2:276) "اللہ سود کو نیست و نابود (بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے۔"[2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آجاتا ہے، پھر

---

① تفسير الطبري:25/11. ② جامع الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في فضل الصدقة، حديث:662 ومسند أحمد: 471/2 وتفسير الطبري:27/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اسی آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ [1]

تفسیر آیت :105

نافرمانوں کے لیے وعید: امام مجاہد کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے۔ [2] یعنی ان لوگوں کے لیے جو اس کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمھارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور قیامت کے دن ایسا یقیناً ہو کر رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ ﴾ (الحآقة 18:69) ''اس روز تم (سب لوگوں کے سامنے) پیش کیے جاؤ گے اور تمھاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہیں رہے گی۔'' اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ ﴾ (الطارق 9:86) ''جس دن (دلوں کے) بھید جانچے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ ﴾ (العٰديٰت 10:100) ''اور جو (بھید) دلوں میں ہیں، وہ ظاہر کر دیے جائیں گے۔'' بسا اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی لوگوں کے سامنے ان کے سارے اعمال آشکارا کر دیتا ہے۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کسی مرد مسلمان کا کوئی حسنِ عمل تمھیں اچھا لگے تو یہ کہو: ﴿ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ ﴾ ''تم عمل کرو، پھر اللہ تمھارے عمل کو دیکھے گا اور اس کا رسول اور مومنین بھی۔'' [3] ایک حدیث کا بھی قریباً یہی مفہوم ہے۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَعْجَبُوا بِأَحَدٍ حَتّٰى تَنْظُرُوا بِمَ يُخْتَمُ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَانًا مِّنْ عُمْرِهٖ۔ أَوْ بُرْهَةً مِّنْ دَهْرِهٖ۔ بِعَمَلٍ صَالِحٍ لَّوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا سَيِّئًا، وَّإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الْبُرْهَةَ مِنْ دَهْرِهٖ بِعَمَلٍ سَيِّءٍ، لَّوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ النَّارَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، وَّإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهٗ قَبْلَ مَوْتِهٖ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهٗ ؟ قَالَ: يُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ، ثُمَّ يَقْبِضُهٗ عَلَيْهِ]

''کسی کے عمل سے تعجب نہ کرو حتی کہ یہ دیکھ لو کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوتا ہے۔ ایک عمل کرنے والا اپنی عمر کے ایک زمانے تک نیک عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اگر اس وقت فوت ہو تو جنت میں داخل ہو جائے مگر پھر بدل کر وہ کوئی برا عمل کر بیٹھتا ہے، اسی طرح ایک شخص کچھ عرصے تک برے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اگر اس وقت وہ فوت ہو تو جہنم میں داخل ہو جائے مگر پھر بدل کر وہ کوئی نیک عمل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو موت سے پہلے اس سے کام لے لیتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس سے کس طرح کام لیتا ہے؟ فرمایا: اسے عملِ صالح کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، پھر اس حالت میں اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔'' اس حدیث کو صرف امام احمد ہی نے

---

[1] تفسير الطبري: 27/11. [2] تفسير الطبري: 28/11. [3] صحيح البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ...... ﴾ (المآئدة 5:67)، قبل الحديث: 7530 تعليقًا.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک مؤخر کر دیا گیا ہے، یا تو وہ انھیں سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرلے گا۔

حَكِيْمٌ ﴿106﴾

اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے ﴿106﴾

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد بنائی تاکہ (مسلمانوں کو) ضرر پہنچائیں اور کفر پھیلائیں اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اس شخص کے لیے

لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ

گھات لگائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے۔ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ تو نیک ہی تھا۔ اور اللہ گواہی دیتا

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿107﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

ہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹے ہیں ﴿107﴾ (اے نبی!) آپ اس مسجد (ضرار) میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز ہی سے

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ

تقوے پر رکھی گئی ہے اس کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو (اس بات کو) پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿108﴾

صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ﴿108﴾

روایت کیا ہے۔[1]

تفسیر آیت :106

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، عکرمہ، ضحاک رحمہم اللہ اور کئی ایک ائمہ تفسیر نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے وہ تین لوگ مراد ہیں جن کی توبہ کی قبولیت کو مؤخر کر دیا گیا تھا اور وہ مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ تھے۔[2] اور وہ سستی، راحت طلبی، پکے پھلوں اور ٹھنڈے گھنے سایوں میں آرام کرنے کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ ان کی عدم شرکت شک اور نفاق کی وجہ سے نہیں تھی، ان میں سے کچھ لوگوں، مثلاً: ابولبابہ اور ان کے ساتھیوں نے تو اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا تھا اور کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو اس طرح نہیں باندھا تھا، مثلاً: مذکورہ بالا تین حضرات کہ ان کی توبہ کی قبولیت کے معاملے کو مؤخر کر دیا گیا تھا حتی کہ ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ......﴾ الآیۃ (التوبۃ 117:9) ”یقیناً اللہ نے نبی اور مہاجرین وانصار پر مہربانی فرمائی......۔“ اور ﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ......﴾ الآیۃ (التوبۃ 118:9) ”اور ان تین افراد پر بھی (مہربانی فرمائی) جنھیں (حکم الٰہی کے انتظار میں) چھوڑ دیا گیا تھا حتی کہ جب زمین فراخی کے

[1] مسند أحمد :120/3. [2] تفسير الطبري :30,29/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود ان پر تنگ ہوگئی......'' نازل ہوئی۔[1] جیسا کہ کعب بن مالک کی روایت میں اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر آگے آرہا ہے۔

اور فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ﴾ ''چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے رحمت کردے۔'' وہ جو چاہے کرسکتا ہے لیکن اس کی رحمت اس کے عذاب پر غالب ہے۔ ﴿ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴾ ''اور اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔'' یعنی وہ جانتا ہے کہ سزا کا مستحق کون ہے اور معافی کا مستحق کون۔ اور وہ اپنے تمام افعال اور اقوال میں حکمت والا ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَلَا رَبَّ سِوَاهُ.

تفسیر آیات :108,107

مسجدِ ضرار اور مسجد تقویٰ: ان آیات کریمہ کا سببِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ میں خزرج کا ایک شخص تھا جس کا نام ابو عامر راہب تھا جو زمانۂ جاہلیت میں عیسائی ہوگیا تھا اور اس نے اہل کتاب کے علم کو حاصل کیا تھا، زمانۂ جاہلیت میں یہ بہت عبادت کرتا تھا اور خزرج میں اسے بہت بلند مقام حاصل تھا، رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ میں تشریف لے آئے، مسلمان آپ کے گرد جمع ہوگئے، اسلام کے کلمے کو سربلندی حاصل ہوگئی اور خصوصاً بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بے حد کامیابی سے سرفراز فرما دیا تو یہ ملعون ابو عامر غصے اور کینے سے تلملا اٹھا اور اس نے کھلم کھلا عداوت اور دشمنی سے کام لینا شروع کر دیا۔ یہ بھاگ کر کفار مکہ اور مشرکین قریش کے پاس گیا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر اکسایا، کفار مکہ بھی ان قبائل عرب کے ساتھ شامل ہوگئے جنھوں نے اس سے اتفاق کر لیا تھا، پھر ان سب نے مل کر احد کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کر دی، اس جنگ میں اگرچہ مسلمان سخت ابتلا اور آزمائش سے بھی گزرے، گو آخر کار کامیابی پرہیزگاروں ہی کو حاصل ہوتی ہے، اس فاسق نے دونوں صفوں کے درمیان بہت سے گڑھے بھی کھود دیے تھے جن میں سے ایک میں رسول اللہ ﷺ بھی گر گئے تھے، جنگ احد میں آپ کا چہرۂ اقدس بھی زخمی ہوگیا تھا، آپ کا سامنے والا دائیں طرف کا نیچے کا دانت ٹوٹ گیا، آپ کے سر مبارک پر بھی زخم آیا۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

دعوتِ مُبارَزت کے آغاز میں یہ ابو عامر انصار میں سے اپنے لوگوں کی طرف بڑھا اور انھیں مخاطب کر کے اپنی نصرت و موافقت پر آمادہ کرنا چاہا جب انھوں نے اس کی آواز کو پہچان لیا تو انھوں نے کہا: اے فاسق! اے اللہ کے دشمن! اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے، انھوں نے اسے گالیاں دیں اور یہ لوٹ گیا اور کہتا جا رہا تھا: اللہ کی قسم! میرے بعد میری قوم بری ہوگئی ہے۔ اس کے فرار ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے اللہ کے دین کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا تھا مگر اس نے سرکشی اختیار کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی کہ یہ مردود و مغضوب ہو کر مرے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لوگ جب غزوۂ احد سے فارغ

[1] تفسیر الطبری: 29/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

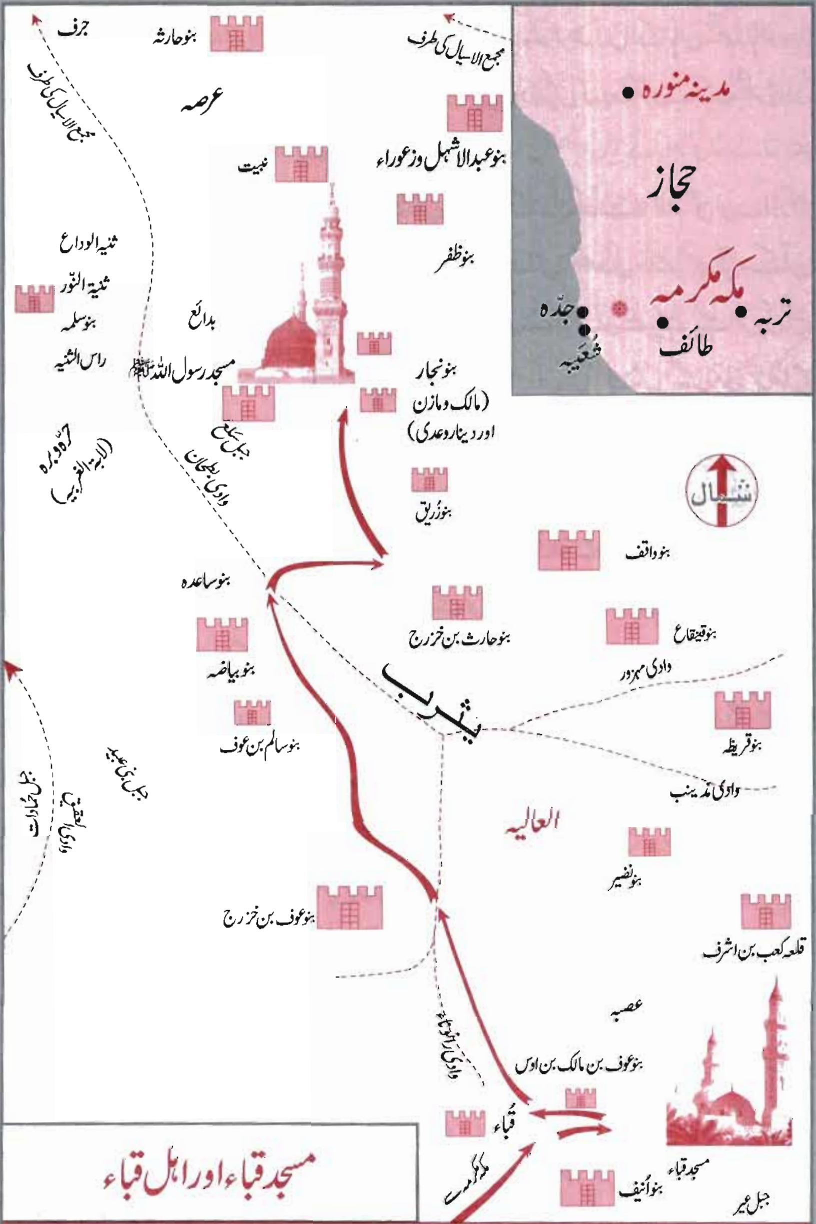

مسجد قباء اور اہل قباء

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ "نہ کھڑے ہوں آپ اس مسجد (ضرار) میں کبھی بھی، البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے (اس کی) تقویٰ پر پہلے ہی دن سے، زیادہ حق دار ہے اس کی کہ کھڑے ہوں آپ اس میں، اس میں تو ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ پاک ہوں وہ اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔" (التوبہ 9:108)

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مشن کامیاب ہوتا جا رہا ہے تو یہ روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس گیا تاکہ اس سے آپ کے خلاف مدد حاصل کرے، اس نے اس کی مدد کا وعدہ کیا اور یہ کچھ عرصہ اس کے ہاں مقیم رہا اور وہاں سے اس نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو نفاق وشک میں مبتلا تھے خطوط لکھ کر امیدیں دلائیں کہ وہ عنقریب ایک لشکر جرار لے کر آئے گا جس کے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کر کے غلبہ حاصل کر لے گا۔

نیز اس نے انھیں یہ بھی لکھا کہ وہ ایک ایسی محفوظ جگہ بنا لیں جو ان کے لیے گھات کا کام بھی دے اور اس کے خطوط لانے والے لوگ بھی وہاں آ کر انھیں اس کے خطوط پہنچا دیں تو انھوں نے اس مقصد کی خاطر مسجد قباء کے قریب ہی ایک مسجد بنانا شروع کر دی اور رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے پہلے اس کی تعمیر مکمل کر لی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مطالبہ کیا کہ آپ تشریف لائیں اور ان کی مسجد میں انھیں نماز پڑھائیں، اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ آپ کے نماز پڑھانے کو یہ اس مسجد کی بقا اور استحکام کے لیے بطور دلیل استعمال کر سکیں گے انھوں نے آپ کی خدمت میں بیان یہ کیا کہ ہم نے یہ مسجد ان کمزوروں اور بیماروں کے لیے بنائی ہے جو سردی کی راتوں میں مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں جا سکتے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مسجد میں نماز پڑھانے سے محفوظ رکھا اور آپ نے فرمایا: [إِنَّا عَلٰى سَفَرٍ، وَّلٰكِنْ إِذَا رَجَعْنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ] ''بے شک اس وقت تو ہم سفر کی تیاری کر رہے ہیں اور جب ہم واپس آئے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم نماز پڑھائیں گے۔''

مگر جب آپ تبوک سے مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے اور مدینہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم مسافت پر رہ گیا تھا تو جبریل وحی لے کر نازل ہوئے جس میں مسجد ضرار کی کیفیت بیان کر دی گئی تھی کہ اس کے بنانے والوں کا مقصد تو کفر اور روز اول سے تقوے کی بنیاد پر تعمیر کی جانے والی مسجد قباء کے مومنوں کی جماعت میں تفریق پیدا کرنا ہے۔ اس وحی کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی کچھ لوگوں کو اس مسجد کے گرا دینے کے لیے روانہ فرما دیا جیسا کہ علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے: یہ انصار میں سے کچھ لوگ تھے جنھوں نے یہ مسجد بنائی تھی اور ان سے ابو عامر نے یہ کہا تھا کہ مسجد بناؤ اور مقدور بھر اسلحہ اور قوت جمع کرو، میں شاہِ روم قیصر کے پاس جا رہا ہوں اور اس سے ایک ایسا رومی لشکر لے کر آؤں گا جس کے ساتھ میں محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کو یہاں سے نکال دوں گا۔

مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت: یہ لوگ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ہم نے مسجد کی تعمیر مکمل کر لی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لا کر اس میں نماز پڑھائیں اور برکت کی دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں: ﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا﴾ تا ﴿الظّٰلِمِيْنَ﴾ (التوبة 9:109,108) تک آیات نازل فرما دیں۔[1]

[1] تفسير الطبري :11/33. ملحوظہ: مسجد ضرار کا مکمل واقعہ ملاحظہ فرمائیں تفسير الطبري :11/32,31 وتفسير ابن أبي حاتم: 6/1878-1880.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ وَلَيَحْلِفُنَّ ﴾ ''اور قسمیں کھائیں گے'' جنھوں نے مسجد کو بنایا ہے: ﴿ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ ﴾ ''ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی۔'' ہمارا اس مسجد کے بنانے سے مقصود تو بھلائی اور لوگوں کے ساتھ نرمی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا ہے: ﴿ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ ﴾ ''اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ جھوٹے ہیں۔'' یہ اپنا مقصد اور نیت بتانے میں جھوٹے ہیں، انھوں نے تو اس مسجد قباء کو نقصان پہنچانے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے، مومنوں میں تفریق و انتشار پیدا کرنے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں، ان کے لیے گھات کی جگہ بنانے کے لیے بنایا ہے۔ پہلے جنگ کرنے والوں سے مراد فاسق اور ملعون ابو عامر ہے جسے راہب کہا جاتا تھا۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ ﴾ ''آپ اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو منع فرما دیا کہ اس میں کبھی بھی نماز نہ پڑھیں اور آپ کی اتباع میں آپ کی امت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسجد قباء اور اس میں نماز کی فضیلت: پھر اللہ تعالیٰ نے مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے۔ تقوے سے یہاں مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت، مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم کرنا اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے ٹھکانا مہیا کرنا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ ﴾ ''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے، اس قابل ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔'' سیاقِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد مسجد قباء ہی ہے اسی وجہ سے صحیح حدیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ] ''مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔''[1] صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء کی زیارت کے لیے سوار اور پیادہ تشریف لایا کرتے تھے۔[2] حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنی عمرو بن عوف میں تشریف آوری کے وقت اس مسجد کو تعمیر فرمایا تو جبریل امین نے قبلے کی سمت کا تعین کیا تھا۔[3] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اہل قباء اور طہارت: امام احمد نے عُوَیم بن ساعِدہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ان کے پاس مسجد قباء میں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِي الطُّهُورِ فِي قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ، فَمَا هٰذَا الطُّهُورُ الَّذِي تَطَهَّرُونَ بِهِ؟] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھاری (اس) مسجد کے ذکر کے ضمن میں تمھاری پاکیزگی اور صفائی کی تعریف فرمائی تو تم نے پاکیزگی اور طہارت کے لیے کیا صورت اختیار کی ہے؟'' انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں کہ ہمارے پڑوس میں کچھ یہودی رہتے تھے اور

[1] جامع الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، حديث: 324 وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، حديث: 1411 واللفظ له. [2] صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب من أتى مسجد قباء كل سبت، حديث: 1193 وصحيح مسلم، الحج، باب فضل مسجد قباء......، حديث: 1399 عن ابن عمر رضي الله عنهما. [3] تاريخ المدينة المنورة: 39/1، رقم: 162.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا

کیا بھلا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور (اس کی) رضا پر رکھی، (وہ) بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد (دریا کے)

جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿109﴾ لَا يَزَالُ

ایک کھوکھلے گرنے والے کنارے پر رکھی؟ پھر وہ اسے جہنم کی آگ میں لے گرا؟ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿109﴾ انھوں نے جو عمارت بنائی

بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿110﴾ ع 13/11/2

تھی وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں شک ڈالے رکھے گی الا یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے﴿110﴾

وہ قضائے حاجت کے بعد اپنی پیٹھوں کو دھوتے تھے تو ہم نے بھی انھی کی طرح دھونا شروع کر دیا۔[1] اسے ابن خذیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔[2]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿108﴾ ﴾ ''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے، اس قابل ہے کہ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔'' اس بات کی دلیل ہے کہ ان قدیم مسجدوں میں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ جو روزِ اول ہی سے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں اور یہ بھی مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک، باعمل، وضو اور طہارت کی حفاظت کرنے والوں اور گندی اور ناپاک چیزوں سے دور رہنے والوں کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

اچھے طریقے سے وضو نہ کرنے کا نقصان: امام احمد نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص (ابوروح الکلاعی) کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں صبح کی نماز پڑھائی جس میں آپ نے سورۂ روم کی تلاوت شروع فرمائی مگر آپ اس میں بھولنے لگے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: [إِنَّهُ يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أَنَّ أَقْوَامًا مِّنْكُمْ يُصَلُّونَ مَعَنَا، لَا يُحْسِنُونَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ] ''بے شک ہمیں قرآن پڑھنے میں التباس ہو جاتا ہے اور یہ اس لیے کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ نماز تو پڑھتے ہیں مگر وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے، لہٰذا جو شخص ہمارے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو خوب اچھی طرح کرے۔''[3] یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کامل طریقے سے طہارت حاصل کرنا، عبادت میں قیام کو آسان کر دیتا ہے اور اسے آداب و شرائط کے ساتھ احسن اور اکمل انداز میں ادا کرنے کے لیے مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

تفسیر آیات: 110,109

مسجد قبا اور مسجد ضرار میں فرق: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا مندی پر

① مسند أحمد: 422/3. ② صحيح ابن خزيمة، باب ذكر ثناء الله عزوجل على المتطهرين بالماء: 46,45/1، حديث: 83. ③ مسند أحمد: 472,471/3.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے میں خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں،

اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ أَوْفٰى

پھر وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، یہ اللہ کے ذمے سچا وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿111﴾

کو پورا کرنے والا کون ہے؟ لہٰذا تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس (اللہ) سے کیا، اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے ﴿111﴾

رکھی اور وہ برابر نہیں ہوسکتا جس نے اس غرض سے مسجد بنائی کہ ضرر پہنچائے، کفر کرے، مومنوں میں تفرقہ ڈالے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں، ان کے لیے گھات کی جگہ بنائے کیونکہ ان لوگوں نے تو اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی اور وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری۔ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿109﴾﴾ ''اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' یعنی فتنہ و فساد برپا کرنے والوں کا عمل صحیح نہیں ہوسکتا۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد ضرار سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ [1]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ ''یہ عمارت جو انھوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں (موجب) خلجان رہے (اور ان کو متردد رکھے) گی۔'' یعنی ان کے دلوں میں شک اور نفاق رہے گا کیونکہ انھوں نے بدترین جرم کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ بچھڑے کے پجاریوں کے دلوں میں گائے کے بچھڑے کی محبت رچ بس گئی تھی، ارشاد باری تعالیٰ: ﴿إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ﴾ ''مگر یہ کہ ان کے دل پاش پاش ہو جائیں۔'' یعنی ان کی موت واقع ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، قتادہ، زید بن اسلم، سدی، حبیب بن ابی ثابت، ضحاک، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اور کئی ایک علمائے سلف رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ [2] ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ ''اور اللہ خوب جاننے والا'' اپنی مخلوق کے اعمال کو ﴿حَكِيْمٌ ﴿110﴾﴾ اور ''بڑی حکمت والا ہے۔'' یعنی اپنے بندوں کے اعمال کا اچھا یا برا بدلہ دینے میں۔

تفسیر آیت : 111

اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کے جان و مال کو خرید لیا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب اس کے مومن بندے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو اس کی راہ میں خرچ کریں گے تو وہ انھیں اس کے معاوضے میں جنت عطا فرمائے گا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا خاص احسان ہے کہ اس نے جنت اور اس کی دائمی اور ابدی نعمتوں کے معاوضے کے طور پر ایسی چیزوں کو قبول فرما لیا ہے جن کا درحقیقت وہ خود ہی مالک ہے مگر ازراہِ لطف و کرم اس نے وہ چیزیں اپنے اطاعت گزار اور وفا شعار بندوں کو عطا فرما رکھی ہیں۔ امام حسن بصری اور قتادہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سودا کیا اور انھیں

[1] تفسیر الطبری:45/11. [2] تفسیر الطبری:47,46/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت ہی گراں قیمت ادا فرمادی ہے۔[1] شِمر بن عَطِیَّہ کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کی گردن میں اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے، خواہ وہ اسے پورا کرے یا اس پر فوت ہو جائے، پھر انھوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔[2] اسی لیے اللہ تعالیٰ کے رستے میں حملہ کرنے والے کے لیے کہا جاتا ہے: بَایَعَ اللّٰہَ یعنی اس نے اس عقد بیع کو قبول کر لیا اور اُسے پورا کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ﴾ ''یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔'' یعنی خواہ وہ کافروں کو ماریں یا خود مریں یا انھیں یہ دونوں باتیں ہی حاصل ہو جائیں ان کے لیے ہر صورت میں جنت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ مجاہد کا کفیل ہے: صحیحین کی حدیث میں آیا ہے: [تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي بِأَنْ تَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَّا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ] ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے جو اس کے رستے میں نکلے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اسے اگر میرے رستے میں نکالنے والی میرے رستے میں جہاد اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اسے فوت کرے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا وہ جس گھر سے نکلا تھا اس گھر میں اسے اجر و ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا۔''[3]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ﴾ ''(یہ) تورات اور انجیل اور قرآن میں اس کے ذمے سچا وعدہ ہے۔'' یہ ﴿ حَقًّا ﴾ اس ﴿ وَعْدًا ﴾ کی تاکید مزید ہے، نیز اس نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اس بات کو اس نے اپنی ذات بابرکات کے لیے لازم ٹھہرا لیا ہے اور اسے اپنی ان بڑی بڑی کتابوں میں بھی ذکر فرمایا ہے جسے اس نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا تھا، مثلاً: تورات میں جسے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا، انجیل میں جسے اس نے عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور قرآن مجید میں جسے اس نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا تھا۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ﴾ ''اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟'' یعنی وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ ﴾ (النسآء 4:122) ''اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون (ہوسکتا) ہے؟'' اسی لیے اس نے فرمایا ہے: ﴿ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ ''تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے، اس سے خوش رہو اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' جو شخص اس عقدِ بیع کے تقاضوں کو پورا کرے اور اس عہد کو وفا کرے تو اسے بڑی کامیابی اور جنت کی ابدی و سرمدی نعمتوں پر خوش ہونا چاہیے۔

---

[1] تفسیر الطبری: 49/11. [2] تفسیر الطبری: 49/11. [3] صحیح البخاری، فرض الخمس، باب قول النبیﷺ: أحلت لكم الغنائم، حدیث: 3123 وصحیح مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل اللّٰه، حدیث: 1876. حدیث کے یہ الفاظ صحیحین کے مختلف طرق سے لیے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

وہ (مومن) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿112﴾

والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور (اے نبی!) مومنوں کو خوشخبری سنا دیجیے ﴿112﴾

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ

نبی اور ایمان والوں کے لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں، خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں، ان کے متعلق یہ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿113﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ

واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ بلاشبہ دوزخی ہیں ﴿113﴾ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کرنا بس ایک وعدے کے باعث تھا جو وعدہ

مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

انھوں نے اس سے کیا تھا، پھر جب ابراہیم پر واضح ہو گیا کہ یقیناً وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ بے شک ابراہیم بڑے نرم دل،

لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿114﴾

بہت تحمل والے تھے ﴿114﴾

تفسیر آیت: 112

مومنوں کی صفات جمیلہ: یہ ان مومنوں کی تعریف ہے جن کی ان صفات جمیلہ اور خصائل جلیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے۔ ﴿اَلتَّآئِبُوْنَ﴾ ''توبہ کرنے والے۔'' تمام گناہوں سے توبہ کرنے والے اور فواحش و منکرات کو ترک کرنے والے ﴿الْعٰبِدُوْنَ﴾ ''عبادت کرنے والے۔'' یعنی اپنے رب کی عبادت کو قائم کرنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے۔ عبادات اقوال و افعال کے مجموعے کا نام ہے، اقوال میں سب سے خاص صورت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿الْحٰمِدُوْنَ﴾ ''حمد کرنے والے۔'' اور افضل اعمال میں سے روزہ ہے، اور روزہ کھانے، پینے اور جنسی لذت کے ترک کرنے کا نام ہے اور یہاں سیاحت سے مراد روزہ ہی ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿السَّآئِحُوْنَ﴾ ''روزہ رکھنے والے۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعریف میں بھی فرمایا ہے: ﴿سٰٓئِحٰتٍ﴾ ''روزہ رکھنے والیاں۔'' (التحریم 5:66) اسی طرح افضل اعمال میں سے رکوع و سجود بھی ہیں اور وہ نماز سے عبارت ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ﴾ ''رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے۔''

اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ بھی پہنچاتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے اطاعتِ الٰہی کی طرف ان کی راہنمائی بھی کرتے ہیں، پھر انھیں یہ بھی معلوم ہے کہ کون سا کام کرنا ہے اور کون سا نہیں کرنا، یعنی حلال و حرام کے بارے میں وہ حدودِ الٰہی کو جانتے بھی ہیں اور ان کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں، یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کی ہمدردی و خیر خواہی بھی کرتے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿112﴾﴾ ''اور (اے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر!) مومنوں کو (بہشت کی) خوش خبری سنا دیں۔'' کیونکہ ایمان ان ساری باتوں کو شامل ہے اور انتہائی سعادت مند اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جو ان صفات حمیدہ سے متصف ہوں۔

تفسیر آیات: 114,113

مشرکین کے لیے دعا کی ممانعت: امام احمد رحمہ اللہ نے ابن مسیّب سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت تھا تو نبئ اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس وقت اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَيْ عَمِّ! قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ] ''اے چچا! لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دیں، یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ میں آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کروں گا۔'' یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابواُمیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتے ہو؟ وہ ہمیشہ اُسے ورغلاتے رہے حتی کہ آخری بات ابوطالب نے یہ کی کہ میں عبدالمطلب ہی کے دین پر ہوں، نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ] ''میں اس وقت تک آپ کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے۔'' تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ ﴾ ''پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ بے شک مشرک اہل دوزخ ہیں تو ان کے لیے بخشش مانگیں، اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہی ہوں۔'' نیز اس سلسلے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی: ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ ﴾ (القصص 56:28) ''(اے نبی!) بے شک آپ جس کو پسند کرتے ہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔''① اسے امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔②

ابن جریر نے سلیمان بن بریدہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ نبئ اکرم ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو آپ ایک قبر کے نشان کے پاس گئے، وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، پھر اشکبار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے جو کیا ہم نے بھی اسے دیکھا ہے، آپ نے فرمایا: [إِنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّي فَأَذِنَ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الْاِسْتِغْفَارِ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِّي] ''بے شک میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تھی تو اس نے مجھے اجازت عطا فرما دی، اور میں نے ان کی بخشش کے لیے دعا کرنے کی اجازت مانگی تو اس نے مجھے اجازت عطا نہ فرمائی۔'' اس دن جس قدر کثرت کے ساتھ آپ روئے اس طرح کبھی نہیں روئے تھے۔③

عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا...... ﴾ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ نبئ اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے بخشش مانگنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا تھا، آپ نے بارگاہ الٰہی

---

① مسند أحمد: 433/5. ② صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (التوبة 113:9)، حديث: 4675 وصحيح مسلم، الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت......، حديث: 24.

③ تفسير الطبري: 58/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عرض کی: [إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِ اسْتَغْفَرَ لِأَبِيهِ......] ''بے شک حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تو اپنے باپ کے لیے بخشش طلب کی تھی......۔'' تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی: ﴿ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ...... ﴾ ''اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش طلب کرنا تو ایک وعدے کے سبب تھا، جو وعدہ اس (ابراہیم) نے اس (باپ) سے کیا تھا......۔''[1] علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ لوگ مشرکین کے لیے بھی بخشش کی دعا کیا کرتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوگئی تو انھوں نے فوت شدگان مشرکین کی بخشش کے لیے دعا کرنا ترک کر دیا لیکن انھیں زندہ مشرکین کے لیے دعا سے منع نہیں کیا گیا تھا تاوقتیکہ وہ فوت نہ ہو جائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی: ﴿ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ...... ﴾ الآية.[2]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ ﴾ ''پھر جب ان کو معلوم ہوگیا کہ بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہوگئے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی وفات تک بخشش کی دعا کرتے رہے اور جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہوگئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہ فوت ہوا، تب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔[3] مجاہد، ضحاک، قتادہ اور دیگر کئی ائمۂ تفسیر رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔[4] عبید بن عمیر اور سعید بن جبیر نے یہ کہا ہے کہ آپ اس سے بیزاری کا اظہار قیامت کے دن اس وقت کریں گے جب آپ اس سے ملیں گے اور دیکھیں گے کہ اس کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے ابراہیم! میں نے پہلے تمھاری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا مگر آج انکار نہیں کروں گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ تو میرے لیے اس سے بڑھ کر رسوائی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ میرے باپ کو رحمت سے دور کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت کہا جائے گا کہ ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں، آپ دیکھیں گے کہ خاک و خون میں تڑپتی ہوئی بجو کی ایک لاش ہے، پھر اسے پاؤں سے گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[5]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴾ ''بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ أَوَّاهٌ کے معنی کثرت سے دعا کرنے والے کے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ معنی کئی سندوں سے مروی ہے۔[6] أَوَّاهٌ کے اور بھی کئی معانی بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: الحاح وزاری کرنے والے، رحم دل، صاحبِ یقین و ایمان اور تسبیح

[1] تفسير الطبري:58/11. [2] تفسير الطبري:59/11. [3] تفسير الطبري:62/11 و تفسير ابن أبي حاتم:1894/6.
[4] تفسير الطبري:63/11. [5] عبید بن عمیر وسعید بن جبیر سے تو یہ روایت ہمیں نہیں ملی، البتہ یہ روایت بالفاظ دیگر صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھیے صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴾ (النسآء4:125)...... ، حديث:3350. [6] تفسير الطبري:64/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک کہ ان کے لیے وہ چیزیں واضح نہ کر دے جن سے وہ بچیں۔

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿115﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ﴿115﴾ بے شک آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے،

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿116﴾

اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ﴿116﴾

بیان کرنے والے وغیرہ۔[1]

تفسیر آیات:116,115

مؤاخذہ اتمام حجت کے بعد ہی ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک اور اپنے مبنی بر عدل وانصاف فیصلے کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ کسی قوم کو پیغام پہنچانے اور ان پر حجت تمام کرنے کے بعد ہی گمراہ کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: ﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ ...... ﴾ الآية (حٰمٓ السجدة 17:41) ”اور جو ثمود تھے تو ان کو ہم نے سیدھا رستہ دکھا دیا تھا......“ امام مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ ﴾ میں جو یہ فرمایا ہے کہ اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب تک مومنوں کے لیے یہ بات بیان نہ فرما دے کہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا نہیں کرنا اور یہ واضح نہ فرما دے کہ اس کی معصیت کیا ہے اور اطاعت کیا، لہٰذا تم چاہو تو اس کام کو کرو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔[2] ابن جریر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے مشرک مردوں کے لیے طلبِ بخشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمھیں گمراہ قرار دینے کا فیصلہ نہیں کرے گا جبکہ اس نے تمھیں ہدایت سے سرفراز فرمایا اور اپنے اور اپنے رسول پر ایمان لانے کی توفیق بخشی ہے اور جب وہ تمھیں اس سے منع فرما دے تو اس سے رک جاؤ اور اس کی ممانعت سے پہلے اگر تم نے بخشش کی دعا کی ہو تو اس کی وجہ سے وہ تمھیں گمراہ قرار نہیں دے گا کیونکہ طاعت ومعصیت کا انحصار تو امر اور نہی پر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا یا منع نہ کیا ہو تو کام کرنے والے کو فرمانبردار اور نہ کرنے والے کو نافرمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔[3]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿116﴾ ﴾ ”بے شک اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، وہی زندگانی بخشتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔“ ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ترغیب دی ہے کہ وہ مشرکوں اور کافر بادشاہوں سے جہاد کریں، آسمانوں اور زمین کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کی نصرت

[1] تفسير الطبری:11/64-70. [2] تفسير الطبری:11/73. [3] تفسير الطبری:11/73.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ

یقیناً اللہ نے نبی اور ان مہاجرین وانصار پر مہربانی فرمائی جنھوں نے تنگی کی گھڑی میں آپ کی پیروی کی، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ

مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿117﴾

کے دل بہک جانے کو تھے، پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿117﴾

پر اعتماد کریں اور اس کے دشمنوں سے نہ ڈریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی اور دوست یا مددگار نہیں ہے۔ [1]

تفسیر آیت: 117

غزوۂ تبوک: مجاہد اور دیگر کئی ائمۂ تفسیر نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [2] صحابۂ کرام اس غزوے کے لیے قحط سالی، شدید گرمی، زادِ راہ اور پانی کی کمی جیسے شدید حالات میں اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ قتادہ نے کہا ہے کہ صحابۂ کرام شدید ترین گرمی اور بے حد مشکلات میں غزوۂ تبوک کے لیے شام کی طرف نکلے تھے۔ اس غزوے میں انھیں بے پناہ تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کھانے پینے کی بھی اس قدر شدید کمی تھی کہ دو آدمیوں کے حصے میں صرف ایک کھجور آتی تھی، پھر کئی آدمیوں کے حصے میں صرف ایک کھجور آنے لگی، ان میں سے ایک شخص کھجور کو چوس لیتا اور اس کے بعد پانی پی لیتا، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات پر رحم فرمایا اور انھیں غزوے سے لوٹا دیا۔ [3]

تپتے صحراء، دشوار راہ، منزل کی دوری اور مجاہدین کا صبر و ثبات: ابن جریر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے غزوۂ عُسرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، رستے میں ایک جگہ ہم نے جب پڑاؤ ڈالا تو ہمیں شدید پیاس لگی ہوئی تھی، پیاس کی شدت کے باعث یوں محسوس ہونے لگا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی، آدمی بے قرار ہو کر پانی کی تلاش میں ادھر ادھر جاتا مگر اسے کہیں پانی نظر نہ آتا تو واپس آجاتا اور گمان کرنے لگتا کہ بس اب اس کی زندگی تمام ہو جائے گی۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگوں نے اونٹ ذبح کر کے ان کی اوجھ کو نچوڑ کر پینا شروع کر دیا اور جو باقی بچتا اسے اپنے جگر پر لگا لیتے۔ اس صورت حال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے، آپ ہمارے لیے دعا فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: [تُحِبُّ ذٰلِكَ؟] ”کیا تم یہ پسند کرتے ہو (کہ میں دعا کروں؟)“ انھوں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیے اور ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آسمان سے موسلا دھار بارش برسنے لگی، پھر تھوڑی دیر بعد ہی بارش رک گئی، لوگوں نے اپنے برتن بارانِ رحمت کے پانی سے بھر لیے، پھر ہم جب اپنے پڑاؤ کی اس جگہ سے باہر نکلے تو کہیں پانی نظر نہیں آیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس

[1] تفسیر الطبری: 74/11. [2] تفسیر الطبری: 75/11. [3] تفسیر الطبری: 75/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

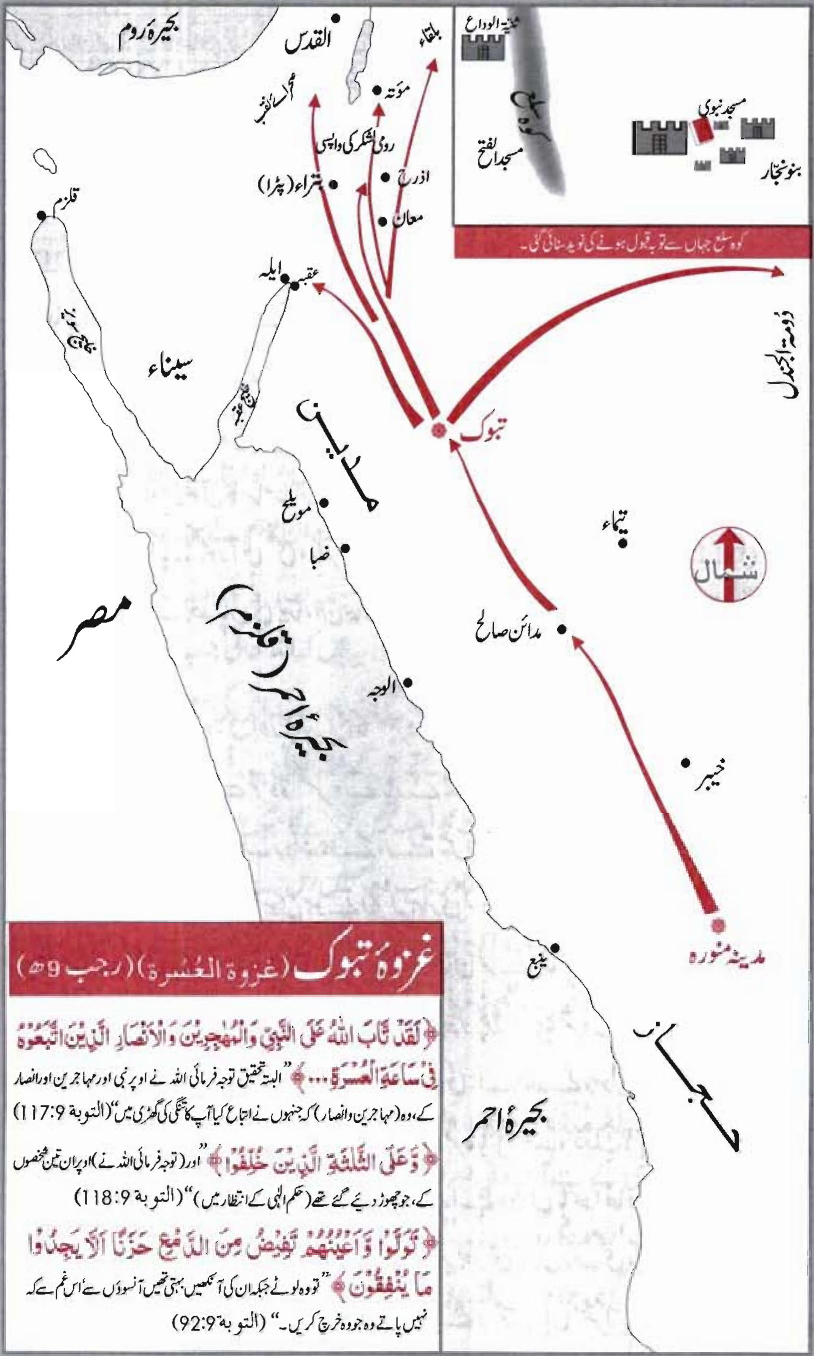

غزوۂ تبوک (غزوۃ العُسرۃ) (رجب 9ھ)

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ...﴾ ”البتہ تحقیق توجہ فرمائی اللہ نے اوپر نبی اور مہاجرین اور انصار کے، وہ (مہاجرین وانصار) کہ جنہوں نے اتباع کیا آپ کا تنگی کی گھڑی میں“ (التوبة 9:117)

﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ ”اور (توجہ فرمائی اللہ نے) اوپر ان تین شخصوں کے، جو چھوڑ دیئے گئے تھے (حکم الٰہی کے انتظار میں)“ (التوبة 9:118)

﴿تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ ”تو وہ لوٹے جبکہ ان کی آنکھیں بہتی تھیں آنسوؤں سے اس غم سے کہ نہیں پاتے وہ جو وہ خرچ کریں۔“ (التوبة 9:92)

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

اور ان تین افراد پر بھی (مہربانی فرمائی) جنھیں (حکم الٰہی کے انتظار میں) چھوڑ دیا گیا تھا، حتی کہ جب زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ

جانیں (بھی) ان پر تنگ ہوگئیں، اور انھوں نے سمجھا کہ اللہ (کے غضب) سے خود اس کے سوا ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں، پھر اللہ نے ان پر

14 ع 8 3 عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿118﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

مہربانی کی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿118﴾ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿119﴾

اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ ﴿119﴾

لشکر ہی کو پانی سے نوازا تھا۔ ①

ابن جریر نے آیت کریمہ: ﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴾ ''بے شک اللہ نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو مشکل گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے تھے۔'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ گھڑی نفقہ وخرچہ، سواری، زاد راہ اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے مشکل تھی۔ ② ﴿ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ﴾ ''بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو جاتے۔'' یعنی وہ حق سے پھر جانے کو تھے، رسول اللہ ﷺ کے دین کے بارے میں انھیں شک پیدا ہونے لگا تھا، سفر اور اس غزوے میں پیش آنے والی ناقابل برداشت شدت اور مشقت کی وجہ سے انھیں شک پیدا ہونے لگا تھا، ﴿ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ ﴾ ''پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔'' یعنی اپنے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔ ﴿ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿117﴾ ﴾ ''بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔'' ③

تفسیر آیات: 119,118

ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا قصہ جن پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ کر دی گئی: امام احمد نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا۔ اور یہ عبداللہ حضرت کعب کے بیٹوں میں سے اس وقت ان کا رہبر تھا جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ کہ میں نے (اپنے والد) کعب بن مالک کو اپنا وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب نے بیان کیا کہ میں غزوۂ تبوک کے سوا اور کسی بھی غزوے میں رسول اللہ ﷺ سے کبھی بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ ہاں، البتہ غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا لیکن غزوۂ بدر میں پیچھے رہ جانے والے کسی شخص پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اس غزوے میں تو رسول اللہ ﷺ قریش کے قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے حتی کہ

① تفسیر الطبری: 76/11. ② تفسیر الطبری: 74/11. ③ تفسیر الطبری: 74/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو پہلے سے کسی طے شدہ پروگرام کے بغیر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا کر دیا تھا۔عقبہ کی رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر آپ سے پیمان وفا باندھا تھا۔اگرچہ بدر کا چرچا اور اس کی شہرت لوگوں میں زیادہ ہے لیکن بدر کی حاضری کی نسبت مجھے عقبہ کی رات کی حاضری زیادہ عزیز ہے۔

اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے میرے پیچھے رہ جانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں اتنا زیادہ قوی اور اتنا زیادہ خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا کہ اس وقت تھا جب میں غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہو سکا تھا، اللہ کی قسم! میرے پاس کبھی بھی دو سواریاں نہیں تھیں جبکہ اس موقع پر میرے پاس دو سواریاں تھیں (میرے پاس جسمانی یا مالی اعتبار سے پیچھے رہ جانے کا کوئی جواز نہ تھا) ایسا کبھی کم ہی ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے کا ارادہ فرمایا ہو اور توریے سے کام نہ لیا ہو مگر اس غزوے میں رسول اللہ ﷺ نے توریے سے کام نہیں لیا تھا (اپنے سفر اور پروگرام کے بارے میں کسی بھی بات کو مخفی نہیں رکھا تھا) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ غزوہ فرمایا سخت گرمی کا موسم تھا، سفر بھی بہت دور کا اور جنگل بیابانوں کا تھا، پھر جس دشمن سے مقابلہ تھا اس کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، اس لیے آپ نے مسلمانوں کے سامنے ساری صورت حال کو واضح فرما دیا تھا تاکہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے پوری پوری تیاری کر لیں، آپ نے وہ سمت بھی بتا دی جس کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسلمانوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، تاہم ایسا کوئی رجسٹر وغیرہ نہیں تھا جس میں تمام مسلمانوں کے نام لکھے ہوئے ہوں۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اس لیے اگر کوئی شخص جنگ سے غیر حاضر رہتا تو وہ یہی سمجھتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مخفی رہے گا اور وحی الٰہی کے بغیر اس کا معاملہ آپ ﷺ کے علم میں نہیں آئے گا۔رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ اس وقت فرمایا تھا جب پھل پک چکے تھے اور درختوں کے سائے گھنے اور ٹھنڈے تھے اور میرا زیادہ میلان انھی (پھلوں اور سایوں) کی طرف تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ مومنوں نے بھی اس غزوے کی تیاری کر لی اور میرا حال یہ تھا کہ صبح کو پروگرام بناتا کہ تیاری کروں مگر سارا دن گزر جاتا اور کوئی تیاری نہ کر پاتا اور اپنے دل میں یہ سوچتا کہ میں جب چاہوں گا جہاد میں شریک ہو جاؤں گا کیونکہ میرے پاس تمام وسائل موجود ہیں، میری صورتحال یہی رہی اور لوگوں نے جہاد کی تیاری مکمل کر لی حتی کہ ایک دن صبح سویرے رسول اللہ ﷺ اور مسلمان کشاں کشاں سوئے منزل روانہ ہو گئے اور میں ابھی تک قطعاً کوئی تیاری نہ کر سکا تھا، میں نے کہا کہ میں تو ایک یا دو دن بعد بھی تیاری کر کے آپ کے ساتھ مل جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے روانہ ہونے کے بعد میں نے تیاری کا پروگرام بنایا مگر پھر بھی کوئی تیاری نہ کر سکا، یہ دن گزر گیا، دوسرے دن کی صبح ہوگئی اور میں پھر بھی کوئی تیاری نہ کر سکا، میری یہی صورتحال رہی اور مجاہدین تیز رفتاری کے ساتھ سوئے منزل رواں دواں تھے اور غزوے میں شریک ہونے کا وقت بھی ختم ہو گیا، میں نے پھر بھی ارادہ کیا کہ سفر پر روانہ ہو جاؤں اور ان کو جا ملوں اور اے کاش! کہ میں ایسا کر لیتا لیکن مجھے اس کی توفیق نہ ملی۔

رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ دیکھ کر میں غمگین ہو جاتا کہ اب اگر کوئی نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے تو یا ایسا شخص جس پر نفاق کا الزام ہے یا وہ کمزور جسے اللہ تعالیٰ نے جہاد میں شرکت سے معذور قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رستے میں یاد نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ جب تبوک تشریف لے گئے اور وہاں صحابۂ کرام کے جلو میں تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: [مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟] ''کعب بن مالک کو کیا ہوا؟'' بنوسلمہ کے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے اس کی دونوں چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے نے روک لیا ہے؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم نے بہت بری بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہمیں اس کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمالیا۔

کعب بن مالک نے بیان کیا جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے واپسی کا سفر شروع فرما دیا ہے تو مجھ پر غم واندوہ کی کیفیت چھا گئی اور میں جھوٹے حیلے بہانے سوچنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ کل آپ کی ناراضی سے کس طرح بچوں گا۔ اور اس کے بارے میں، میں اپنے گھر کے ہر صاحبِ رائے شخص سے بھی مدد لینے لگا اور جب مجھے یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اب (مدینہ میں) تشریف لانے ہی والے ہیں تو (جھوٹے حیلے بہانوں کا) خیال باطل میرے دل سے محو ہو گیا اور یہ حقیقت مجھ پر آشکار ہوگئی کہ میں جھوٹ بول کر کبھی بھی آپ سے بچ نہیں سکوں گا، لہٰذا میں نے آپ سے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

بالآخر وہ صبح جاں نواز آپہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ سفر سے جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ جاتے۔ اس سفر سے واپسی پر بھی جب آپ نے ایسا ہی کیا تو پیچھے رہ جانے والوں نے آکر آپ کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر پیش کرنے شروع کر دیے، ان لوگوں کی تعداد 80 سے کچھ زیادہ تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ظاہری عذر قبول فرمائے، ان کے لیے بخشش کی دعا کی اور ان کی باطنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیا حتیٰ کہ میں نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی، میں نے سلام عرض کی: تو آپ اس طرح مسکرائے کہ جس میں ناراضی کی آمیزش تھی، پھر آپ نے مجھے فرمایا: [تَعَالَ] ''(آگے) آجاؤ'' میں آگے آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: [مَا خَلَّفَكَ، أَلَمْ تَكُنْ قَدِ اسْتَمَرَّ ظَهْرُكَ؟] ''تم (جہاد سے) پیچھے کیوں رہے؟ تمھارے پاس سواری موجود نہیں تھی؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اگر میں دنیا کے کسی اور شخص کے سامنے بیٹھا ہوتا تو یقیناً کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے اس کی ناراضی سے بچ جاتا کیونکہ مجھے بحث وتکرار کرنے میں بڑا ملکہ حاصل ہے لیکن اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر کوئی ایسی بات کروں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ (مطلع فرما کر) آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچی بات عرض کروں تو آپ یقیناً مجھ سے ناراض ہو جائیں گے لیکن اس صورت میں مجھے اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پاس کوئی عذر نہ تھا، اللہ کی قسم! میں اتنا طاقت ور اور خوش حال کبھی نہ تھا جتنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہا۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيكَ] ''اس شخص نے سچی بات کہی ہے، پھر فرمایا: جاؤ تم یہاں سے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے بارے میں فیصلہ فرما دے۔'' میں کھڑا ہو گیا تو میرے ساتھ بنوسَلِمہ کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی کوئی گناہ کیا ہو تو تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح کا کوئی عذر کیوں نہ پیش کر سکے جیسے عذر جہاد سے پیچھے رہ جانے والے دوسرے لوگوں نے کیے تھے۔ تمھارے اس گناہ سے معافی کے لیے تو یہی بات کافی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تمھاری بخشش کے لیے دعا فرما دیتے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میری سچائی پر وہ اس قدر مسلسل مجھے ملامت کرتے رہے کہ میرے جی میں آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس جا کر اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دوں لیکن پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اس طرح کا معاملہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: ہاں، اس طرح کا معاملہ دو اور لوگوں کے ساتھ بھی پیش آیا ہے اور انھوں نے بھی وہی بات کہی جو تم نے کہی ہے۔ اور ان سے بھی وہی کہا گیا ہے جو تم سے کہا گیا ہے، میں نے پوچھا کہ وہ دو آدمی کون ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ایک مُرارہ بن رَبیع عَمرِی اور دوسرے ہلال بن امیہ واقفی، انھوں نے ایسے دو نیک آدمیوں کا نام لیا جنھیں غزوۂ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور میرے لیے وہ نمونہ تھے۔ جس وقت انھوں نے ان دونوں آدمیوں کا میرے سامنے ذکر کیا تو میں اپنے سابقہ موقف پر جم گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تینوں سے مسلمانوں کو گفتگو کرنے سے منع فرما دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے کنارہ کشی کر لی اور وہ ہمارے لیے بالکل ہی بدل گئے حتی کہ مجھے زمین بھی اجنبی محسوس ہونے لگی، گویا یہ وہ زمین نہ تھی جسے میں جانتا تھا، پچاس راتیں ہم نے اسی طرح گزاریں، میرے دوسرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھے روتے رہے لیکن میں بالکل جوان اور تندرست و توانا تھا، لہٰذا میں مسلمانوں کے ساتھ نماز میں بھی حاضر ہوتا اور بازاروں میں بھی آتا جاتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بھی کلام نہیں کرتا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی اس وقت حاضر ہوتا جب نماز سے فراغت کے بعد آپ اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے، میں سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ سلام کے جواب میں آپ نے اپنے مبارک لبوں کو جنبش دی ہے یا نہیں۔ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نظریں چرا کر آپ کی طرف دیکھتا جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ مجھ سے اعراض فرما لیتے حتی کہ جب میرے ساتھ مسلمانوں کا یہ بائیکاٹ طول اختیار کر گیا تو ایک روز میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا، وہ میرا چچازاد بھائی اور محبوب ترین دوست تھا۔ میں نے اسے سلام کہا لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس سے کہا: ابوقتادہ! تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو جانتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ وہ خاموش رہا، میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا، وہ پھر بھی خاموش رہا، پھر میں نے تیسری بار قسم دے کر جب یہی سوال دوہرایا تو وہ پھر بھی خاموش ہی رہا اور اس نے صرف اس قدر کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، اس سے میری آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور میں دیوار پھاند کر لوٹ آیا۔

ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ میں نے اہل شام کے کسانوں میں سے ایک کسان کو یہ کہتے ہوئے سنا جو مدینہ میں کھانا بیچنے کے لیے لایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن مالک کی طرف میری رہنمائی کرے۔ لوگ اشارے سے اسے میرے بارے میں بتانے لگے، وہ میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے غسّان کے بادشاہ کا ایک خط دیا، میں پڑھا لکھا تھا، اس لیے میں نے جب اسے پڑھنا شروع کیا تو اس میں لکھا تھا:

اما بعد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تمھارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلت کے گھر میں رہنے یا ضائع ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا، لہٰذا تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تم سے پوری پوری ہمدردی کریں گے۔

جس وقت میں نے یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے اُسے تنور میں ڈال کر جلا دیا۔ جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر گئے تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد نے آ کر یہ پیغام دیا کہ تم اپنی بیوی سے بھی علیحدگی اختیار کر لو، میں نے پوچھا کہ اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں۔ اس نے کہا: نہیں، طلاق نہ دو بلکہ اس سے دور رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ، آپ نے میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اس طرح پیغام ارسال فرمایا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انھی کے پاس رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا جو چاہے فیصلہ فرما دے۔ ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہلال بہت ہی بوڑھے ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا اگر میں ان کی خدمت کروں تو یہ بات آپ کو ناپسند ہے۔ فرمایا: [لَا، وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبَنَّكِ] ''نہیں، لیکن وہ تم سے مقاربت نہ کریں۔'' اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اب ان میں کسی چیز کی طرف حرکت کی طاقت ہی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے یہ معاملہ شروع ہوا ہے، ان کا سارا وقت روتے ہوئے گزرتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بھی میرے بعض گھر والوں نے کہا کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت حاصل کر لو، رسول اللہ ﷺ نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب نہیں کروں گا، میں جوان آدمی ہوں جب اجازت طلب کروں تو معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ مجھے کیا جواب دیں۔

اس طرح دس راتیں اور گزر گئیں اور اس وقت سے لے کر اب تک پوری پچاس راتیں ہو گئی تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ پچاسویں رات کی صبح کی نماز میں نے اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر ادا کی اور میں اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں ذکر فرمایا ہے، میرا دل بھی مجھ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ ہو گیا اور زمین بھی اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔

اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کوہ سَلع [1] پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! تمھیں بشارت ہو۔ میں اسی وقت سجدے میں گر گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کو قبول کرتے ہوئے پریشانی کو دور فرما دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔ لوگوں نے ہمیں خوشخبری سنانے کے لیے آنا شروع کر دیا۔ خوش خبری سنانے والے میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی گئے۔ ایک شخص نے نہایت تیزی سے میری طرف گھوڑا دوڑایا، اسلم قبیلے کا ایک شخص بھی میری طرف دوڑا آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کی آواز گھوڑے سے بھی تیز رفتار تھی، پس جب میرے پاس وہ شخص آیا جس کی خوشخبری کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کے خوش خبری سنانے کے بدلے میں اپنے جسم سے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیے۔ اللہ کی قسم! اس روز ان کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک بھی نہیں تھا اور میں نے دو کپڑے مستعار لے کر پہنے۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے قصد سے چل پڑا۔ رستے میں لوگ مجھے فوج در فوج ملتے اور توبہ کی قبولیت پر مبارک باد دیتے اور کہتے کہ تمھیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے۔ حتی کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہو گیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے گرد ہالہ کیے ہوئے تھے، پس طلحہ بن عبید اللہ لپکتے ہوئے کھڑے ہو گئے، انھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی۔ اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہیں ہوا۔ کعب، طلحہ کی اس بات کو کبھی بھی فراموش نہیں کرتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو اس وقت خوشی سے آپ کا چہرۂ اقدس دمک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: [أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ، قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمْ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ] ''تمھیں یہ دن مبارک ہو جب سے تمھاری ماں نے تمھیں جنم دیا ہے یہ تمھاری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ اقدس اس طرح گلنار ہو جاتا، گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ اس وقت آپ خوش ہیں۔

جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا یہ بھی حصہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے رستے میں صدقہ کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: [أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ] ''اپنا کچھ مال اپنے لیے بھی رکھ لو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔'' میں نے عرض کی کہ میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے، پھر میں

[1] یہ پہاڑ مسجد نبوی کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس کا نقشہ اسی سورت کی آیت: 117 کے تحت دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نجات سچ بولنے کی وجہ سے عطا فرمائی ہے، اس لیے یہ بھی میری توبہ کا ایک حصہ ہے کہ جب تک میری زندگی ہے، میں ہمیشہ سچ ہی بولتا رہوں گا۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عہد کا ذکر کیا میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے صلے میں وہ بہتر انعام فرمایا ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے، اب تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں جو آیات نازل فرمائی تھیں، وہ یہ ہیں: ﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ ﴾ ”بے شک اللہ نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جاتے، مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے، پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) بڑا مہربان ہے اور ان تینوں پر جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں اور انھوں نے جان لیا کہ اللہ (کے غضب) سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں، پھر اللہ نے ان پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔“

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت سے نوازا، اس وقت سے لے کر اب تک میرے نزدیک سب سے بڑی نعمت جس سے اس نے مجھے سرفراز فرمایا یہ ہے کہ اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے جھوٹ نہ بولا ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کو اس طرح برا بھلا کہا کہ اس طرح کبھی بھی کسی کو نہیں کہا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا: ﴿ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ٘ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ○ یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○ ﴾ (التوبة 9:95,96) ”جب تم ان کی طرف لوٹو گے تو تمھارے روبرو اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو سو ان کی طرف التفات نہ کرنا، یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ کرتے رہے ہیں، ان کے بدلے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہ تمھارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ لیکن اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو اللہ ان نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔“ حضرت کعب نے فرمایا: ہم تینوں پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے گئے ان لوگوں کے معاملے سے جن کی جھوٹی قسموں کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمالیا تھا اور ان سے بیعت لی اور ان کی بخشش کے لیے دعا بھی فرمائی اور ہمارے معاملے کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرما دیا حتی کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ یہ جو پیچھے رکھے جانے کا اس آیت میں ذکر ہے تو اس سے ہمارا غزوے میں پیچھے رہ جانا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر اور ملتوی کر دینا ہے جنھوں نے آپ کے سامنے قسمیں کھائیں، عذر پیش کیے اور آپ نے ان کے عذر قبول فرما لیے تھے۔[1]

یہ حدیث صحیح، ثابت اور متفق علیہ ہے، امام بخاری و مسلم نے بھی اسے اسی طرح روایت فرمایا ہے۔[2] اس حدیث سے اس آیت کریمہ کی نہایت احسن اور مفصل انداز میں تفسیر ہوگئی ہے۔ کئی ایک ائمۂ سلف سے بھی اس آیت کی تفسیر اسی طرح مروی ہے جیسا کہ امام اعمش نے ابوسفیان سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں تین شخصوں سے مراد کعب بن مالک، ہلال بن اُمیّہ اور مُرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں اور ان سب کا تعلق انصار سے ہے۔[3]

سچ بولنے کا حکم: اللہ تعالیٰ نے جب یہ بیان فرمایا کہ اس نے ان تینوں کی اس مشکل اور تنگی کو کس طرح دور فرمایا جب مسلمانوں نے پچاس دنوں تک ان سے قطعی طور پر ہر قسم کا تعلق منقطع کر لیا تھا حتی کہ ان کی اپنی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں اور تمام تر وسعت کے باوجود زمین بھی انھیں تنگ محسوس ہونے لگی اور انھیں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ وہ کیا کریں لیکن انھوں نے ان تمام کٹھن حالات میں بھی صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر اطاعت جھکائے رکھا اور ہر طرح صبر و ثبات کا مظاہرہ کیا تو اپنے پیچھے رہ جانے کے بارے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو سچ بولا تھا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام مشکلات آسان فرما دیں، یہ چونکہ بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد سے پیچھے رہے تھے، اس لیے پچاس دن کے مقاطعہ کی صورت میں انھیں یہ سزا دی گئی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور ان کے سچ بولنے کا انجام بالآخر ان کے لیے بہتر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی توبہ کو قبول فرمالیا بلکہ مومنوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۱۹ ﴾ ''اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔'' یعنی سچ بولو اور سچ کو اختیار کرو تاکہ تم بھی اہل صدق میں سے ہو جاؤ اور مشکلات سے نجات پا جاؤ، سچ سے اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تمام مشکلات اور پریشانیوں سے بچ نکلنے کی تدبیر فرما دے گا۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ صِدِّيقًا، وَّإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ،

---

[1] مسند أحمد:3/456-459. [2] صحيح البخاري، المغازي، باب حديث كعب بن مالك......، حديث:4418 وصحيح مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، حديث:2769. [3] تفسير الطبري:11/77.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَلَا

اہل مدینہ اور ان کے آس پاس رہنے والے دیہاتیوں کے لائق نہیں تھا کہ وہ (جہاد میں) رسول اللہ سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ (جائز) کہ اپنی جانوں

يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ

کو نبی کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں، یہ اس لیے کہ یہ بلاشبہ وہ (لوگ) ہیں کہ انھیں اللہ کی راہ میں جو بھی پیاس اور تھکاوٹ اور بھوک (کی تکلیف)

سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوۡنَ مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ

پہنچتی ہے، اور وہ جو بھی ایسی جگہ روندتے ہیں، جو کافروں کو سخت ناگوار ہو، اور وہ دشمن سے جو بھی کامیابی حاصل کرتے ہیں، اس کے بدلے میں ان

عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿120﴾

کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا ﴿120﴾

وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا]

''سچ کو اختیار کرو، بے شک سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے، اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ تلاش کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ دکھاتا ہے اور بے شک بدی جہنم کی راہ دکھاتی ہے، اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک جھوٹے شخص کے طور پر لکھا جاتا ہے۔''① اسے بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔②

تفسیر آیت :120

غزوے کے لیے نکلنے کی جزا: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرزنش کی ہے جو اہل مدینہ اور گرد و نواح کے قبائل عرب میں سے تھے اور وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور آپ کو جو تکلیف پہنچی اس میں شریک ہونے اور غم خواری کرنے کے بجائے اپنی جانوں کو زیادہ عزیز رکھتے تھے تو یقیناً انھوں نے اپنے اجر و ثواب کو کم کر لیا اس لیے کہ ﴿لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوۡنَ مَوۡطِئًا﴾ یہ وہ (لوگ) ہیں کہ بے شک انھیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ قیام کرتے ہیں جو کافروں کو مرعوب کر دے۔ ﴿وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا﴾ اور وہ دشمن سے جو بھی کامیابی حاصل کرتے یا غلبہ پاتے ہیں تو ان کے ان اعمال کی وجہ سے جو ان کی مقدور میں نہیں ہیں بلکہ ان سے رونما ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اعمال صالحہ اور ثواب جزیل میں لکھ لیتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾ ''کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا﴾ (الکہف 30:18) ''بے شک ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

① مسند أحمد:384/1. ② صحيح البخاري، الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ﴾ (التوبة9:119)..........، حديث:6094 وصحيح مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، حديث:(105)-2607 واللفظ له.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ

اور وہ جو بھی چھوٹا اور بڑا خرچ کرتے ہیں اور وہ جو بھی وادی طے کرتے ہیں وہ (سب) ان کے لیے لکھا جاتا ہے، تاکہ اللہ انھیں ان

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿121﴾

کاموں کی بہترین جزا دے جو وہ کرتے ہیں ﴿121﴾

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا

اور مومنوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ سب ہی نکل کھڑے ہوں، تو ہر فرقے میں سے ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لیے کیوں نہ

15 ع 4 فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿122﴾ ع

نکلا، تاکہ وہ جب اپنے قبیلے میں واپس جائیں تو انھیں خبردار کریں، تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں ﴿122﴾

تفسیر آیت :121

سخاوتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَلَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ ''اور وہ خرچ نہیں کرتے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنے والے مجاہد ﴿ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً ﴾ ''کوئی خرچ تھوڑا اور نہ زیادہ'' ﴿ وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا ﴾ ''اور کوئی میدان طے نہیں کرتے ہیں۔'' یعنی دشمنوں تک پہنچنے کے لیے ﴿ اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ﴾ ''مگر سب کچھ ان کے لیے (اعمال صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے۔'' (ابھی پہلے ﴿ كُتِبَ لَهُمْ ﴾ کے ساتھ ﴿ بِهٖ ﴾ گزرا ہے مگر) اس جگہ [بِهٖ] نہیں کہا کیونکہ (پہلے جن اعمال کا ذکر ہوا ہے وہ ان سے صادر نہیں ہوئے تھے اور) یہ افعال خود ان سے صادر ہوئے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿121﴾ ﴾ ''تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔'' امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس آیت کریمہ سے بہرہ وافر نصیب ہوا تھا کیونکہ انھوں نے اس غزوے میں بے پناہ بیش بہا مال خرچ کیا تھا۔

عبداللہ نے عبدالرحمٰن بن سَمُرہ سے روایت کیا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب جیشِ عُسرہ کی تیاری فرما رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور انھوں نے انھیں رسول اللہ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا، راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ انھیں اپنے دست مبارک سے الٹ پلٹ رہے اور فرما رہے تھے: [مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ] ''عفان کے بیٹے (عثمان) آج کے بعد جو عمل بھی کریں، انھیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔'' آپ یہ کلمات بار بار ارشاد فرما رہے تھے۔[1] قتادہ نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ﴾ ''اور وہ کوئی وادی طے کرتے ہیں تو (یہ سب کچھ) ان کے لیے (اعمال صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے۔'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو کوئی قوم اللہ کے رستے میں اپنے اہل وعیال سے جس قدر دور ہوتی ہے، وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتی ہے۔[2]

تفسیر آیت :122

دین سیکھنے کی ضرورت واہمیت: اللہ تعالیٰ کا یہ بیان ان قبائل کے متعلق ہے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

① مسند أحمد:63/5. ② تفسير الطبري:89/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلے تھے،سلف کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے نکلیں تو پھر ہر مسلمان کے لیے بھی نکلنا واجب ہے،اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴾ (التوبۃ 9:41) ”تم سبک بار ہو یا گراں بار (مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت گھروں سے) نکل آؤ۔“ اور فرمایا: ﴿ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ...... ﴾ الآیة (التوبۃ 9:120) ”اہل مدینہ اور جوان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کے لائق نہ تھا......۔“ مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ بیان فرمایا ہے کہ تمام قبائل نکلیں تو اس سے یہ مراد ہے کہ اگر تمام قبائل پورے کے پورے نہ نکلیں تو پھر ہر قبیلے سے ایک جماعت تو ضرور نکلے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو سیکھ لے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انھیں دشمن کے بارے میں خبردار کرے تو اس سفر میں ان کے لیے دونوں امر، یعنی جہاد اور تعلیم دین یکجا ہو جائیں گے،اور نبی اکرم ﷺ کے بعد جو جماعت نکلے گی تو وہ علم دین سیکھنے کے لیے یا جہاد کے لیے نکلے گی کیونکہ اب ان دونوں کاموں کے لیے نکلنا فرض کفایہ ہے۔

علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت ﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ﴾ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام مومنوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ سب کے سب نکل جائیں اور رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ جائیں، ﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ﴾ سب کو نہیں بلکہ ایک جماعت کو اور وہ بھی آپ کی اجازت سے نکلنا چاہیے اور جب یہ لوگ جہاد سے واپس آئیں اور ان کے بعد قرآن کا کچھ حصہ نازل ہوا ہو جسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ رہنے والوں نے سیکھ لیا ہو اور وہ ان سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے بعد اپنے نبی پر قرآن کا یہ حصہ نازل فرمایا ہے جسے ہم نے سیکھ لیا ہے تو یہ مجاہدین بھی اسے سیکھنے کے لیے رک جائیں اور ان کے بجائے دوسرے مجاہدین کو جہاد کے لیے روانہ کر دیا جائے جیسے فرمان الٰہی ہے: ﴿ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ﴾ ”تاکہ علم دین سیکھ لیں۔“ یعنی اسے سیکھ لیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے اور مجاہدین کو بھی ان کی واپسی پر سکھا دیں ﴿ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴾ ”تاکہ وہ ڈریں۔“[1]

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ان صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دیہاتوں کی طرف نکل گئے تھے،لوگوں نے ان سے اچھا سلوک کیا، زمین کی سرسبزی و شادابی سے بھی انھوں نے فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو جب انھوں نے ہدایت قبول کرنے کی دعوت دی تو لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے ہو تو انھوں نے اسے محسوس کیا اور دیہاتوں سے آ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا: ﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ﴾ ”تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے۔“

[1] تفسیر الطبری:11/90.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ان کافروں سے لڑو جو تمھارے قرب وجوار میں ہیں اور چاہیے کہ وہ تمھارے اندر سختی پائیں اور جان لو کہ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿123﴾

یقیناً اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ﴿123﴾

جو خیر کو تلاش کرتے، ﴿لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ ”تاکہ دین کا علم سیکھتے“ اور لوگوں کے بارے میں سنتے اور جو اللہ تعالیٰ نے ان (جہاد پر جانے والوں) کے بعد نازل کیا ہے، اسے بھی توجہ سے سنتے۔ ﴿وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿122﴾﴾ ”اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹیں تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں۔“[1]

امام قتادہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کے لیے لشکر روانہ فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی جہاد میں اللہ کے نبی کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کچھ لوگ دین سیکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہیں اور کچھ لوگ نکل جائیں تاکہ اپنی اپنی قوم کو دین کی دعوت دیں اور پہلے لوگوں کے حالات وواقعات بیان کر کے انھیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔[2] ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ﴾ ”اور مومنوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب نکل آئیں۔“ اس کا تعلق جہاد سے نہیں ہے بلکہ جب رسول اللہ ﷺ نے خاندان مُضر کے لیے قحط سالی کی بددعا فرمائی تھی تو ان کے علاقے میں قحط پڑ گیا تو ان میں سے ہر ایک قبیلے نے اپنے تمام افراد سمیت مدینہ میں آنا شروع کر دیا تاکہ یہاں بھی مشکل صورت حال پیدا ہو جائے اور یہ لوگ ازراہ جھوٹ اسلام قبول کرنے کا دعویٰ بھی کرتے تھے، مدینہ میں آکر جب انھوں نے صحابۂ کرام کو مشکل صورت حال سے دوچار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے بارے میں یہ بتا دیا کہ یہ مومن نہیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کے خاندانوں میں لوٹا دیا اور انھیں وارننگ بھی دی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا یہی معنٰی ہیں ان الفاظ کے۔ ﴿وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ﴾ ”اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف واپس جائیں۔“

تفسیر آیت: 123

نزدیک رہنے والے کفار سے جہاد کا حکم: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو کفار مرکزِ اسلام کے جس قدر زیادہ قریب ہیں پہلے انھی سے جہاد کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے جزیرۃ العرب کے مشرکین کے خلاف جہاد فرمایا تھا اور جب آپ جزیرۃ العرب کے مشرکوں سے فارغ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ، مدینہ، طائف، یمن، یمامہ، ہجر، خیبر، حَضر مَوت اور جزیرۃ العرب کے دیگر تمام علاقوں پر فتح عطا فرما دی اور تمام قبائل عرب کے لوگ فوج درفوج دائرۂ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے تو پھر آپ نے اہل کتاب کے خلاف جہاد شروع فرمایا اور اس کا آغاز رومیوں کے خلاف جہاد سے

[1] تفسیر الطبری: 89/11. [2] تفسیر الطبری: 93/11 بالفاظ دیگر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کیونکہ وہ جزیرۃ العرب کے سب سے زیادہ قریب تھے، لہٰذا اس بات کے زیادہ حق دار تھے کہ انھیں اسلام کی دعوت دی جائے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے، اسی سلسلے میں آپ تبوک بھی تشریف لے گئے لیکن لوگوں کی مشقت، قحط سالی اور حالات کی تنگی کے باعث واپس تشریف لے آئے اور یہ 9 ہجری کا واقعہ ہے، پھر 10 ہجری میں حجۃ الوداع میں آپ مصروف ہو گئے اور حج کے صرف 81 دن بعد راہ گزارِ ملک جاوداں ہو گئے۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

آپ کے وصال کے بعد آپ کے وزیر، صدیق اور خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی قیادت کے فرائض سرانجام دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے باعث دین کو نقصان پہنچنے کا شدید اندیشہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دین کو ثابت قدمی عطا فرمائی، انھوں نے دین کی بنیادوں اور ستونوں کو نہایت مضبوط و مستحکم کر دیا، دین سے بھاگنے اور مرتد ہونے والے لوگوں کو پھر سے دین کی طرف لوٹا دیا جنھوں نے زکاۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا، انھیں پھر سے زکاۃ ادا کرنے پر مجبور کر دیا، جاہلوں کے سامنے حق کو واضح کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی حیثیت سے جن ذمہ داریوں کو قبول کیا تھا انھیں بدرجہ اتم پورا کیا، پھر آپ نے صلیب کے پجاری رومیوں اور آگ کے پجاری ایرانیوں کے خلاف جہاد کے لیے اسلامی لشکروں کی شیرازہ بندی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص کی برکت سے ان ملکوں پر مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور قیصر و کسریٰ اور ان کے پیروکاروں کو ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا، آپ نے مالِ غنیمت میں حاصل ہونے والے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے رستے میں تقسیم فرما دیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے وصی اور ولی عہد، فاروق اواب، شہید محراب، امیر المؤمنین ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلامی فتوحات کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برکت سے کافروں اور ملحدوں کی ناکیں خاک آلودہ ہو گئیں، انھوں نے باغیوں اور منافقوں کا کام تمام کر دیا اور مشرق و مغرب کے ملکوں پر اسلامی پرچم لہرانے لگا، قریب و بعید کے تمام ملکوں کا مال و دولت اور خزانوں کے انبار آپ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ نے شرعی طریقے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق ان تمام مالوں اور ان تمام خزانوں کو اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے تقسیم فرما دیا۔

جب آپ نے سعادتوں اور کامرانیوں سے بھرپور زندگی بسر کرنے کے بعد جامِ شہادت نوش فرمایا تو مہاجرین و انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شہید دار، امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق فرما لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اسلام کو شان و شوکت نصیب ہوئی، انھوں نے دنیا بھر کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی اس زبردست حجت (اسلام) کو غالب کر دیا اور مشرق و مغرب کے تمام ملکوں میں اسلام غالب آ گیا، اللہ تعالیٰ کے کلمے اور اس کے دین کو سربلندی نصیب ہو گئی، ملتِ اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ کے تمام دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی و کامرانی حاصل ہو گئی۔ مسلمان جب بھی کسی قوم پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح ونصرت حاصل کرتے تو پھر اس کے بعد اس کے قرب وجوار میں بسنے والے اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان دیگر لوگوں کی طرف رخ کر لیتے تاکہ حسبِ ذیل ارشاد باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اور فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ﴾ ''اے اہل ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی (محنت وقوت جنگ) پائیں۔'' یعنی تم کفار سے اس قدر زبردست قوت وطاقت سے جہاد کرو کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ مسلمان بہت جری، بہادر اور طاقت ور ہیں۔ ایک مومن کامل کی شان ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کے لیے حریر و پرنیاں اور کافر دشمن کے مقابلے میں صفتِ فولاد ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (المآئدۃ 5:54) ''تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرے اور جس سے وہ محبت کریں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں۔'' اور فرمایا: ﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح 48:29) ''محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ ﴾ (التوبۃ 9:73 و التحریم 66:9) ''اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑیں اور ان پر سختی کریں۔''

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ ''اور جان رکھو! بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔'' یعنی کافروں سے لڑائی کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر توکل کرو اور یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی اطاعت بجالاتے رہے تو اس کی تائید وحمایت تمھارے شامل حال رہے گی۔ اسلامی تاریخ کی ابتدائی تین صدیوں میں جو اس امت کی بہترین صدیاں تھیں، معاملہ اسی طرح تھا کیونکہ وہ لوگ استقامت کے پہاڑ تھے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں سرِ مو فرق نہ آنے دیتے تھے، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے شامل حال تھی اور وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ہمیشہ کامیاب وکامران تھے۔ مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور کافر پیچھے ہٹتے اور ناکام ونامراد ہوتے رہے۔

پھر جب مسلمان بادشاہوں میں فتنے، خواہشات اور اختلافات رونما ہو گئے تو دشمنوں نے اطراف بلاد کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ صرف دیکھنا شروع کر دیا بلکہ انھوں نے ان کی طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی اور بادشاہوں کے باہمی اختلاف کی وجہ سے ان کے آگے بند نہ باندھا جا سکا حتی کہ اطراف کے کئی علاقوں کو فتح کرنے کے بعد انھوں نے مرکز اسلام کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور مسلمانوں کے بہت سے علاقوں پر قبضہ جما لیا۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی سارا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

مسلمان بادشاہوں میں سے جب بھی کوئی دشمنوں کے مقابلے کے لیے شجاعت وجواں مردی سے کھڑا ہوتا، اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان (منافقین) میں سے بعض ایسے ہیں جو (طنزاً) کہتے ہیں: تم میں سے کس کو اس (سورت) نے ایمان میں

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿124﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

زیادہ کیا ہے؟ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے ہیں، اس (سورت) نے ان کو ایمان میں زیادہ کیا ہے، اور وہ خوش ہوتے ہیں ﴿124﴾ لیکن جن لوگوں کے

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿125﴾

دلوں میں روگ ہے، تو اس (سورت) نے ان کی (پہلی) پلیدی پر مزید پلیدی کا اضافہ کر دیا اور وہ مرتے دم تک کافر ہی رہے ﴿125﴾

کے احکام کی اطاعت بجالاتا اور اس کی ذات گرامی پر توکل کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے فتح و نصرت سے سرفراز فرما دیتا اور وہ چھینے ہوئے علاقے دشمنوں سے واپس لے لیتا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے اور امید بھی کہ وہ مسلمانوں کو کافروں اور دشمنوں کی پیشانیوں کو پکڑنے کی پھر توفیق عطا فرما دے گا، پھر سے تمام دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا ڈنکا بجنے لگے گا۔ اِنَّهٗ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

تفسیر آیات: 125,124

مومن کے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ﴾ ”اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے۔“ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے یہ پوچھتے ہیں کہ اس سورت کے نازل ہونے سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿124﴾﴾ ”چنانچہ جو ایمان والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں۔“ یہ آیت کریمہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جیسا کہ ائمہ و علماء میں سے اکثر سلف و خلف کا یہی مذہب ہے بلکہ کئی ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے۔ ہم نے صحیح بخاری کی شرح کی ابتدا میں اس مسئلے پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے۔ ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى......﴾ ”اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کی (پہلی) پلیدی پر مزید پلیدی کا اضافہ کر دیا......“ یعنی ان کے شک اور ریب میں اس سے اضافہ ہی ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ......﴾ الآية (بنی إسرآءيل 82:17) ”اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا ہے......“ اور فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۤىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝﴾ (حٰمٓ السجدة 44:41) ”کہہ دیجیے کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لیے (یہ) ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی (بہرا پن) ہے اور یہ ان کے حق میں (موجب) نابینائی ہے ان کو (گویا) دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔“ یہ ان کی شقاوت اور بدبختی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوَ لَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

کیا وہ (مومن) نہیں دیکھتے کہ بے شک وہ (منافق) ہر سال ایک یا دو بار فتنے میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت

یَذَّكَّرُوْنَ ﴿126﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

پکڑتے ہیں ﴿126﴾ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی (مسلمان) تمھیں دیکھ تو نہیں رہا، پھر

انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿127﴾

(چپکے سے) کھسک جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے، اس لیے کہ بے شک وہ لوگ سمجھتے نہیں ﴿127﴾

کی انتہا ہے کہ جو چیز دلوں کے لیے ہدایت ہے، وہی ان کی ضلالت اور تباہی و بربادی کا سبب ہے جیسا کہ ہیضے کے مریض کے لیے اچھی سے اچھی غذا بھی مزید بیماری اور خرابی ہی کا سبب بنتی ہے۔

تفسیر آیات :127,126

منافقوں کی آزمائش: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا یہ منافق نہیں دیکھتے: ﴿ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ ﴾ ”بلاشبہ یہ آزمائے جاتے ہیں۔“ ﴿ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿126﴾ ﴾ ”ہر سال ایک یا دو بار پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔“ نہ اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ مستقبل کے لیے نصیحت پکڑتے ہیں۔ امام مجاہد فرماتے ہیں کہ ان کی قحط سالی اور بھوک کے ساتھ آزمائش کی جاتی ہے۔ (1)

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿127﴾ ﴾ ”اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں:) بھلا تمھیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر (چپکے سے) پھر جاتے ہیں، اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔“ یہ بھی منافقوں ہی کے بارے میں خبر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ﴿ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ ﴾ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ ﴿ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ ﴾ ”بھلا تمھیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر (چپکے سے) پھر جاتے ہیں۔“ یعنی حق سے دور ہو جاتے ہیں اور پھر جاتے ہیں اور دنیا میں ان کا یہ حال ہے کہ نہ حق کو قبول کرتے، نہ اس پر ثابت قدم رہتے اور نہ اسے سمجھتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ ۙ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ؕ﴿۵۱﴾ ﴾ (المدثر 74:49-51) ”پھر ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں۔ گویا بدکے ہوئے گدھے ہیں (یعنی) شیر سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ۙ﴿۳۶﴾ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾ ﴾ (المعارج 70:36,37) ”پھر ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں (اور) دائیں بائیں سے گروہ گروہ ہو کر (جمع ہوتے جاتے ہیں۔)“ یعنی یہ لوگ حق سے

(1) تفسیر الطبری :98/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

(لوگو!) یقیناً تمھارے پاس تمھی میں سے ایک رسول آ گیا ہے، اس پر تمھارا تکلیف میں مبتلا ہونا گراں (گزرتا) ہے، وہ تمھارے لیے (بھلائی کا)

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿128﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

حریص ہے، مومنوں پر نہایت شفیق، بہت رحم کرنے والا ہے ﴿128﴾ پھر بھی اگر وہ پھریں تو کہہ دیجیے: مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق)

16 ع 7 5

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿129﴾

نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا رب ہے ﴿129﴾

بھاگتے اور باطل کو اختیار کرتے ہوئے، آپ سے دائیں بائیں ہو جاتے ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ﴾ ''پھر (چپکے سے) پھر جاتے ہیں، اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ ﴾ (الصف 5:61) ''پھر تو جب ان لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔'' ﴿ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿127﴾ ﴾ ''کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔'' یعنی اللہ کے فرمان کو سمجھتے نہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش ہی کرتے ہیں بلکہ اس سے نفرت کرتے اور دور ہوتے ہیں، لہٰذا وہ اپنے اس بدترین انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

تفسیر آیات:129,128

رسول اللہ ﷺ کی بعثت اللہ کا احسان ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے مومنوں پر یہ عظیم الشان احسان فرمایا کہ انھی میں سے اپنے ایک رسول مبعوث فرمائے جو انھی کی جنس میں سے ہیں اور انھی کی زبان بولتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دعا فرمائی تھی: ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ﴾ (البقرة 129:2) ''اے ہمارے پروردگار! اور ان (لوگوں) میں انھیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرما۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ (آل عمرٰن 164:3) ''یقیناً اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔'' اور یہاں فرمایا ہے: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾ ''(لوگو!) یقیناً تمھارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔'' یعنی جو تمھاری جنس میں سے ہیں اور تمھاری بولی بولتے ہیں جیسا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے اور مغیرہ بن شعبہ نے کسریٰ کے سفیر سے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسے رسول مبعوث فرمائے ہیں جن کے حسب ونسب، اوصاف واطوار اور جن کی آمد ورفت اور صداقت وامانت کو ہم خوب جانتے ہیں۔[1]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ﴾ ''تمھاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے۔'' یعنی آپ کو وہ چیز بہت گراں معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے آپ کی امت مشقت اور تکلیف میں مبتلا ہو جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: [إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ] ''بے شک دین بہت آسان ہے۔''[2] اس کی تمام شریعت بھی بہت سہل، آسان اور کامل ہے اور اس کے لیے

① مسند أحمد:202/1 و291/5 اور مغیرہ بن شعبہ کے قول کے لیے دیکھیے تاریخ الطبری، ذکر ابتداء أمر القادسية:123/4.

② صحيح البخاري، الإيمان، باب الدين يسر، حديث: 39 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مطابق عمل کرنا تو بہت ہی آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اسے آسان بنا دے۔ ﴿ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ ﴾ ''تمھارے لیے (بھلائی کے) بہت خواہش مند ہیں۔'' یعنی آپ اس بات کے شدید خواہش مند ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت اور دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔ امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُّطَّلِعٌ، أَلَا! وَإِنِّي آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافَتُوا فِي النَّارِ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ أَوِ الذُّبَابِ] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بھی حرام قرار نہیں دیا مگر اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی اس کی طرف ضرور جھانکے گا اور میں تمھیں تمھاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں تاکہ تم جہنم کی آگ میں اس طرح نہ گرنے لگو جس طرح پروانے یا مکھیاں آگ میں گرتی ہیں۔'' [1]

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ''مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) بڑے مہربان ہیں۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ (الشعرآء 26:215-217) ''اور جو مومن آپ کے پیرو ہو گئے ہیں ان کے لیے آپ اپنے (مشفقانہ) بازو جھکائے رکھیں۔ پھر اگر وہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو کہہ دیجیے کہ میں تمھارے اعمال سے بے تعلق ہوں اور (اللہ) غالب (اور) مہربان پر بھروسا رکھیں۔''

اسی طرح اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾ ''پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں۔'' یعنی اگر یہ لوگ اس عظیم، پاک، کامل اور جامع شریعت سے پھر جائیں جو آپ ان کے پاس لائے ہیں ﴿ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ ''تو کہہ دیجیے کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔'' یعنی مجھے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی کی ذات گرامی پر توکل کیا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ ﴾ (المزمل 73:9) ''(وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔'' ﴿ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ ''اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔'' یعنی وہ ہر چیز کا مالک و خالق ہے کیونکہ وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے اور وہ عرشِ عظیم تمام مخلوقات کی چھت ہے۔ تمام مخلوقات، آسمان، زمین اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ بھی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ بھی اور جو کچھ عرش کے نیچے ہے، تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے مغلوب ہیں، اس کا علم ہر ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس کی تقدیر ہر چیز میں نافذ ہے اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾ ...... الآية قرآن مجید کی نازل ہونے والی سب سے آخری آیت ہے۔ [2]

[1] مسند أحمد: 390/1. [2] مسند أحمد: 117/5.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ حضرت زید نے کہا کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت مجھے خزیمہ بن ثابت یا ابوخزیمہ سے ملی۔① اور قبل ازیں ہم نے یہ بیان کر دیا ہے کہ صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے یاد کیا کہ انھوں نے بھی اس آیت کریمہ کو رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جیسا کہ خزیمہ بن ثابت نے اس آیت کی ابتدا میں کہا تھا۔② وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

سورۂ توبہ کی تفسیر مکمل ہوگئی۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

① صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ ...... (التوبة9:128)، حدیث:4679. ② دیکھیے مفصل تفسیر ابن کثیر مذکورہ آیت کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سُورۂ یونس

یہ سورت مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ

الٓرٰ، یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ① کیا لوگوں کے لیے یہ تعجب (کی بات) ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کی طرف وحی بھیجی کہ آپ

اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط قَالَ الْكٰفِرُوْنَ

لوگوں کو ڈرائیں اور ان لوگوں کو خوشخبری دیں جو ایمان لائے کہ بے شک ان کے لیے ان کے رب کے ہاں سچائی کا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا:

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

بے شک یہ تو یقیناً صاف جادوگر ہے ②

تفسیر آیات :2,1

بعض سورتوں کے آغاز میں مذکورہ حروف مقطعات کے بارے میں بحث سورۂ بقرہ کے شروع میں ہو چکی ہے۔[1] لہٰذا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ ﴿ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① ﴾ ''یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں۔'' یعنی یہ نہایت محکم اور روشن کتاب قرآن مجید کی آیات ہیں۔

رسول آدمی ہی ہو سکتا ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا ﴾ ''کیا لوگوں کو تعجب ہوا؟'' اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تردید فرمائی ہے جنھوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا تھا کہ انسانوں میں سے رسول بھیجے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انھوں نے بھی ازراہِ تعجب یہ کہا تھا: ﴿ اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز ﴾ (التغابن 6:64) ''کیا آدمی ہمارے ہادی بنتے ہیں؟'' حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام[2] نے اپنی اپنی قوم سے کہا تھا:

① دیکھیے البقرۃ، آیت: 1 کے ذیل میں۔ ② یہاں عبارت سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت ہود اور صالح علیہما السلام کے اپنی اپنی قوموں سے اس کے متعلق کہے گئے الفاظ ایک جیسے ہیں لیکن قرآن پاک میں حضرت ہود علیہ السلام کے ان الفاظ جیسے الفاظ حضرت نوح علیہ السلام سے منقول ہیں نہ کہ صالح علیہ السلام سے، دیکھیے الأعراف، آیت :63. ممکن ہے کہ تفسیر ابن کثیر کے کسی ناسخ سے ''نوح'' کے بجائے ''صالح'' لکھا گیا ہو جو تا حال چلا آ رہا ہے، البتہ صالح علیہ السلام کی قوم کی طرف سے یہ اعتراض موجود ہے: ﴿ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا ﴾ (القمر 25:54) ''کیا (یہ) نصیحت ہمارے درمیان اسی (صالح) پر نازل کی گئی ہے؟''

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

بے شک تمھارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③

کوئی سفارشی نہیں (بن سکتا) بغیر اس کی اجازت کے۔ یہی اللہ ہے تمھارا رب، چنانچہ تم اسی کی عبادت کرو، پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟③

﴿ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ﴾ (الأعراف 69:7) ”کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ذریعے سے تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس نصیحت آئی ہے۔“ کفار قریش کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا: ﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ ﴾ (صٓ 5:38) ”کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ بے شک یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“ ضحاک رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو تمام یا بعض عربوں نے آپ کے رسول ہونے کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کوئی بشر اس کا رسول ہو۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا ...... ﴾ الآیۃ ”کیا لوگوں کو تعجب ہوا......؟“[1]

اور فرمایا: ﴿ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ﴾ ”بے شک ان کے پروردگار کے ہاں ان کے لیے سچائی کا مرتبہ ہے۔“ اس جملے کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ علی بن ابو طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے میں یہ روایت کیا ہے کہ ان کے بارے میں لوحِ محفوظ ہی میں سعادت لکھ دی ہے۔[2] اور عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے میں یہ روایت کیا ہے کہ ان کے اعمال صالحہ کی وجہ سے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا اجر و ثواب ہے۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿ قَدَمَ صِدْقٍ ﴾ سے مراد نماز، روزہ، صدقہ و خیرات اور تسبیح جیسے اعمالِ صالحہ ہیں، پھر یہ بھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔[3]

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② ﴾ ”کافر کہتے ہیں کہ بے شک یہ تو صریح جادوگر ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تو انھی کی جنس میں سے ایک بشر کو ان کی ہدایت کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے مگر ان کافروں نے انھیں رسول تسلیم کرنے کے بجائے صریح جادوگر قرار دیا، حالانکہ کافر اس بارے میں جھوٹے ہیں۔

تفسیر آیت :3

اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق، رب اور متصرف ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تمام کائنات کا پروردگار ہے، اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے۔ ان چھ دنوں کے بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ ہمارے دنیا کے ان دنوں

① تفسیر الطبری :107/11. ② تفسیر الطبری :109/11. ③ تفسیر الطبری :109,108/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کی طرح تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دن ہماری دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر تھا۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف (کی آیت: 54) میں گزر چکی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ﴾ ''پھر عرش پر مستوی ہوا۔'' عرش تمام مخلوقات میں سے بڑی مخلوق اور تمام مخلوقات کی چھت ہے۔ ﴿ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ﴾ ''وہی (ہر) کام کا انتظام کرتا ہے۔'' ﴿ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ﴾ (سبا 3:34) ''ذرہ برابر بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔'' نہ کوئی کام اسے کسی دوسرے کام سے مشغول کرسکتا ہے، نہ مسائل اس سے کوئی غلط کام کرواسکتے ہیں، نہ وہ فریاد کرنے والوں کی گریہ وزاری سے تنگ دل ہوتا ہے اور نہ ہی پہاڑوں، سمندروں، آبادیوں اور جنگلوں کے کسی بڑے کام کا انتظام اسے کسی چھوٹے کام سے غافل کرسکتا ہے۔ ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ھود 6:11) ''اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (الأنعام 59:6) ''اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تر یا خشک چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔''

دَراوَردی نے سعد بن اسحاق بن کعب بن عُجرہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... ﴾ الآیۃ ''بے شک تمھارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا......'' نازل ہوئی تو انھیں ایک بہت بڑی جماعت ملی جس کے بارے میں ان کا خیال یہ تھا کہ یہ عربوں کی جماعت ہے لیکن جب انھوں نے ان سے یہ پوچھا کہ تم کون ہو تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم جن ہیں، ہم مدینہ سے نکلے ہیں اور ہمیں اس آیت نے نکالا ہے۔[1]

سفارش اس کے لیے ہوگی جس کے حق میں اللہ چاہے گا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ﴾ یعنی (کوئی اس کے پاس) اس کی اجازت ملے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرسکتا۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے: ﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ﴾ (البقرۃ 255:2) ''کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝ ﴾ (النجم 26:53) ''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ اللہ جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ﴾ (سبا 23:34) ''اور اللہ کے ہاں (کسی کے لیے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔'' ﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ ''یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، چنانچہ تم اسی کی عبادت کرو، بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے؟'' یعنی صرف اور صرف اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اے مشرکو! تم اس بات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ تم غیر اللہ کی بھی عبادت کرتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ ساری مخلوق کو صرف اسی نے پیدا فرمایا ہے تو اس بات کا بھی صرف وہی مستحق ہے کہ تمام مخلوق

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 1924/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اللہ کا وعدہ سچا ہے، بے شک وہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر وہی اسے لوٹائے (زندہ کرے) گا،

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

تاکہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④

پانی اور دردناک عذاب ہوگا، اس لیے کہ وہ کفر کرتے تھے ④

اسی کی عبادت کرے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ﴾ (الزخرف 87:43) ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے۔ تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے!'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 87,86:23) ''(اے نبی! ان سے) پوچھیں کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے۔) یقیناً (بے ساختہ) کہہ دیں گے کہ (یہ چیزیں) اللہ ہی کی ہیں! کہہ دیجیے کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں۔'' اسی طرح اس سے پہلی اور بعد والی آیات میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر آیت: 4

جزا و سزا کے لیے سب نے اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوق نے روز قیامت اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، وہ اپنی ہر ہر مخلوق کو دوبارہ اسی طرح زندہ کر دے گا جس طرح اس نے اسے پہلی بار پیدا فرمایا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ ﴾ (الروم 27:30) ''اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے، پھر اسے لوٹائے گا اور یہ اس کو بہت آسان ہے۔'' ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ ﴾ ''تاکہ وہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔'' قسط کے معنی عدل و انصاف اور پوری پوری جزا کے ہیں۔ ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④ ﴾ ''اور جو کافر ہیں ان کے لیے پینے کو نہایت کھولتا ہوا پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ وہ (اللہ کا) انکار کرتے تھے۔'' یعنی کفر و انکار کے سبب انھیں قیامت کے دن دوزخ کی لپیٹ اور کھولتے ہوئے گرم پانی اور سیاہ دھوئیں کے بادلوں کی صورت میں مختلف قسم کے عذاب دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: ﴿ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ○ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ○ ﴾ (صٓ 58,57:38) ''یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ (ہے اب) اس (کے مزے) کو چکھو اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے۔)'' اور فرمایا: ﴿ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ○ ﴾ (الرحمٰن 44,43:55) ''یہی وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے، وہ اس (دوزخ) اور شدید کھولتے ہوئے پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ

وہی ہے (اللہ) جس نے سورج کو نہایت روشن بنایا اور چاند کو نور اور اس کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ یہ (سب کچھ)

وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِیْ

اللہ نے حق ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ (اپنی) آیتیں تفصیل سے ان لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں ⑤ بے شک رات اور دن کے (بدل

اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ⑥

بدل کر) آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے (اس میں بھی)، البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں ⑥

تفسیر آیات: 6،5

ہر چیز اللہ کی قدرت کی شاہد ہے: یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نشانیوں کو بیان کیا ہے جنھیں اس نے پیدا فرمایا اور اپنی کمالِ قدرت اور عظیم سلطنت کے لیے نشان بنا دیا ہے، مثلاً: اس نے سورج سے نکلنے والی شعاعوں کو ضیاء بنا دیا ہے اور چاند سے نکلنے والی شعاعوں کو نور بنا دیا ہے۔ ضیاء ایک الگ چیز ہے اور نور ایک الگ،[1] دونوں میں فرق رکھا تاکہ ایک دوسرے سے مشتبہ نہ ہو جائیں۔ دن کو اس نے سورج کا راج قائم کر دیا اور رات کو چاند کا، پھر چاند کی اس نے منزلیں مقرر فرما دیں کہ ابتدا میں جب چاند طلوع ہوتا ہے تو بہت چھوٹا ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ اس کے وجود اور اس کے نور میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے حتی کہ وہ بدرِ کامل، یعنی چودھویں رات کا چاند بن جاتا ہے، پھر وہ آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے حتی کہ مہینے کے پورے ہونے پر وہ اپنی پہلی اور ابتدائی حالت کی طرف لوٹ آتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ○ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ○﴾ (یٰسٓ 36: 40،39) ''اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے، نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ﴾ (الأنعام 6: 96) ''اور سورج اور چاند کو (ذریعۂ) حساب بنایا ہے۔''

اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: ﴿وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ﴾ یعنی چاند کی منزلیں مقرر کیں ﴿لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ﴾ ''تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب جان لو۔'' سورج کے ساتھ دن اور چاند کے ساتھ مہینے اور سال معلوم کیے جاتے ہیں۔

نہیں نکمی کوئی چیز قدرت کے کارخانے میں: ﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''یہ (سب کچھ) اللہ نے حق ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' یعنی اس نے اسے عبث پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں عظیم الشان حکمت و مصلحت کارفرما ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ

[1] نور وہ روشنی ہے جس میں روشنی اور چمک تو ہو مگر حرارت، تپش اور رنگ میں سرخی نہ ہو۔ اگر روشنی بھی ہو اور ساتھ حرارت، تپش اور سرخی بھی ہو تو وہ ضیاء ہے، دیکھیے مترادفات القرآن، ص: 547 از عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ۔ اس طرح سے بھی فرق کیا جاتا ہے کہ ضیاء تیز روشنی کو اور نور اس سے کم روشنی کو کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ ﴾ (صٓ 27:38) ”اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (کائنات) ان میں ہے اس کو بے کار نہیں پیدا کیا، یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں تو کافروں کے لیے آگ کی (صورت میں) بڑی ہلاکت ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ ﴾ (المؤمنون 23:115,116) ”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان اس سے) بلند و بالا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، (وہی) عزت والے عرش کا مالک ہے۔“

﴿ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ ﴾ ”وہ (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔“ آیتوں سے یہاں دلائل و براہین مراد ہیں۔ ﴿ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ”ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴾ ”بے شک دن اور رات کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں۔“ یعنی جب دن چلا جاتا ہے تو رات آجاتی ہے اور جب رات چلی جاتی ہے تو دن آجاتا ہے، کوئی چیز بھی اپنے وقت سے مؤخر نہیں ہوتی جیسا کہ فرمایا: ﴿ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ ﴾ (الأعراف 7:54) ”وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ...... ﴾ الآیة (یٰسٓ 36:40) ”نہ تو سورج ہی سے یہ ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے ......“ اور فرمایا: ﴿ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا ﴾ (الأنعام 6:96) ”(وہی رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا۔)“

ایمان وتقویٰ اور عقل ودانش سے بہرہ ور لوگوں کے لیے ہر سو پھیلی ہوئی قدرت کی نشانیاں: فرمایا ﴿ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ”اور جو چیزیں اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں۔“ یعنی وہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف 12:105) ”اور آسمان وزمین میں کتنی زیادہ نشانیاں ہیں جن پر سے وہ گزرتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بے دھیان ہوتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (یونس 10:101) ”(ان کفار سے) کہہ دیجیے کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا کچھ ہے۔ مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے نشانیاں اور ڈراوے ان کے کچھ کام نہیں آتے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ ﴾ (سبا 34:9) ”کیا انھوں نے اس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے (یعنی) آسمان اور زمین؟ اگر ہم چاہیں تو انھیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان سے کچھ ٹکڑے گرا دیں، یقیناً اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے ضرور نشانی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ (اٰل عمرٰن 3:190)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِهَا وَالَّذِيۡنَ هُمۡ

بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی اور اسی پر مطمئن ہیں اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل

عَنۡ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ⑦ اُولٰٓئِكَ مَاۡوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ⑧

ہیں ⑦ وہی ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے ان (عملوں) کی وجہ سے جو وہ کماتے تھے ⑧

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهۡدِيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِاِيۡمَانِهِمۡ ۚ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے انھیں (جنت کے باغوں کی) راہ دکھائے گا جن کے

فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ⑨ دَعۡوٰىهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعۡوٰىهُمۡ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی، نعمتوں کے باغات میں ⑨ اس (جنت) میں ان کی پکار ہوگی: اے اللہ! تو پاک ہے۔ اور اس میں ان کی دعا ہوگی: سلام۔

اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ⑩ ع 1 10 6

اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں ⑩

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے آنے جانے میں یقیناً عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔'' ارشاد باری ہے: لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ ⑥ ''(البتہ نشانیاں ہیں) ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں۔'' یعنی ان کے لیے جو اللہ کی سزا، ناراضی اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

تفسیر آیات: 8,7

منکرینِ قیامت کا ٹھکانا جہنم ہے: اللہ تعالیٰ نے ان بدبخت اور بدنصیب لوگوں کا حال بیان کیا ہے جنھوں نے روز قیامت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا انکار کیا، وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے اور اسی پر ان کے دل مطمئن ہو گئے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! انھوں نے دنیا کو اس لیے مزین کیا اور اسے اس لیے اٹھایا کہ وہ اس سے خوش تھے۔[1] اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ کونیہ ''کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں'' سے غافل تھے کہ ان میں غور نہیں کرتے تھے اور آیاتِ شرعیہ سے بھی غافل تھے کہ ان کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے، قیامت کے دن ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو ان کے کمائے ہوئے برے اعمال، گناہوں، غلطیوں اور جرموں کی سزا ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بدنصیب اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور یومِ آخرت کا انکار بھی کرتے تھے۔

تفسیر آیات: 10,9

اہلِ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو اچھا بدلہ ملے گا: یہ ان سعادت مند لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی، احکامِ الٰہی کی پابندی کی اور نیک اعمال بجا لائے تو ان کے ایمان کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو راہ دکھائے گا، اس بات کا احتمال ہے کہ بِاِيۡمَانِهِمۡ ۚ کی ''با'' سببیہ ہو اور اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ

[1] تفسير ابن أبي حاتم: 1928/6.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کے دنیا میں ایمان لانے کے سبب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں مستقیم اور سیدھی راہ (پل صراط) دکھا دے گا حتی کہ وہ اسے عبور کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ "با" استعانت کے لیے ہو جیسا کہ امام مجاہد نے اس آیت: ﴿ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ﴾ کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے نور ہوگا جس کی مدد سے وہ چلیں گے۔[1] جیسا کہ فرمایا: ﴿ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ "ان کی دعا ان (جنتوں) میں (یہ) ہوگی: پاک ہے تو اے اللہ! اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ اللہ رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔" یعنی یہ اہل جنت کا حال ہے۔

اس آیت کریمہ کی حسب ذیل آیات سے مشابہت ہے: ﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ﴾ (الأحزاب 44:33) "جس روز وہ اس سے ملیں گے تو ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا۔" اور فرمایا: ﴿ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ ﴾ (الواقعة 26,25:56) "وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں، ان کا کلام سلام سلام (ہوگا۔)" اور فرمایا: ﴿ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ ﴾ (یٰس 58:36) "پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا۔)" اور فرمایا: ﴿ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ﴾ (الرعد 24,23:13) "اور فرشتے (بہشت کے) ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو۔"

ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ ہی حمد وثنا کا مستحق ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ "اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ اللہ رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔" یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابد الآباد تک اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہی محمود ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہی معبود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ نے مخلوق کی پیدائش کے آغاز کا ذکر کیا، اسی طرح تخلیق کا عمل مسلسل جاری رکھنے کے موقع پر، اسی طرح اپنی کتاب مقدس کے آغاز اور جہاں اس کے نزول کا ذکر ہے وہاں بھی حمد کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ ﴾ (الكهف 1:18) "سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی۔" اور فرمایا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ (الأنعام 1:6) "ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لائق ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔" اس طرح اور بھی بہت سے احوال میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات گرامی کی حمد بیان کی ہے، ان کا ذکر موجب طوالت ہوگا۔ بہر حال ابتدا میں بھی آخر میں بھی، دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور ہر ہر حال میں وہی حمد وثنا کا مستحق ہے۔ حدیث میں ہے: [إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ...... يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ] "یقیناً اہل جنت...... کو تسبیح وتحمید کا الہام ہوگا جس طرح انھیں ان کا سانس الہام کیا جاتا ہے۔"[2] اور یہ اس لیے کہ وہ دیکھیں گے کہ

[1] تفسیر الطبری: 117/11. [2] صحیح مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة وأهلها......، حديث: 2835 عن جابر رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ

اور اگر اللہ لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسے وہ بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی میعاد پوری ہو چکی ہوتی، چنانچہ ہم ان لوگوں کو جو

لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪

ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ⑪

ان پر ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور انھیں بار بار ایسی نعمتوں سے سرفراز کیا جا رہا ہے جن کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ وہ کبھی ختم ہی ہوں گی۔ پس اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی پروردگار!

تفسیر آیت : 11

اللہ تعالیٰ بد دعا کو بھلائی کی دعا کی طرح جلد قبول نہیں فرماتا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ اپنے حلم اور لطف و کرم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ جب تنگی یا غصے کی حالت میں اپنے لیے یا اپنے مال و اولاد کے لیے بد دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی اس بد دعا کو قبول نہیں فرماتا کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ ان کا ارادہ اس شر کا نہیں ہے، لہٰذا وہ از راہ لطف و کرم غصے اور ناراضی کی حالت میں کی گئی بد دعا کو اس طرح قبول نہیں فرماتا جس طرح اپنے لیے یا اپنے مال و اولاد کے لیے ان کی خیر و بھلائی اور برکت کی دعا کو جلد قبول فرما لیتا ہے۔ اسی لیے اس نے فرمایا ہے: ﴿ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ ﴾ ''اور اگر اللہ بہت جلدی بھلائی دینے کی طرح لوگوں کے لیے جلدی برائی دے، تو ان کی طرف ان کی مدت ضرور پوری کر دی جائے۔'' یعنی اگر وہ ان کی بد دعا کو اسی طرح قبول کر لیتا جس طرح انھوں نے کی ہوتی ہے تو وہ انھیں ہلاک کر دیتا۔

اس لیے کثرت سے بد دعا نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ حافظ ابوبکر بزار رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ] ''تم اپنے لیے بد دعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد اور مالوں کے لیے بد دعا کرو، ہو سکتا ہے کہ تمھاری یہ بد دعا کسی ایسی گھڑی میں ہو جس میں عطا ہی عطا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لے۔''① اسے امام ابوداود نے بھی بیان کیا ہے۔② یہ آیت اسی طرح ہے جیسے یہ آیت ہے: ﴿ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ ﴾ (بنيٓ إسرآءيل 11:17) ''اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے، اسی طرح برائی مانگتا ہے۔''

امام مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ: ﴿ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ ...... ﴾ الآیۃ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان غصے

① صحیح مسلم، الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليَسَر، حديث: 3009 مطولا. جبکہ مسند البزار میں یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔ ② سنن أبي داود، الوتر، باب النهي أن يدعو الإنسان على أهله وماله، حديث: 1532 اس میں عَلٰى خَدَمِكُمْ ''اپنے خادموں کے لیے بھی (بد دعا مت کرو۔)'' کے الفاظ بھی ہیں۔ ابن کثیر میں [ساعة فيها إجابة] ہے۔ جبکہ اس سے قریب ترین الفاظ موارد الظمآن: 53,52/8، حديث: 2411 میں اس طرح ہیں: [مِنَ الْإِجَابَةِ السَّاعَةَ].

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، اپنے پہلو پر (لیٹے) یا بیٹھے یا کھڑے ہوئے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو

ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

وہ (یوں) گزر جاتا ہے جیسے اس نے خود کو تکلیف پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا، اسی طرح حد سے گزر جانے والوں کے لیے ان کے (برے) عمل

يَعْمَلُوْنَ ⑫

پرکشش بنا دیے گئے ⑫

کی حالت میں اپنی اولاد یا اہل کے لیے یہ کہہ دیتا ہے کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ دینا اور وہ ان پر لعنت بھیجنے لگ جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی بددعا کو بھی اسی طرح قبول فرمانے لگ جائے جس طرح ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے تو انھیں ہلاک کر ڈالے۔ [1]

تفسیر آیت:12

انسان تکلیف میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور فراخی و خوشحالی میں اُسے فراموش کر دیتا ہے: اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو قلق و اضطراب میں اپنے رب کو پکارتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ ﴾ (حٰمٓ السجدة 51:41) ”اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔“ عریض اور کثیر کے معنی ایک ہی ہیں۔ انسان کو جب کوئی سختی پہنچتی ہے تو وہ قلق و اضطراب میں مبتلا ہو جاتا، جزع فزع کرتا اور کثرت سے دعائیں مانگتا ہے۔ لیٹے، بیٹھے، کھڑے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہے کہ وہ اس کی تکلیف اور پریشانی کو دور فرما دے اور جب اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف اور پریشانی کو دور فرما دیتا ہے تو وہ منہ موڑ لیتا اور پہلو پھیر کر اس طرح چل دیتا ہے: ﴿ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ ﴾ ”اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی ایسی تکلیف پر جو اسے پہنچی تھی، ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔“ اللہ تعالیٰ نے اس قُماش کے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫ ﴾ ”اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے (برے) اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ جسے ہدایت، راست روی اور سلامتی کی توفیق عطا فرما دے، وہ اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ ﴾ (ھود 11:11) ”سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے۔“ اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ [عَجَبًا لِّأَمْرِ الْمُؤْمِنِ (لَا يَقْضِي اللّٰهُ لَهُ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَّهُ) إِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ كَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ فَشَكَرَ كَانَ خَيْرًا لَّهُ ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ] ”مومن کا معاملہ بہت تعجب انگیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو فیصلہ بھی فرماتا ہے، وہ اس کے لیے بہتر ثابت ہوتا ہے اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور صبر کرنا اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی مسرت حاصل ہو تو شکر کرتا

① تفسیر الطبری 122,121/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا

اور البتہ ہم نے ان امتوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھیں، جب انھوں نے ظلم کیا، اور ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلوں کے ساتھ

لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ

آئے، اور وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ مجرم لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں⑬ پھر ان کے بعد ہم نے تمھیں زمین میں جانشین بنایا، تاکہ

بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭

ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو⑭

ہے اور شکر ادا کرنا بھی اس کے لیے بہتر ہے اور یہ مومن ہی کی شان ہے (کہ اس کی زندگی صبر اور شکر کا حسین امتزاج ہے۔)‘‘[1]

تفسیر آیات: 14,13

پہلی امتوں کی ہلاکت باعثِ عبرت ہے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے پہلی امتوں کو اس وقت کس طرح ہلاک کر دیا تھا جب انھوں نے اپنے ان پیغمبروں کی تکذیب کی جو ان کے پاس واضح دلائل و براہین لے کر آئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بعد ان کو یہاں خلیفہ بنایا، بسایا اور ان کی طرف اپنے رسول کو بھیجا تاکہ وہ یہ معلوم کر لے کہ یہ لوگ اس کی اطاعت اور اس کے رسول کی اتباع کرتے ہیں یا نہیں۔ صحیح مسلم میں ابونضرہ کی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ الدُّنيَا حُلوَةٌ خَضِرَةٌ، وَّإِنَّ اللّٰهَ مُستَخلِفُكُم فِيهَا، فَيَنظُرُ كَيفَ تَعمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتنَةِ بَنِي إِسرَائِيلَ كَانَت فِي النِّسَاءِ] ’’بے شک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک دوسرے کے بعد اس میں بسایا ہے اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو، چنانچہ تم دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنے) سے بھی احتراز کرو کیونکہ بنی اسرائیل میں بھی سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے تھا۔‘‘[2]

عوف بن مالک رحمہ اللہ کا خواب: امام ابن جریر رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ عوف بن مالک نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ آسمان سے گویا ایک رسی لٹکائی گئی ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر اٹھا لیا گیا، پھر اس رسی کو دوبارہ لٹکا دیا گیا اور اس کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اوپر اٹھا لیا گیا، پھر منبر کے اردگرد لوگوں کی پیمائش کی گئی تو عمر رضی اللہ عنہ دوسرے لوگوں کی نسبت تین ہاتھ منبر کی جانب آگے بڑھ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: بس رہنے دو اپنا خواب! ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے فرمایا: عوف! وہ تمھارا خواب کیا تھا؟ انھوں نے عرض کی: کیا آپ کو میرے خواب کی کوئی ضرورت ہے۔ کیا آپ نے مجھے خواب

---

① صحيح مسلم، الزهد، باب المؤمن أمره كله خير، حديث: 2999 اور قوسین والے الفاظ مسند أحمد: 24/5 کے مطابق ہیں، البتہ مسند احمد میں [شيئا] ہے اور [قضاء] کے لیے دیکھیے مسند أبي يعلى الموصلي: 221/7. ② صحيح مسلم، الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء، وبيان الفتنة بالنساء، حديث: 2742.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ

اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ، جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، کہتے ہیں: تو اس کے علاوہ کوئی (دوسرا)

هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

قرآن لے آیا اسے (کچھ) بدل دے۔ کہہ دیجیے: مجھے اختیار نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮ قُلْ لَّوْ

میری طرف وحی کی جاتی ہے، بے شک اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے⑮ کہہ دیجیے:

شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ

اگر اللہ چاہتا تو میں اس (قرآن) کی تم پر تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمھیں اس کی خبر دیتا، چنانچہ میں اس (نبوت) سے پہلے تمھارے اندر ایک مدت

قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑯

ٹھہرا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟⑯

سناتے وقت ڈانٹا نہیں تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر افسوس ہو! تم کو تو میں نے اس لیے خواب سنانے سے منع کیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو خود ان کے سامنے ان کی موت کی خبر سناؤ۔ اس کے بعد عوف نے اپنا خواب بیان کرنا شروع کر دیا، پھر جب وہ خواب بیان کرتے ہوئے لوگوں کی پیمائش کیے جانے اور اس پیمائش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین ہاتھ کے بقدر آگے بڑھنے تک پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ ان تینوں ہاتھوں میں سے ایک تو خلیفہ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور تیسرا یہ کہ وہ شہید ہیں، پھر انھوں نے کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭﴾ ”پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔“ ام عمر کے بیٹے! اب تمھیں خلیفہ بنا دیا گیا ہے، لہٰذا اب دیکھو کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ خواب میں جو یہ کہا گیا ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا تو یہ اسی صورت میں ہے کہ جب اللہ چاہے، اور جو شہادت کی بات کہی گئی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت کیسے مل سکتی ہے جبکہ مسلمان ہر وقت ان کے گرد و پیش جمع رہتے ہیں۔[1]

تفسیر آیات: 16,15

سردارانِ قریش کی ہٹ دھرمی: اللہ تعالیٰ نے قریش کے سرداروں، مشرکوں، انکار کرنے والوں اور حق سے اعراض کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اللہ کی کتاب اور اس کے روشن دلائل پڑھ کر سناتے ہیں تو وہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن بنا لاؤ، یعنی اس قرآن کو لے جاؤ اور کسی اور انداز کا قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ﴿قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ﴾

① تفسیر الطبری: 124/11 والطبقات الکبرٰی لابن سعد: 331/3.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِیۡ﴾ ''ان سے کہہ دیں کہ مجھے اختیار نہیں ہے کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔'' یعنی مجھے اس کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کے حکم کا پابند ہوں اور اس کا رسول ہوں اور جو وحی اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتی ہے، میں اسے بلاکم وکاست پہنچادیتا ہوں۔

﴿اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۵﴾﴾ ''میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو یقیناً مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے۔''

قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت: اس کے بعد ان پر حجت قائم کرتے ہوئے اس بات کی دلیل دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ صحیح ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وَ لَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ ۫ۖ﴾ ''(یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر نہ سناتا اور نہ اللہ تمھیں اس کی خبر دیتا۔'' یعنی تمھارے پاس میں یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے ارادۂ ومشیت سے لے کر آیا ہوں۔ اور اس بات کی دلیل کہ اسے میں نے خود اپنی طرف سے نہیں بنایا، یہ ہے کہ بے شک تم اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہو اور تم میری ولادت سے بعثت تک میری صداقت وامانت کے بارے میں بھی خوب جانتے ہو، تم نے کبھی مجھ پر ذرا بھی تنقید نہیں کی جس کی وجہ سے تمھیں میرے بارے میں کوئی شبہ ہو یا مجھ میں کوئی عیب نکال سکو، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ ''(اے نبی! کہہ دیجیے) کہ بے شک میں نے (نبوت سے پہلے) تمھارے اندر ایک عمر گزاری ہے تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔'' یعنی کیا تم میں عقل نہیں ہے جس کے ساتھ تم حق وباطل میں فرق کرسکو؟

اسی لیے ہرقل شاہِ روم نے جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کچھ سوال پوچھے تھے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا: دعوائے نبوت سے قبل تم نے ان پر جھوٹ کا کبھی کوئی الزام لگایا تھا؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ جی نہیں، حالانکہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس وقت کافروں کے سردار اور مشرکوں کے سربراہ تھے لیکن اس کے باوجود وہ آپ کی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ ''اور خوبی وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کریں۔'' ابوسفیان کے اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے ہرقل نے کہا: مجھے معلوم ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں کے معاملے میں تو جھوٹ نہ بولیں مگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ جھوٹ بولنے لگ جائیں۔ [1]

اسی طرح جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا ہے جن کی صداقت وامانت اور جن کے نسب کو ہم خوب جانتے ہیں۔ [2] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل چالیس برس کا عرصہ

[1] ملخص از صحیح البخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللّٰہ......؟ حدیث: 7 ودلائل النبوة للبیهقی، باب الهجرة الأولی إلی الحبشة......:302/2. [2] مسند أحمد:202/1 ودلائل النبوة للبیهقی، باب الهجرة الأولی إلی الحبشة ثم الثانیة ......:302/2 والسیرة النبویة لابن هشام، باب إحضار النجاشی للمهاجرین......:336,335/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿17﴾

پھر اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا؟ بے شک مجرم فلاح نہیں پاتے ﴿17﴾

ان میں گزارا تھا۔ اور یہی مشہور اور صحیح ترین قول ہے۔

تفسیر آیت: 17

نبوت کا جھوٹا دعویدار بہت بڑا ظالم ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی زیادہ ظالم وسرکش اور بڑا مجرم نہیں ہوسکتا، ﴿مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ ”جو اللہ پر جھوٹ وافتراء باندھے۔“ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہو تو ایسے شخص سے بڑھ کر نہ کوئی بڑا مجرم ہوسکتا ہے اور نہ بڑا ظالم۔ اس طرح کے شخص کا معاملہ تو نہایت غبی اور کند ذہن لوگوں پر بھی مخفی نہیں رہ سکتا، پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسے شخص کا حال انبیاء کے ساتھ مشتبہ ہو جائے۔ جو شخص بھی ایسی بات کرے، خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا تو اللہ تعالیٰ اس کے سچے یا جھوٹے ہونے کے ایسے دلائل مہیا فرما دیتا ہے جو اظہر من الشمس ہوتے ہیں، مثلاً: اگر کوئی شخص ایک طرف رسولِ رحمت محمد ﷺ کا مشاہدہ کرے اور دوسری طرف مُسَیلمہ کذاب کو دیکھے تو اسے دونوں میں فرق اس سے بھی زیادہ واضح نظر آئے گا جیسے آفتاب نصف النہار کی روشنی اور شب دیجور کی تاریکی میں فرق ہوتا ہے۔ جس شخص میں ادنیٰ سی بھی بصیرت ہو وہ عادات واطوار اور کردار وگفتار ہی سے یہ معلوم کر لے گا کہ رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور مسیلمہ کذّاب، سَجاح اور اسود عنسی جھوٹے اور کذاب ہیں۔

یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو لوگ دیوانہ وار آپ کے استقبال کے لیے دوڑے، میں بھی انھی لوگوں میں شامل تھا جوں ہی میری نظر آپ کے چہرۂ اقدس پر پڑی تو مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ نورانی چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا اور سب سے پہلے آپ کی کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی زبان مبارک سے میں نے جو الفاظ سنے وہ یہ تھے: [(يَا أَيُّهَا النَّاسُ!) أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا (بِاللَّيْلِ) وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ] ”اے لوگو! سلام پھیلاؤ (کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کہا کرو) اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی سے کام لو اور رات کو اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو (ان کاموں کے کرنے کی وجہ سے) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“[1]

ضِمام بن ثعلبہ جب اپنی قوم بنوسعد بن بکر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے جو گفتگو کی اس میں یہ بات بھی تھی کہ اس نے پوچھا: آسمان کو کس نے بلند کیا؟...... آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُ] ”اللہ نے“ اس نے

① جامع الترمذي، الزهد، باب حديث: أفشوالسلام، حديث: 2485 جبکہ قوسین والا جملہ سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام الليل، حديث: 1334 میں ہے۔ و مسند أحمد: 451/5 واللفظ له.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا: ان پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا؟ اور جو ان پہاڑوں میں رکھا ہے جو رکھا ہے؟ فرمایا: [اَللّٰهُ] ''اللہ نے'' پھر اس نے پوچھا کہ اس زمین کو کس نے بچھایا؟ آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُ] ''اللہ نے'' اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آسمان کو بلند کیا، پہاڑوں کو (زمین میں) نصب کیا اور زمین کو بچھایا، کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ] ''جی ہاں! اللہ کی قسم!'' پھر اس نے آپ سے نماز، زکاۃ، حج اور روزے کے بارے میں بھی سوالات پوچھے اور وہ ہر سوال اسی طرح کی قسم دے کر پوچھتا تھا تو رسول اللہ ﷺ بھی قسم ہی کے ساتھ اسے جواب دیتے تھے (اپنے تمام سوالات کے جواب سے مطمئن ہو کر) اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ اس ذات اقدس کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں ان باتوں میں کوئی اضافہ کروں گا نہ کمی۔ ① اس شخص نے محض انھی سوالات و جوابات پر اکتفا کیا اور اسے ان دلائل و براہین سے جن کا اس نے مشاہدہ کیا تھا، آپ ﷺ کی صداقت کا پورا پورا یقین ہو گیا۔

''چہ نسبت خاک را با عالم پاک'': مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ایک بار عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مسیلمہ کے پاس گئے جو کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کے دوست تھے اور ابھی تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے، مُسَیلمہ نے کہا: عمرو! یہ بتاؤ کہ تمھارے ساتھی پر اب کیا نازل ہوا ہے؟ یعنی اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر تازہ وحی کیا نازل ہوئی ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ میں نے آج کل آپ ﷺ کے صحابہ کو ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے جو اگرچہ ایک چھوٹی سی سورت ہے مگر ہے بہت عظیم الشان! مسیلمہ نے پوچھا: وہ کونسی سورت ہے؟ عمرو نے کہا: ﴿ وَالْعَصْرِۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ...... ﴾ (العصر 103:1,2) تو مسیلمہ نے کچھ دیر غور و فکر کیا، پھر کہنے لگا کہ اس طرح کی ایک سورت تو مجھ پر بھی نازل ہوئی ہے، عمرو نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ وہ سورت یہ ہے: يَا وَبْرُ! يَا وَبْرُ! إِنَّمَا أَنْتَ أُذُنَانِ وَصَدْرٌ، وَسَائِرُكَ حَقْرٌ نَقْرٌ. ''اے جنگلی چوہے! اے جنگلی چوہے! تیرے دو کان اور ایک سینہ ہے اور باقی تیرا سارا جسم حقیر، بے ہنگم اور بے ڈول ہے۔'' پھر اس نے کہا کہ عمرو! اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے۔ عمرو نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! یہ بات تو تجھے بھی معلوم ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو سراسر جھوٹ بولتا ہے۔ ②

اس واقعہ کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اس وقت عمرو بن عاص مشرک تھے مگر حالتِ شرک میں بھی انھیں ذرہ بھر شبہ نہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور مسیلمہ ملعون کذاب ہے تو اصحاب دانش و بینش اور اربابِ عقل و بصیرت سے یہ بات کس طرح مخفی رہ سکتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ (الأنعام 6:93) ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی کی گئی، حالانکہ اس کی طرف کوئی شے بھی وحی نہ کی گئی ہو اور جو یہ کہے کہ جو اللہ نے

① ماخوذ از صحیح البخاری، العلم، باب ماجاء فی العلم، حدیث: 63 و صحیح مسلم، الإیمان، باب السؤال عن أرکان الإسلام، حدیث: 12، مزید دیکھیے زاد المعاد: 3/647. ② البدایة والنهایة، مقتل مسیلمة الکذاب لعنه الله: 6/331.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہُمۡ وَلَا یَنۡفَعُہُمۡ وَیَقُوۡلُوۡنَ ہٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا

اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں نہ نقصان دیتی ہیں اور نہ نفع دیتی ہیں، اور وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی

عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعۡلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی

ہیں۔ کہہ دیجیے: کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ آسمانوں میں نہیں جانتا اور نہ زمین میں؟ وہ پاک اور بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک

عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿18﴾ وَمَا کَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَاخۡتَلَفُوۡا ؕ وَلَوۡلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ

ٹھہراتے ہیں ﴿18﴾ اور پہلے لوگ ایک ہی امت تھے، پھر انھوں نے (باہم) اختلاف کیا، اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے

رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ فِیۡمَا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿19﴾

سے طے ہو چکی ہے تو ان میں اس چیز کے متعلق یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ﴿19﴾

نازل کیا ہے میں بھی اس جیسا نازل کروں گا۔'' اور اس آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿17﴾﴾ ''تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ گھڑے اور اس کی آیتوں کو جھٹلائے؟ بے شک مجرم فلاح نہیں پائیں گے۔'' اس طرح جو شخص اس حق کی تکذیب کرے جسے اللہ کے پیغمبر لے کر آئے ہیں اور اس حق کی تائید میں دلائل و براہین بھی موجود ہوں تو اس سے بڑا ظالم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

تفسیر آیات: 19,18

مشرکوں کا اپنے خداؤں کے بارے میں اعتقاد: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کی تردید فرمائی ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر جھوٹے خداؤں کی بھی عبادت شروع کر دی تھی اور وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی شفاعت ان کے کام آئے گی، ان کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تو نفع و نقصان یا کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ اور ان کے بارے میں جو لوگ اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں، ان میں سرے سے ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں اور نہ کبھی آئندہ ہوگی، اسی لیے فرمایا: ﴿قُلۡ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعۡلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ﴾ ''کہہ دیجیے: کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کو وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟'' ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کو ایسی خبر بتاتے ہو جو کبھی نہ آسمانوں میں ہو سکتی ہے اور نہ زمین میں۔[1] پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات گرامی کو ان کے شرک اور کفر سے پاک قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿18﴾﴾ ''وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

شرک ایک نئی ایجاد ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شرک ایک نئی ایجاد ہے، پہلے لوگوں میں شرک نہیں تھا اور سب لوگ ایک ہی دین، یعنی دین اسلام پر تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کی دس

[1] تفسیر الطبری: 129/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ ۚ إِنِّى

اور وہ کہتے ہیں: اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل کی گئی؟ تو آپ کہہ دیجیے: یقیناً غیب تو اللہ ہی کے لیے ہے،

مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ﴿20﴾ ع 2/10/7

پھر تم انتظار کرو، بے شک میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿20﴾

صدیوں کے سب لوگ دین اسلام پر تھے۔① پھر لوگوں میں اختلاف رونما ہو گیا اور بتوں، مجسموں اور شریکوں کی پوجا پاٹ کی جانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے روشن دلائل اور قوی و مضبوط براہین کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا، ﴿لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ ۗ﴾ (الأنفال 42:8) ''تاکہ جو ہلاک ہو واضح دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے واضح دلیل سے زندہ رہے۔''

اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ﴾ ''اور اگر ایک بات جو آپ کے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی۔'' یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ حجت پوری کیے بغیر کسی کو عذاب نہ دیتا اور یہ کہ اس نے مخلوق کو ایک محدود مدت تک کے لیے پیدا کیا ہے تو اس اختلاف کی وجہ سے ان کا فیصلہ کر دیا جاتا جس سے وہ مومنوں کو کامیاب و کامران کر دیتا اور کافروں کو ناکام و نامراد ٹھہراتا ہے۔

تفسیر آیت: 20

مشرکوں کا نشانی کا مطالبہ: تکذیب کرنے، ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لینے والے یہ کافر کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی، نشانی سے ان کی مراد یہ تھی جیسا کہ قوم ثمود کو اونٹنی کی نشانی دی گئی تھی یا تو ان کے لیے کوہ صفا کو سونے کا بنا دیا جائے یا مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا کر ان کی جگہ باغات بنا دیے اور نہریں جاری کر دی جائیں یا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس طرح کی کوئی اور نشانی دکھا دے۔② (اللہ تعالیٰ اس طرح کی نشانیاں دکھانے پر قادر ہے) لیکن وہ اپنے تمام افعال و اقوال میں حکمت سے کام لیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِىٓ إِن شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًۢا ۞ بَلْ كَذَّبُوا۟ بِٱلسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا

① یہ الفاظ الطبقات الکبرٰی لابن سعد: 42/1 میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہیں۔ اور تفسیر الطبری: 455/2 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ منقول ہیں: كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَّ آدَمَ عَشَرَةُ قُرُونٍ كُلُّهُمْ عَلٰى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْحَقِّ ''حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کے مابین دس صدیوں یا نسلوں کا فاصلہ ہے۔ وہ سب کے سب شریعتِ حقہ پر (کاربند) تھے۔'' صحیح ابن حبان، التاریخ، ذکر الإخبار عما کان بین آدم و نوح: 69/14، حدیث: 6190 میں اس معنی کی مرفوع روایت بھی ہے جو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آیا آدم علیہ السلام پیغمبر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [نَعَمْ مُّكَلَّمٌ] ''ہاں! وہ ایسے نبی تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام بھی فرمایا تھا۔'' وہ پھر پوچھنے لگا کہ حضرت آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان کتنی مدت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [عَشَرَةُ قُرُونٍ] ''دس صدیاں یا نسلیں۔'' مزید دیکھیے المستدرک للحاکم، التفسیر، باب من سورۃ البقرۃ: 262/2، حدیث: 3039. ② مزید دیکھیے بنیٓ إسرآءیل 17:90-93.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴾ (الفرقان 25:10، 11) ''وہ (اللہ) بہت بابرکت ہے وہ اگر چاہے تو آپ کے لیے اس سے بہتر (چیزیں) بنادے (یعنی) باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں، نیز آپ کے محل بنادے بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے بھڑکتا دوزخ تیار کر رکھا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 17:59) ''اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لیے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور ہم نے ثمودیوں کو بطور واضح نشانی کے اونٹنی دی لیکن انھوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔''

پیغمبر رحمت ﷺ کا حلم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری سنت یہ ہے کہ جب میں لوگوں کے مطالبے پر کوئی نشانی بھیج دوں اور وہ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں تو بہت بہتر ورنہ میں انھیں بہت جلد اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتا ہوں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ اختیار دیا گیا کہ ان لوگوں کو ان کے مطالبے کے مطابق نشانیاں دکھا دی جاتی ہیں اور نشانیاں دیکھ کر بھی اگر یہ ایمان نہ لائے تو انھیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا یا نشانیاں دکھانے کے بجائے انھیں مہلت دے دی جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا تھا کہ انھیں مہلت دے دی جائے، اسی طرح اور بھی کئی ایک مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حلم و بردباری اور دور اندیشی کا معاملہ فرمایا تھا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے جواب میں یہ فرما دیں: ﴿ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ ﴾ ''تو کہہ دیجیے کہ غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے۔'' یعنی تمام امور و معاملات اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہی ان کے انجام کو جانتا ہے۔

سب سے بڑی نشانی: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ﴾ ''چنانچہ تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔'' یعنی اگر تم اس وقت تک ایمان نہیں لاؤ گے جب تک اپنے سوال کے مطابق نشانی نہ دیکھ لو تو پھر میرے اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔ یہ ان کافروں کی محض ہٹ دھرمی تھی کیونکہ یہ تو (اب) اپنے اس سوال سے بھی بڑی نشانی اس سے پہلے اس وقت دیکھ چکے تھے جب آپ نے ان کی موجودگی میں انھی کے مطالبے پر چودھویں رات کے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا، ایک ٹکڑا (حراء) پہاڑ کے پیچھے تھا اور دوسرا دوسری طرف۔[2] یہ ان تمام زمینی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی تھی جن کا انھوں نے سوال کیا تھا یا ان کے بارے میں سوال

---

[1] جیسا کہ طائف کے سفر میں ہوا، دیکھیے صحیح البخاری، بدء الخلق، باب: إذا قال أحدکم آمین والملائکة فی السماء ......، حدیث: 3231 و صحیح مسلم، الجهاد......، باب مالقی النبیﷺ من أذی المشرکین والمنافقین، حدیث: 1795.

[2] واقعۂ شقِ قمر کے لیے دیکھیے صحیح البخاری، التفسیر، باب: ﴿ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ ﴾...... (القمر 54:1، 2)، حدیث: 4864 و صحیح مسلم، صفات المنافقین......، باب انشقاق القمر، حدیث: 2800 عن عبداللہ بن مسعودؓ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ

اور جب ہم (ان کافر) لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں میں ان کے لیے چالیں ہوتی

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿21﴾ هُوَ الَّذِيْ

ہیں (جو وہ چلتے ہیں)، کہہ دیجیے: اللہ سب سے تیز تر ہے چال (چلنے) میں۔ بے شک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لکھتے جاتے ہیں جو تم مکر وفریب

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

کرتے ہو ﴿21﴾ وہی ہے (اللہ) جو تمھیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے، حتی کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ انھیں (سواروں کو) پاکیزہ (موافق) ہوا

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

کے ساتھ لیے چلتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں، تو اچانک ان (کشتیوں) پر طوفانی ہوا آ پہنچتی ہے اور لہریں ان پر ہر طرف سے امڈ آتی ہیں اور

وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ

وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ (طوفان میں) گھیر لیے گئے ہیں (تو اس وقت) خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں کہ اگر تو نے

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿22﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

ہمیں اس (طوفان) سے نجات دی تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے ﴿22﴾ پھر جب اس (اللہ) نے انھیں نجات دے دی تو وہ فوراً ہی

الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا

زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمھاری سرکشی (کا وبال) تمھاری (اپنی ہی) جانوں پر ہے، (تم) دنیاوی زندگی کا فائدہ (اٹھالو)، پھر

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿23﴾

تمھیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر ہم تمھیں بتائیں گے جو عمل تم کیا کرتے تھے ﴿23﴾

نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مطالبے کے مطابق نشانیاں کیوں نہیں نازل فرمائیں، اگر اس وقت بھی ان کا مطالبہ رہنمائی اور دین میں ثابت قدمی کے لیے ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو یہ نشانیاں دکھا دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ان کا یہ مطالبہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہے اور ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی ان میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا۔

جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝﴾ (یونس 10:96,97) ”یقیناً جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے، وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں، خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آ جائے۔“ اور فرمایا: ﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ...... ﴾ الآیة (الأنعام 6:111) ”اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی اتار دیتے اور مردے بھی ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لا موجود بھی کرتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہاں، اگر اللہ ہی چاہے (تو اور بات ہے۔)......“ کیونکہ ان میں ضد اور ہٹ دھرمی بہت زیادہ ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْٓا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا...... الآية (الحجر 15:14,15) ''اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور یہ وہاں چڑھنے بھی لگ جائیں، تب بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بند کردی گئی ہے......'' اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴾ (الطور 52:44) ''اور اگر یہ آسمان (سے عذاب) کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تب بھی کہہ دیں گے کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (الأنعام 6:7) ''اور اگر ہم آپ پر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے، پھر یہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو جو کافر ہیں وہ یہی کہہ دیتے کہ یہ تو (صاف) صریح جادو ہے۔'' یعنی یہ لوگ اس قابل ہی نہیں کہ انھیں ان کے سوالوں کا جواب دیا جائے کیونکہ انھیں جواب دینے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، اس کا کوئی نتیجہ نہیں، اس لیے کہ اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے یہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی ہی پر جمے رہیں گے، اسی لیے فرمایا: ﴿ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴾ ''چنانچہ تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔''

تفسیر آیات: 21-23

تکلیف کے بعد راحت آنے پر انسان کا بدل جانا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ جب لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد اپنی رحمت سے آسائش کا مزہ چکھا دیتا ہے، مثلاً: تنگ دستی کے بعد خوش حالی، قحط سالی کے بعد رزق کی فراوانی اور خشک سالی کے بعد بارانِ رحمت سے نواز دیتا ہے تو ﴿ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ﴾ ''تب وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں۔'' مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مذاق اڑانے اور تکذیب کرنے لگتے ہیں۔[1] جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ﴾ (یونس 10:12) ''اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو پہلو کے بل (لیٹا) یا بیٹھا یا کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لیے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔''

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی جبکہ اس رات بارش ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: [هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمُ (اللَّيْلَةَ) ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ] ''کیا تم جانتے ہو کہ (آج رات) تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بندوں میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر ہو گئے ہیں جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو وہ مومن ہیں اور جنھوں نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو ان کا میرے ساتھ کفر اور ستارے کے

[1] تفسیر الطبری: 130/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ایمان ہے۔''[1]

اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ﴾ ''کہہ دیجیے کہ اللہ تدبیر کرنے میں تیز تر ہے۔'' یعنی وہ بہت زیادہ مہلت دے دیتا ہے حتی کہ مجرم لوگ یہ گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ وہ انھیں عذاب نہیں دے گا، حالانکہ درحقیقت انھیں مہلت دی گئی ہوتی ہے، پھر وہ اچانک اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں آجاتے ہیں، کراماً کاتبین نے ان کے تمام افعال لکھ رکھے ہوتے ہیں، پھر وہ انھیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے بڑے، ذرہ بھر اور معمولی، الغرض! تمام اعمال کے مطابق انھیں بدلہ دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ﴾ ''وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔'' یعنی خشکی اور دریا میں تمھاری حفاظت کرتا اور تمھیں اپنی نگہداشت میں رکھتا ہے، ﴿ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا ﴾ ''یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں۔'' کہ وہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنا سفر طے کر رہے ہیں وہ اسی کیفیت میں ہوتے ہیں، ﴿ جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ﴾ ''تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے ان (کشتیوں) پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں۔'' اور دریا اور سمندر ان پر ٹوٹ پڑتا ہے، ﴿ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ﴾ ''اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بلاشبہ (اب تو لہروں میں) انھیں گھیر لیا گیا ہے۔'' یعنی ہلاک ہوگئے، ﴿ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ ﴾ ''(تو اس وقت) اطاعت وفرماں برداری اللہ کے لیے خاص کرتے ہوئے اسی کو پکارتے ہیں۔'' یعنی اس وقت کسی صنم یا بت سے دعا نہیں کرتے بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے حضور گڑگڑاتے اور اس سے دعا مانگتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 67:17) ''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم اعراض کر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿22﴾ ﴾ ''(تو اس وقت) اطاعت وفرماں برداری اللہ کے لیے خاص کرتے ہوئے اسی کو پکارتے ہیں کہ (اے اللہ!) اگر تو ہمیں اس سے نجات بخشے تو ہم ضرور (تیرے) شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔'' یعنی اگر تو نے اس حالت سے نجات دی، تو ہم کسی کو تیرا شریک نہیں بنائیں گے، صرف تیری ہی عبادت کریں گے جیسا کہ اب صرف تجھ ہی سے دعا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ ﴾ ''پھر جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب: یستقبل الإمام الناس......، حدیث: 846 وصحیح مسلم، الإیمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، حدیث: 71 واللفظ له عن زید بن خالد الجُهَنی ﷺ اور قوسین والا لفظ سنن النسائی، الاستسقاء، باب کراهیة الاستمطار بالکوکب، حدیث: 1526 میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا

بے شک دنیاوی زندگی کی مثال تو اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کی نباتات مل جل گئیں جس میں سے

یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ

انسان اور چوپائے کھاتے ہیں، حتی کہ جب زمین نے اپنی رونق پکڑی اور مزین ہوگئی اور زمین والوں نے سمجھا کہ بے شک وہ اس (فصل کاٹنے)

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ

پر قادر ہیں تو اس کو ہمارا حکم (عذاب) رات یا دن کو (اچانک) آ گیا، چنانچہ ہم نے اسے کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر دیا، گویا کل وہ تھی ہی نہیں، اسی طرح ہم

بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿24﴾ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ

(اپنی) آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ﴿24﴾ اور اللہ سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے، اور وہ جسے

وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿25﴾

چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے ﴿25﴾

اس مشکل سے ﴿اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ﴾ ''تو وہ زمین میں فوراً ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔'' گویا پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا (اسی لیے فرمایا:) ﴿مَرَّ كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ﴾ (یونس 12:10) ''اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا اس نے کسی ایسی تکلیف پر جو اسے پہنچی تھی، ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ﴾ ''لوگو! یقیناً تمھاری سرکشی کا وبال تمھاری ہی جانوں پر ہوگا۔'' یعنی اپنی اس بغاوت کا مزہ تم خود ہی چکھو گے اور اس سے کسی اور کو نقصان نہیں پہنچا سکو گے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: [مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مَا یَدَّخِرُ لَهُ فِی الْآخِرَةِ ، مِنَ الْبَغْیِ وَقَطِیعَةِ الرَّحِمِ] ''ظلم و زیادتی اور قطع رحمی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا ارتکاب کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی جلد سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی عذاب دے۔''[1]

اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ﴾ یعنی تمھارے لیے اس حقیر و ذلیل اور گھٹیا دنیا ہی کی زندگی میں فائدہ ہے۔ ﴿ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ﴾ ''پھر تمھارا لوٹنا ہماری طرف ہی ہے۔'' یعنی تمھارا انجام اور ٹھکانا ہمارے پاس ہی ہے۔ ﴿فَنُنَبِّئُكُمْ﴾ ''پھر ہم تم کو بتائیں گے۔'' ہم تمھیں تمھارے اعمال کے بارے میں بتائیں گے اور ان کے مطابق تمھیں بدلہ دیں گے۔ جو شخص خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو کسی اور صورت حال سے دوچار ہو تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔[2]

---

① سنن أبی داود، الأدب، باب فی النهی عن البغی، حدیث:4902 و جامع الترمذی، صفة القیامة، باب فی عظم الوعید علی البغی......، حدیث:2511 و اللفظ له و سنن ابن ماجه، الزهد، باب البغی، حدیث:4211 عن أبی بکرة ﷺ. ② یہ اقتباس صحیح مسلم، البر و الصلة و الأدب، باب تحریم الظلم، حدیث:2577 سے لیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیات : 25,24

دنیاوی زندگی کی مثال: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کی سج دھج اور زیب و زینت، پھر اس کے جلد ختم اور زوال پذیر ہو جانے کی مثال اس نبات سے دی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے ساتھ اگایا جسے اس نے آسمان سے برسایا اور مختلف انواع و اقسام کی ان فصلوں اور پھلوں کو پیدا فرمایا جنھیں انسان کھاتے ہیں، نیز اس نے چارا وغیرہ بھی اگایا جسے حیوان کھاتے ہیں۔ ﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ﴾ ''یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی۔'' اور گلہائے رنگا رنگ بہار دکھانے لگے ﴿وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ﴾ ''اور زمین والوں نے خیال کیا۔'' جنھوں نے اسے کاشت کیا تھا: ﴿اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ﴾ ''بے شک وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔'' اور وہ جلد ہی فصلوں اور پھلوں کو حاصل کر لیں گے مگر اچانک زبردست طوفان یا شدید آندھی یا زبردست یخ بستہ ہوا چلتی ہے جو پتوں کو خشک اور پھلوں کو تلف کر دیتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا﴾ ''ناگہاں رات کو یا دن کو اسے ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اسے کاٹ ڈالا۔'' اور سرسبزی و شادابی کے بعد اسے اس طرح خشک کر دیا، ﴿كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ﴾ ''گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔'' گویا اس سے پہلے وہاں کسی سرسبزی و شادابی کا کوئی نام و نشان ہی نہ تھا۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گویا وہاں کسی نعمت کا وجود ہی نہ تھا۔[1]

اور زوال پذیر ہو جانے کے بعد امور یوں ہی محسوس ہوتے ہیں کہ گویا کبھی موجود ہی نہ تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: [يُؤْتٰى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللّٰهِ! يَا رَبِّ! وَيُؤْتٰى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا ، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟...... فَيَقُولُ: لَا،......] ''قیامت کے دن جہنمیوں میں سے دنیا کے سب سے زیادہ خوش حال شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہے؟ کیا کبھی کوئی نعمت تیرے پاس سے بھی گزری ہے؟ تو وہ جواب دے گا: نہیں، اللہ کی قسم! اے میرے رب! اس کے بعد ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو اہل جنت میں سے ہوگا جس کی دنیا کی زندگی تنگ حالی میں گزری ہوگی، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کوئی تکلیف دیکھی ہے......؟ وہ کہے گا: نہیں......۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہلاک شدہ اقوام کے بارے میں بھی فرمایا ہے: ﴿فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ

---

[1] تفسير الطبري: 135/11. [2] صحيح مسلم، صفات المنافقين......، باب صبغ أنعم أهل الدنيا......، حديث: 2807، ومسند أحمد: 203/3 عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ، تفسیر ابن کثیر میں [صبغ] کے تمام صیغوں کے بجائے [غمس] کے صیغے ہیں، اس کے لیے دیکھیے سنن ابن ماجه، الزهد، باب صفة النار، حديث: 4321.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ؕ ﴾ (هود 68,67:11) ”تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا (کبھی) ان میں بسے ہی نہ تھے۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ ﴾ ”ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔“ یعنی دلائل و براہین بیان کرتے ہیں، ﴿ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ ﴾ ”ان لوگوں کے لیے جو غور کرنے والے ہیں۔“ تاکہ وہ اس مثال سے دنیا کے دنیا والوں سے جلد زوال پذیر ہو جانے سے عبرت حاصل کریں۔

مگر دنیا والے دنیا کے بارے میں فریب خوردہ ہیں اور یہاں ڈیرے جمائے اور اس دنیا پر اعتماد کیے ہوئے ہیں، حالانکہ دنیا کی عادت یہ ہے کہ یہ اس سے بھاگتی ہے جو اس کا طلب گار ہو اور جو اس سے بھاگے یہ اس کی طلب گار بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اور بھی کئی ایک مقامات پر دنیا کے جلد فانی اور زوال پذیر ہو جانے کی مثال زمین کی نباتات کے ساتھ بیان فرمائی ہے، مثلاً: سورۂ کہف میں فرمایا: ﴿ وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ○ ﴾ (الكهف 45:18) ”اور ان سے دنیاوی زندگی کی مثال بھی بیان کر دیجیے (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی، پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“ سورۂ زمر[1] اور سورۂ حدید[2] میں بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کی مثال اسی طرح بیان فرمائی ہے۔

غیر فانی نعمتوں کی ترغیب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ ﴾ ”اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔“ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کے جلد فنا اور زوال پذیر ہونے کا ذکر فرمایا تو اب جنت کی ترغیب دی اور اس کی طرف دعوت دی ہے اور اسے دارالسلام کے نام سے موسوم فرمایا ہے، یعنی ایسا گھر جو آفتوں، مصیبتوں اور نقائص سے سلامتی میں ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ ﴾ ”اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

[إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرَائِيلَ عِنْدَ رَأْسِي، وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِضْرِبْ لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ: اِسْمَعْ، سَمِعَتْ أُذُنُكَ، وَاعْقِلْ، عَقَلَ قَلْبُكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنٰى فِيهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ أَجَابَ الرَّسُولَ، وَمِنْهُمْ مَّنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ الْمَلِكُ ، وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ، وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ! رَسُولٌ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مِنْهَا]

”میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ جبریل میرے سر کے پاس ہیں اور میکائیل میرے دونوں پاؤں کے پاس اور ان میں

① الآية:21. ② الآية:20.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ

جن لوگوں نے نیک کام کیے ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید (دیدار الٰہی) ہے، اور ان کے چہروں کو سیاہی اور ذلت نہیں ڈھانپے گی، یہی لوگ

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿26﴾

جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿26﴾

سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ ﷺ کے لیے مثال بیان کیجیے تو اس نے کہا: سنیں آپ کے کان سنتے ہیں اور غور فرمائیں آپ کا دل سمجھتا ہے، آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک محل بنایا، پھر اس میں ایک گھر (کمرہ) بنایا، پھر اس گھر میں ایک دستر خوان سجایا، پھر ایک پیغمبر کو بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو بادشاہ کی طرف سے دعوتِ طعام دے تو کچھ لوگوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور کچھ نے انکار کر دیا، چنانچہ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) اللہ بادشاہ ہے، محل اسلام ہے، گھر جنت ہے اور اے نبی (ﷺ!) آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جو آپ کی دعوت کو قبول کرے گا، وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا جو مشرف بہ اسلام ہوگا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا تو وہ اس (جنت کی نعمتوں) سے شاد کام ہوگا۔'' اس روایت کو امام ابن جریر نے بیان کیا ہے۔[1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ شَمْسُهُ إِلَّا وَبِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يَسْمَعُهُ خَلْقُ اللّٰهِ كُلُّهُمْ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوا إِلٰى رَبِّكُمْ، إِنَّ مَا قَلَّ وَكَفٰى، خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى، قَالَ: وَأَنْزَلَ ذٰلِكَ فِي الْقُرْآنِ فِي قَوْلِهِ] ''ہر روز جب اس دن کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں جو اعلان کرتے ہیں جسے جنوں اور انسانوں کے سوا اللہ تعالیٰ کی باقی ساری مخلوق سنتی ہے (وہ اعلان یہ ہے:) اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ!، بے شک جو مال کم ہو اور کفایت کرے، وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر غافل کر دے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت کریمہ: ﴿وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿25﴾﴾ میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسے امام ابن ابوحاتم اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔[2]

تفسیر آیت :26

نیکوکاروں کا اجر و ثواب: اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ جس نے دنیا کی زندگی میں ایمان اور عمل صالح کو اختیار کیا، آخرت میں اس کے لیے ﴿الۡحُسۡنٰى﴾ ''خیر و بھلائی'' ہوگی جیسا کہ فرمایا: ﴿هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ۚ﴾ (الرحمٰن 60:55) ''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' ﴿وَزِيَادَةٌ ؕ﴾ ''اور (مزید برآں) اور بھی۔'' یعنی

[1] تفسیر الطبری: 137/11، مزید دیکھیے صحیح البخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 7281 و جامع الترمذی، الأمثال، باب ما جاء فی مثل اللہ عزوجل لعبادہ، حدیث: 2860. [2] تفسیر الطبری: 136/11 و تفسیر ابن أبی حاتم: 1943,1942/6، مزید دیکھیے مسند أحمد: 197/5 لیکن یہاں آیت کے بجائے [اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً] کا ذکر ہے و المستدرک للحاکم، التفسیر: 445,444/2، حدیث: 3662 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال صالحہ کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا کیا جائے گا۔[1] اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو جنت میں محلات، حوروں اور اپنی خوشنودی سے سرفراز فرمائے گا، مزید برآں آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے والی ایسی ایسی نعمتوں سے مالا مال کرے گا جو ان سے چھپا کر رکھی گئی ہیں۔[2] جنت کی تمام نعمتوں سے سب سے افضل اور اعلیٰ نعمت دیدارِ الٰہی کی سعادت ہوگی، اس عظیم الشان نعمت کے مقابلے میں جنت کی دیگر تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی۔ اہل جنت اپنے کسی عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے اس نعمت کے مستحق قرار پائیں گے۔

دیدار الٰہی: ﴿زِيَادَةٌ﴾ سے دیدار الٰہی مراد ہے۔ اور اس کی یہ تفسیر حضرت ابوبکر صدیق، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیّب، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ، عبدالرحمٰن بن سابط، مجاہد، عکرمہ، عامر بن سعد، عطاء، ضحاک، حسن، قتادہ، سدی، محمد بن اسحاق اور دیگر کئی ائمۂ سلف و خلف رحمہم اللہ سے منقول ہے۔[3]

اور اس کے بارے میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث مبارکہ بھی وارد ہیں، مثلاً: امام احمد نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾...... اور فرمایا:

[إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا يُّرِيدُ أَنْ يُّنْجِزَكُمُوهُ فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلْ مَوَازِينَنَا وَيُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَيُجِرْنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيُكْشَفُ لَهُمُ الْحِجَابُ، فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِّنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ، وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ]

''جب اہل جنت، جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ اے جنت والو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا اور اب وہ اس وعدے کو پورا فرمانا چاہتا ہے، جنتی عرض کریں گے: کون سا وعدہ؟ کیا اس نے ہمارے (نیک اعمال کے) وزنوں کو بھاری نہیں کر دیا؟ کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا؟ کیا اس نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے بچا نہیں لیا؟ آپ نے فرمایا (کہ اہل جنت اس طرح تعجب کا اظہار کر رہے ہوں گے) کہ پردہ ہٹا دیا جائے گا اور وہ دیدار الٰہی کی سعادت سے فیض یاب ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں کوئی بڑی سے بڑی نعمت بھی ایسی عطا نہیں فرمائی ہوگی جو انھیں دیدار الٰہی سے زیادہ پسند اور ان کی آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈک بخشنے والی ہو۔''[4] اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ اور محدثین کی ایک جماعت نے بھی اس حدیث کو اسی طرح

[1] ماخوذ از صحيح البخاري، الإيمان، باب حسن إسلام المرء، حديث:42,41 وصحيح مسلم، الإيمان، باب إذا هم الإنسان بحسنة......، حديث: (128)-131. [2] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾...... (السجدة 32:17)، حديث:4779. [3] تفسير الطبري:11/137-142. [4] مسند أحمد:4/333.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ

اور جن لوگوں نے برے کام کیے تو برائی کا بدلہ اس (برائی) کے برابر ہی ہے اور انھیں ذلت ڈھانپ لے گی۔ کوئی انھیں اللہ (کے

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

عذاب) سے بچانے والا نہیں ہوگا، یوں لگے گا کہ ان کے چہروں پر تاریک رات کے ٹکڑے اوڑھا دیے گئے ہیں، یہی (لوگ) دوزخی

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿27﴾

ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿27﴾

بیان کیا ہے۔[1]

روز قیامت گرد و غبار اور سیاہیوں سے محفوظ، رونق افروز چہرے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ ﴾ ''اوران کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائے گی۔'' یعنی عرصۂ محشر میں ان لوگوں کے چہروں پر اس طرح کا کوئی غبار یا سیاہی نہیں ہوگی جس طرح کافروں اور فاجروں کے چہروں پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ ﴿ وَلَا ذِلَّةٌ ؕ ﴾ ''اور نہ رسوائی۔'' یعنی کسی قسم کی ذلت و رسوائی بھی نہیں ہوگی، الغرض! نہ باطنی طور پر انھیں کوئی پریشانی ہوگی اور نہ ظاہری طور پر بلکہ وہ اس طرح ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے: ﴿ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۚ ﴾ (الدھر 11:76) ''تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائے گا۔'' یعنی ان کے چہروں پر تازگی ہوگی اور ان کے دلوں میں خوشی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و رحمت کے ساتھ ہمیں بھی اپنے انھی بندوں میں سے بنا دے۔ آمین!

تفسیر آیت: 27

مجرموں کی سزا: اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے ان سعادت مند بندوں کا ذکر فرمایا جن کی نیکیوں کا بہت اچھا بدلہ بلکہ ان کی محنت سے بھی بڑھ کر صلہ دیا جائے گا اور اب ان بدبخت لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنھوں نے برے کام کیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی عدل کرے گا اور ان کی برائی کا بدلہ اتنا ہی دے گا جتنی برائی ہوگی، برائی کا بدلہ برائی سے زیادہ نہیں دے گا، ﴿ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ﴾ ''اور ان (کے چہروں) پر ذلت چھا جائے گی۔'' ان کے اپنے گناہوں اور ان (کی سزا) کے خوف کی وجہ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ ﴾ (الشوریٰ 45:42) ''اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ جب دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے، ذلت کے مارے جھکے جا رہے ہوں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ مُهْطِعِيْنَ

[1] صحيح مسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة......، حديث: 181 وجامع الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في رؤية الرب تبارك وتعالى، حديث: 2552 والسنن الكبرى للنسائي، التفسير، سورة يونس: 362,361/6، حديث: 11234.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے، پھر ہم ان لوگوں سے، جنھوں نے شرک کیا، کہیں گے: تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر

بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿28﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

ہم ان کے درمیان جدائی ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے: تم ہماری عبادت تو کرتے ہی نہیں تھے ﴿28﴾ چنانچہ ہمارے اور تمھارے درمیان

اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿29﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ

اللہ کافی گواہ ہے، بے شک ہم تمھاری عبادت سے بالکل غافل تھے ﴿29﴾ وہاں ہر نفس (شخص) جانچ لے گا جو کچھ اس نے آگے بھیجا تھا اور وہ اللہ کی

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿30﴾ ع 3/10 8

طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک ہے، اور (وہ سب کچھ) ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے ﴿30﴾

مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴾ (ابراھیم 14:42,43) ''اور آپ مت خیال کریں کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے، وہ ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جبکہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (اور لوگ) سر اٹھائے ہوئے (میدانِ قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے، ان کی نگاہ اپنی طرف بھی نہ پھر سکے گی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔''

اور فرمان باری تعالیٰ: ﴿ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ﴾ ''کوئی ان کو اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ ﴾ (القیامۃ 75:10-12) ''اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں! ہرگز نہیں کہیں پناہ، اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے۔'' ﴿ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ﴾ ''یوں لگے گا کہ ان کے چہروں پر تاریک رات کے ٹکڑے اوڑھا دیے گئے ہیں۔'' یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آخرت میں ان کے چہرے کالے سیاہ پڑ جائیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ (آل عمرٰن 3:106,107) ''جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے اللہ فرمائے گا:) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ تو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے، وہ اللہ کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ ﴾ (عبس 80:38-40) ''کتنے چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے، خنداں و شاداں (یہ نیکوکار ہیں) اور کتنے چہرے ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہو گی۔''

تفسیر آیات: 28-30

مشرکوں کے خداؤں کا مشرکوں سے اظہارِ براءت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ﴾ ''اور جس دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ان تمام کو جمع کریں گے۔'' یعنی روئے زمین کے تمام جنوں، انسانوں اور نیک و بد لوگوں کو جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ ﴾ (الکھف 47:18) ''اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کرلیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔'' ﴿ ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ ﴾ ''پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔'' یعنی تم اور تمھارے شریک ایک معین جگہ پر ٹھہر جاؤ اور مومنوں کے مقام سے الگ ہو جاؤ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ ﴾ (یٰسٓ 59:36) ''اور مجرمو! تم آج الگ ہو جاؤ۔'' اور فرمایا: ﴿ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ ﴾ (الروم 14:30) ''اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ (مومن اور کافر) الگ الگ ہو جائیں گے۔'' اور ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝ ﴾ (الروم 43:30) ''اس روز (سب) لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔'' یعنی دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تبارک و تعالیٰ فیصلے فرمانے کے لیے آئے گا۔

اسی لیے تو اس امتیاز سے پہلے[1] مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی تلاش کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ فیصلے فرمانے کے لیے تشریف لائے اور ہمیں اس مشکل مقام سے نجات دے جس میں ہم اس وقت کھڑے ہیں۔[2] ایک دوسری حدیث میں ہے: [نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى كَوْمٍ فَوْقَ النَّاسِ] ''ہم قیامت کے دن لوگوں سے بلند ایک ٹیلے پر ہوں گے۔''[3]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ قیامت کے دن مشرکوں اور ان کے بتوں سے فرمائے گا: ﴿ مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝28 ﴾ ''تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے: تم ہماری عبادت تو کرتے ہی نہیں تھے۔'' یعنی وہ ان کی عبادت کا انکار کر کے ان سے براءت کا اظہار کر دیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ ﴾ (مریم 82:19) ''ہرگز نہیں! وہ (معبودانِ باطلہ) ان کی پرستش سے انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا ﴾ (البقرۃ 166:2) ''جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (الأحقاف 6,5:46) ''اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب

[1] تفسیر ابن کثیر کے بعض نسخوں میں یہاں بیاض ہے۔ اور تمام نسخوں میں بیاض سے پہلے قبل ذٰلك ہے، سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن باز رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر پر تعلیق میں اس کے متعلق بہت عمدہ اور اقرب توجیہ کی ہے کہ یہاں قبل ذٰلك ''اس امتیاز سے پہلے'' تھا۔ اور اسی توجیہ کے پیش نظر ہم نے ترجمہ بھی یہی کیا ہے۔ واللہ أعلم۔ [2] حدیث شفاعت دیکھیے صحیح البخاري، التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ﴾ (البقرۃ 31:2)، حدیث: 4476 و صحیح مسلم، الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة ......، حدیث: 193 عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ۔ [3] مسند أحمد: 345/3، مزید دیکھیے صحیح مسلم، الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة......، حدیث: 191 عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ

(اے نبی!) کہہ دیجیے: تمھیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ

زندہ سے نکالتا ہے، اور کون ہے جو (دنیا کے) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو وہ (کافر) ضرور کہیں گے: اللہ! تو کہہ دیجیے: کیا پھر تم (اللہ سے) ڈرتے

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿31﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿32﴾

نہیں؟ (31) یہی تو اللہ جو تمھارا حقیقی رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر تم کدھر پھیرے جاتے ہو؟ (32) اسی طرح آپ کے رب کا

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿33﴾

کلمہ ان لوگوں کے بارے میں ثابت ہو کر رہا جنھوں نے نافرمانی کی کہ بے شک وہ ایمان نہیں لائیں گے (33)

نہ دے سکے جبکہ انھیں ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔ اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔''

معبودان باطلہ کی بابت فرمایا ہے کہ جب ان کی عبادت کرنے والے ان کی عبادت کا دعویٰ کریں گے تو معبودان باطلہ انھیں یہ جواب دیں گے: ﴿فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ ''ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔'' یعنی ہمیں تو اس بات کا کوئی شعور اور علم ہی نہ تھا کہ تم ہماری عبادت کرتے رہے ہو اور ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ ہی گواہ ہے کہ ہم نے تمھیں کبھی بھی اس بات کی دعوت نہیں دی تھی کہ تم ہماری عبادت کرو، ہم نے نہ کبھی تمھیں اس بات کا حکم دیا اور نہ ہم اس کو پسند ہی کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ﴾ ''وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کر لے گا۔'' یعنی روز قیامت حساب کے وقت ہر ہر شخص پرکھ لے گا اور جان لے گا کہ اس نے کون سے اچھے یا برے عمل آگے بھیجے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝﴾ (الطارق 9:86) ''جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝﴾ (القيٰمة 13:75) ''اس دن انسان کو جو (عمل) اس نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝﴾ (بنیٓ إسرآءیل 14،13:17) ''اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے، جسے وہ کھلا ہوا پائے گا (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ﴾ ''اور وہ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک ہے۔'' یعنی ان کے تمام امور اللہ تعالیٰ حاکم و عادل کی طرف لوٹائے جائیں گے اور وہ ان میں فیصلے فرمائے گا اور اس فیصلے کے نتیجے میں اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں پہنچا دے گا۔ ﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿30﴾﴾ ''اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے، سب ان سے جاتا رہے گا۔'' یعنی مشرکین اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اس کے سوا جن کی پوجا کرتے تھے، وہ سب ان پوجا کرنے والوں سے لاتعلق ہو کر چلتے بنیں گے۔

تفسیر آیات: 31-33

مشرکین کا اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت کا اعتراف: مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراف کو اپنی الوہیت میں یکتائی کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ﴾ ''(اے نبی! ان سے) پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے۔'' یعنی کون ہے جو آسمان سے بارانِ رحمت کو نازل فرماتا اور اس کے ذریعے سے اپنی قدرت اور مشیت کے ساتھ زمین کو پھاڑتا اور اس سے (یہ چیزیں) پیدا فرماتا ہے: ﴿ حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا ۙ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا ۙ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا ۙ وَّ فَاکِہَۃً وَّ اَبًّا ۙ ﴾ (عبس 80:27-31) ''اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور پھل اور چارا۔'' ﴿ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ ﴾ (النمل 27:60) ''تو کیا اس اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟'' بہر حال ان سے یہ سوال کیا جائے کہ تمہارا روزی رساں اور کون ہے۔ ﴿ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ ۚ ﴾ ''تو یقیناً کہہ دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَمَّنۡ ہٰذَا الَّذِیۡ یَرۡزُقُکُمۡ اِنۡ اَمۡسَکَ رِزۡقَہٗ ۚ ﴾ (الملک 67:21) ''بھلا اگر وہ اپنا رزق بند کر لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے؟''

اور اسی طرح یہاں فرمایا: ﴿ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ ﴾ ''(تمھارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟'' یعنی وہی تو ہے جس نے تمھیں یہ قوت سماعت اور یہ قوت بصارت عطا فرمائی ہے اور اگر وہ چاہے تو ان قوتوں کو سلب کر کے تمھیں ان سے محروم کر دے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: ﴿ قُلۡ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَکُمۡ وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ ...... ﴾ الآیۃ (الملک 67:23) ''کہہ دیجیے: وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے کان اور آنکھیں بنائیں ......'' اور فرمایا: ﴿ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَخَذَ اللّٰہُ سَمۡعَکُمۡ وَ اَبۡصَارَکُمۡ وَ خَتَمَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ مَّنۡ اِلٰہٌ غَیۡرُ اللّٰہِ یَاۡتِیۡکُمۡ بِہٖ ؕ ﴾ (الأنعام 6:46) ''(ان کافروں سے) کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ تمھارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دے تو بتاؤ اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں یہ (چیزیں) لا دے۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ﴾ ''اور بے جان سے جان دار کون پیدا کرتا ہے اور جان دار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے؟'' یہ اسی کی عظیم قدرت اور بہت بڑے احسان کی کرشمہ سازی ہے۔

ہر کوئی اللہ کے در کا سوالی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ ﴾ ''اور (تمام) کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟'' یعنی کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے؟ اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اور وہ کون حاکم ہے کہ جس کا تصرف اس کائنات میں اس طرح کارفرما ہے کہ کوئی اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا اور نہ اس کے کسی کام کے بارے میں سوال ہی کیا جا سکتا ہے جبکہ ان سب لوگوں سے باز پرس کی جائے گی جیسا کہ فرمایا: ﴿ یَسۡـَٔلُہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ کُلَّ یَوۡمٍ ہُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۚ ﴾ (الرحمٰن 55:29) ''آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں، سب اسی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہہ دیجیے: کیا تمھارے (بناوٹی) شریکوں میں سے کوئی ہے جو پہلی بار مخلوق کو پیدا کرے، پھر اسے لوٹا (دوبارہ پیدا کر) دے؟ کہہ دیجیے: اللہ ہی پہلی بار مخلوق

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿34﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ

کو پیدا کرتا ہے، پھر وہی لوٹائے گا، لہٰذا تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟﴿34﴾ کہہ دیجیے: کیا تمھارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو حق کی طرف ہدایت دیتا ہو؟

اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ

کہہ دیجیے: اللہ ہی حق کی ہدایت دیتا ہے، پھر کیا جو حق کی طرف ہدایت دیتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ (حق دار)

يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿35﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

ہے جو خود ہدایت یافتہ نہیں، مگر یہ کہ اسے (حق کی) ہدایت دی جائے؟ چنانچہ تمھیں کیا ہوا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟﴿35﴾ اور ان (کافروں) میں سے اکثر

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿36﴾

گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ بے شک گمان حق کے مقابلے میں کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ﴿36﴾

مانگتے ہیں، وہ ہر روز ایک شان میں ہوتا ہے۔'' علوی و سفلی تمام کائنات اور اس میں موجود ایک ایک چیز، خواہ وہ فرشتے ہوں، انسان ہوں یا جن، سب اسی کی بارگاہ کے فقیر، اس کے بندے اور اسی کے حضور عاجزی اور انکسار کرنے والے ہیں۔

﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ﴾ یعنی جب ان سے پوچھا جاتا ہے تو یہ جواب میں فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ سارے کام اللہ ہی کے ہیں، یعنی یہ جانتے اور اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ ﴿فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿31﴾﴾ یعنی پس کہہ دیجیے تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں ہو کہ ازراہِ جہالت محض اپنی رائے سے اس کے ساتھ غیروں کی بھی پوجا پاٹ کر رہے ہو۔ ﴿فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ﴾ ''پس یہی اللہ تو تمھارا پروردگار برحق ہے۔'' جیسا کہ تم نے خود بھی اعتراف کیا کہ ان سب کاموں کو کرنے والا اللہ ہی ہے اور وہی تمھارا رب اور معبود حقیقی ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ صرف اور صرف اسی کی عبادت کی جائے، ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ﴾ یعنی اس کے سوا ہر معبود باطل ہے، معبود حقیقی صرف وہی وحدہ لاشریک ہی ہے۔ ﴿فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿32﴾﴾ ''تو تم کہاں پھرے جاتے ہو؟'' یعنی اس کی عبادت چھوڑ کر غیروں کی تم کس طرح عبادت کرتے ہو، حالانکہ تم جانتے بھی ہو کہ اسی رب العالمین نے ہر ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر ہر چیز میں صرف اسی کا تصرف کارفرما ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿33﴾﴾ ''اسی طرح اللہ کا ارشاد ان نافرمانوں پر ثابت ہو کر رہا کہ بے شک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' یعنی جس طرح ان مشرکین نے کفر کیا، اللہ کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کی عبادت کرتے رہے، حالانکہ یہ اس بات کا اعتراف بھی کرتے تھے کہ وہی خالق، رازق اور کائنات میں وہ اکیلا ہی متصرف ہے، اسی نے اپنی توحید کی دعوت دینے کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا، لہٰذا ان نافرمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ثابت ہو کر رہا کہ یہ بدبخت جہنم رسید ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خود ہی اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے: ﴿ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (الزمر 71:39)
''انھوں نے کہا: کیوں نہیں! اور لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم ثابت ہو چکا۔''

تفسیر آیات :34-36

کیا معبودوں میں پیدا کرنے، لوٹانے اور ہدایت سے نوازنے کی صلاحیت ہے؟ ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ جو شرک کیا اور غیر اللہ کی جو عبادت کی، اسے باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ﴾ ''(ان سے) پوچھیے کہ بھلا تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار مخلوقات کو پیدا کرے، پھر اس کو لوٹائے۔'' یعنی کون ہے جس نے ان آسمانوں اور زمین کو پہلی بار پیدا کیا، پھر ان میں بہت سی مخلوقات کو پیدا کیا، آسمانوں اور زمین کے وجود کو الگ الگ کر دیا (اور پھر) ان میں موجود تمام چیزوں کو فنا کر کے ان کو بدل دے گا، پھر تمام مخلوق کو از سرِ نو پیدا فرمائے گا۔ ﴿ قُلِ اللّٰهُ ﴾ ''کہہ دیجیے: اللہ!'' ہی ہے جو یہ سارے کام کرتا اور صرف وہی وحدہ لاشریک اور خود مختار ہے۔ ﴿ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴾ ''لہٰذا تم کہاں بہکائے جا رہے ہو؟'' یعنی پھر تم رشد و بھلائی کے رستے کو چھوڑ کر باطل راہ کی طرف کیوں جا رہے ہو؟ ﴿ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ ﴾ ''پوچھیے کہ بھلا تمھارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھائے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے۔'' اور تم یہ خوب جانتے ہو کہ تمھارے شرکاء کسی گمراہ کو ہدایت دینے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حیران و پریشان اور گمراہ لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے اور وہ وحدہ لاشریک ہی اس بات پر قادر ہے کہ دلوں کو گمراہی سے رشد و بھلائی کی طرف پھیر دے۔ ﴿ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ ﴾ ''بھلا جو حق کا رستہ دکھائے، وہ اس قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک اسے رستہ نہ بتایا جائے، رستہ نہ پائے۔'' کیا بندہ اس کی پیروی کرے جو حق کی طرف رہنمائی کرے اور اندھے پن سے بصارت عطا فرمائے یا اس کی پیروی کرے جو کسی چیز کی طرف بھی راہنمائی نہ کر سکے اور وہ گونگا بہرہ ہونے کی وجہ سے خود اس بات کا محتاج ہو کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انھوں نے اپنے باپ سے کہا تھا: ﴿ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴾ (مریم 42:19) ''اے میرے باپ! تو اس کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آئے؟'' اور انھوں نے اپنی قوم سے بھی یہ کہا تھا: ﴿ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۙ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الصّٰفّٰت 96,95:37) ''تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو تم خود تراشتے ہو، حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو ان کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے؟'' اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴾ ''تو تم کو کیا ہوا ہے، کیسے فیصلے کرتے ہو؟'' یعنی تمھیں کیا ہوا ہے؟ تمھاری عقلیں کہاں چلی گئی ہیں؟ تم نے اللہ اور اس کی مخلوق کو برابر کیسے قرار دے دیا؟ تم نے خالق اور مخلوق کو ایک جیسا کیسے سمجھ لیا اور خالق کے ساتھ مخلوق کی عبادت کیوں شروع کر دی؟ تم نے رب تعالیٰ جل جلالہ، مالک، حاکم اور گمراہی سے ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور یہ قرآن (ایسا) نہیں کہ غیر اللہ کی طرف سے گھڑ لیا گیا ہو، بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق (کرتا) ہے جو اس سے پہلے کی ہیں اور ان تمام کتابوں کی

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿37﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

تفصیل (بیان کرتا) ہے، اس میں کوئی شک نہیں، (یہ) رب العالمین کی طرف سے ہے ﴿37﴾ کیا وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے گھڑ لیا

بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿38﴾ بَلْ كَذَّبُوْا

ہے؟ (اے نبی!) کہہ دیجیے: تو تم اس جیسی ایک ہی سورت لے آؤ اور (اس میں مدد کے لیے) اللہ کے سوا جن کو بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو ﴿38﴾ بلکہ

بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

انھوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا اپنے علم سے وہ احاطہ نہ کر سکے اور ابھی تک اس کی اصل حقیقت بھی ان پر نہیں کھلی تھی، اسی طرح ان لوگوں نے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿39﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ

(بھی) جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے، پھر دیکھیے ظالموں کا انجام کیسا ہوا! ﴿39﴾ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور ان

ع 4/10/9 وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿40﴾

میں سے بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب ان فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے ﴿40﴾

دینے والے ہی کو مستحق عبادت کیوں نہ سمجھا؟ صرف اسی کو کیوں نہ پکارا اور صرف اسی کی طرف رجوع کیوں نہ کیا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے یہ جو دین اختیار کر رکھا ہے، اس کی ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے بلکہ ان کا سارا انحصار محض وہم وگمان پر ہے اور وہم وگمان تو انسان کے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿36﴾﴾ ’’بے شک اللہ ان کے (سب) اعمال سے خوب واقف ہے۔‘‘ یہ ان کے لیے زبردست سرزنش اور نہایت شدید وعید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ ان کے تمام اعمال سے واقف ہے اور وہ انھیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

تفسیر آیات: 40-37

قرآن اللہ کا سچا کلام ہے: یہ قرآن مجید کے اعجاز کا بیان ہے اور اس بات کا ذکر کہ یہ انسانوں کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اس جیسا قرآن پیش کر سکیں، مکمل قرآن تو بہت دور کی بات ہے، وہ اس جیسی دس سورتیں [1] بلکہ اس جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ اس طرح کی فصاحت وبلاغت، اس طرح کی رعنائی وزیبائی اور جامع اختصار، اس طرح کی حلاوت وشیرینی اور ایسے معانی ومطالب کی وسعت پر مشتمل ہونا جو دنیا وآخرت میں نفع بخش ہوں، صرف اور صرف اس اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے جس کی ذات وصفات اور جس کے افعال واقوال میں کسی بھی چیز کو ذرہ بھر مشابہت نہیں ہے، لہٰذا اس کا پاکیزہ کلام بھی مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہو سکتا، اسی لیے تو اس نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ’’اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو (اپنی طرف سے) بنا لائے۔‘‘ یعنی اس طرح کا عظیم الشان

[1] دیکھیے ھود، آیت:13 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوسکتا ہے، کسی بشر کے کلام میں یہ تاب ہی نہیں کہ وہ اس کی مشابہت اختیار کر سکے۔

﴿ وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ ﴾ ''اور لیکن (یہ اللہ کا کلام ہے) جو اس سے پہلے ہے اس کی تصدیق (کرتا) ہے۔'' یعنی سابقہ کتابوں کی۔ یہ ان پر نگہبان ہے اور ان میں جو تحریف، تاویل اور تبدیلی کی جا چکی ہے، اسے بیان کرتا ہے۔

﴿ وَتَفۡصِیۡلَ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۷﴾ ﴾ ''اور انھی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں، (یہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔'' یعنی اس میں تمام احکام اور حلال وحرام کا شافی بیان ہے اور یہ بات بالکل حق، سچ اور ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے کہ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّثۡلِہٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۸﴾ ﴾ ''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو۔'' یعنی اگر تم نے افترا سے کام لیتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے اور تمھیں اس کے ''کتاب اللہ'' ہونے میں شک ہے اور جھوٹ بولتے ہوئے تم یہ کہہ رہے ہو کہ یہ محمد ﷺ کا کلام ہے تو محمد ﷺ تو تمھارے جیسے بشر ہیں، تمھارے باطل گمان کے مطابق اگر انھوں نے یہ قرآن بنایا ہے تو تم اس قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو اور ان تمام جنوں اور انسانوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو جن سے مدد لینا تمھارے لیے ممکن ہے۔

قرآن پاک کے چیلنج کا تیسرا مقام: قرآن مجید کا یہ تیسرا مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے انھیں چیلنج کیا اور یہ دعوت دی ہے کہ اگر وہ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں کہ یہ قرآن مجید محمد ﷺ نے خود اپنی طرف سے بنایا ہے تو یہ سب کافر جسے انھوں نے تن تنہا بنایا ہے مل کر اس کا مقابلہ کر دکھائیں اور جن جن سے وہ اس سلسلے میں مدد لینا چاہیں بلاشک مدد بھی لے لیں، اس چیلنج کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے یہ پیش گوئی بھی کی ہے کہ وہ کبھی بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ انھیں اس بات کی قدرت ہی نہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ وَلَوۡ کَانَ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ ظَہِیۡرًا ۝ ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 88:17) ''کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی ہوں۔'' پھر قرآن نے چیلنج میں اور تخفیف کر دی اور سورۂ ہود کے آغاز میں فرمایا کہ اس جیسی دس سورتیں ہی پیش کر کے دکھا دو۔

﴿ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝ ﴾ (ھود 13:11) ''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے، کہہ دیجیے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو، بلا بھی لو۔'' پھر قرآن نے چیلنج میں اور کمی کر دی، لہٰذا یہاں اس سورت میں فرمایا کہ تم اس جیسی صرف ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو: ﴿ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّثۡلِہٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۸﴾ ﴾ ''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے، کہہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیجیے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکتے ہو، بلا بھی لو۔'' اسی طرح سورۂ بقرہ میں بھی جو مدنی سورت ہے یہ چیلنج کیا کہ اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ اور ساتھ ہی یہ پیش گوئی بھی دی (جو قرآن مجید کا ایک دوسرا معجزہ ہے) کہ یہ کبھی بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے، فرمایا: ﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ ﴾ (البقرۃ 2:24) ''چنانچہ اگر تم نے (ایسا) نہ کیا اور ہرگز کر بھی نہیں سکو گے تو آگ سے بچو۔''

قرآن مجید ایک معجز نما کتاب ہے: قرآن نے عربوں کو یہ چیلنج دیا، فصاحت و بلاغت جن کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، ان کے اشعار اور معلقات فصاحت و بلاغت کی انتہا تک پہنچے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس ایک ایسی کتاب آئی کہ جس کے مقابلے کی ان میں سے کسی کو بھی تاب نہ تھی، ان میں سے جن لوگوں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت، شیرینی و حلاوت، رعنائی و زیبائی، عمدگی و خوبی اور افادیت کو پہچان لیا تو وہ ایمان لے آئے، وہ قرآن کو زیادہ جانتے، پہچانتے، سمجھتے اور قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق نہایت سختی سے عمل کرتے تھے جیسا کہ جادوگری اور شعبدہ بازی سے واقفیت کی وجہ سے جادوگروں کے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کام کر دکھایا ہے[1] یہ کسی جادوگر کا کام نہیں ہو سکتا، یہ تو ایسی شخصیت کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور مکمل رہنمائی حاصل ہے اور یہ (موسیٰ علیہ السلام) مرسل ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کسی بشر کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ یہ کام کر دکھائے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ایک ایسے دور میں ہوئی جس میں طب اور علاج معالجے کا فن عروج پر تھا اور اس فن کے بہت سے ماہرین موجود تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے حکم سے برص اور جذام کے مریضوں کا علاج کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے[2] تو ان ماہرین طب نے اس حقیقت کو معلوم کر لیا کہ یہ کام طب اور علاج معالجے کے دائرے سے باہر ہے اور اسی سے انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ نَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا آمَنَ عَلٰى مِثْلِهِ الْبَشَرُ ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ] ''انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا فرمائی گئیں کہ ان جیسی نشانیوں کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آتے تھے، مجھے جو نشانی عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، مجھے امید ہے کہ روز قیامت تمام انبیائے کرام کے پیروکاروں کی نسبت میری اتباع کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔[3]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ﴾ ''بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس چیز

[1] دیکھیے الأعراف، آیات:106-126 وطٰہٰ، آیات:56-73 کے ذیل میں۔ [2] دیکھیے آل عمران، آیات:49-52 والمآئدۃ، آیات:110،111 کے ذیل میں۔ [3] صحیح البخاري، فضائل القرآن، باب: کیف نزل الوحي......؟ حدیث:4981 وصحیح مسلم، الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ......، حدیث:152 وشرح السنۃ، الفضائل، باب فضائل سید الأولین والآخرین محمد ﷺ......: 195,196/13، حدیث:3615، اللفظ لہ عن أبي هريرة رضي الله عنه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ ۚ اَنۡـتُمۡ بَرِيۡٓــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا

اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجیے: میرے لیے میرا عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا عمل۔ تم اس سے بری ہو جو میں عمل کرتا ہوں اور میں اس

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿41﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا

سے بری ہوں جو تم عمل کرتے ہو ﴿41﴾ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، پھر کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں اگرچہ وہ

لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿42﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿43﴾

عقل نہ رکھتے ہوں؟ ﴿42﴾ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں، کیا پھر آپ اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں اگرچہ وہ نہ دیکھتے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـــًٔا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿44﴾

ہوں؟ ﴿43﴾ بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، مگر لوگ اپنے آپ پر (خود ہی) ظلم کرتے ہیں ﴿44﴾

کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے اس کو (نادانی سے) جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔'' یعنی انھوں نے قرآن کی تکذیب کی ہے، حالانکہ انھوں نے ابھی اسے نہ سمجھا ہے اور نہ پہچانا ہے، ﴿وَلَمَّا يَاۡتِهِمۡ تَاۡوِيۡلُهٗ﴾ ''اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔'' جب انھوں نے ازراہ جہالت و بے وقوفی قرآن کو جھٹلا دیا ہے تو یہ اس ہدایت اور دین حق سے محروم ہیں جس پر قرآن مشتمل ہے۔ ﴿كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ﴾ ''اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے، انھوں نے بھی تکذیب کی تھی۔'' یعنی پہلی امتوں کے لوگوں نے، ﴿فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿39﴾﴾ ''پھر دیکھیے ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟'' یعنی دیکھیے ہم نے انھیں اس وقت کس طرح ہلاک کر دیا تھا جب انھوں نے ظلم و زیادتی، کفر و سرکشی اور جہالت سے کام لیتے ہوئے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تھی، لہٰذا محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والو! تم بھی ڈرو کہیں تمھارا انجام بھی انھی جیسا نہ ہو۔ ﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يُّؤۡمِنُ بِهٖ﴾ ''اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آئے ہیں۔'' یعنی اے محمد (ﷺ!) جن لوگوں کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں، ان میں سے کچھ اس قرآن پر ایمان لے آئے ہیں، آپ کی اتباع کر رہے ہیں اور آپ کے لائے ہوئے دین سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهٖ﴾ ''اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔'' بلکہ کفر پر مرتے ہیں اور وہ کفر پر ہی اٹھائے جائیں گے۔

﴿وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿40﴾﴾ ''اور آپ کا پروردگار شریروں سے خوب واقف ہے۔'' اور وہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت کا مستحق کون ہے تو اسے وہ ہدایت عطا فرما دیتا ہے اور ضلالت کا مستحق کون ہے تو اسے وہ گمراہی میں مبتلا رہنے دیتا ہے اور وہ عادل ہے، کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک سے اسی طرح کا معاملہ کرتا ہے جس کا وہ مستحق ہو، اس کی ذات پاک بابرکت، بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ.

تفسیر آیات :41-44

مشرکوں سے اظہارِ براءت کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ اگر یہ مشرک آپ کی تکذیب کریں تو آپ بھی ان مشرکوں اور ان کے عمل سے براءت کا اظہار کر دیں، ﴿فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ﴾ ''تو کہہ دیجیے کہ میرے لیے میرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا عمل۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ ...... ﴾ (الکفرون 2,1:109) ''(اے پیغمبر! ان منکرین اسلام سے) کہہ دیجیے کہ اے کافرو! جن کو تم پوجتے ہو، ان کو میں نہیں پوجتا......'' تا آخر سورت۔ اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پیروکاروں نے اپنی قوم کے مشرکوں سے کہا تھا: ﴿ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٞ ...... ﴾ الآية (الممتحنة 4:60) ''بے شک ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، بے تعلق ہیں......''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ ﴾ ''اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں۔'' یعنی وہ آپ کے کلام بلاغت نظام کو، قرآن عظیم کو اور صحیح و فصیح، قلوب و ابدان اور ادیان کے لیے نافع احادیثِ مبارکہ کو سنتے ہیں اور اسی میں بہت کفایت ہے لیکن اس سلسلے میں نہ آپ کا کوئی اختیار ہے اور نہ ان کا کیونکہ یہ آپ کی استطاعت میں نہیں ہے کہ بہروں کو سنا سکیں اور ان لوگوں کو ہدایت سے بہرہ ور کر سکیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرما دے۔ ﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ ﴾ ''اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں۔'' یعنی ان میں سے بعض لوگ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شان و شوکت، حسن و جمال اور خلق عظیم سے اس قدر بہرہ وافر عطا فرمایا ہے کہ وہ اصحاب بصیرت و دانش کے لیے آپ کی نبوت کی واضح دلیل ہے لیکن یہ لوگ اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح دوسرے لوگ دیکھتے ہیں لیکن انھیں اس طرح ہدایت حاصل نہیں ہوتی جس طرح دوسروں کو حاصل ہوتی ہے، مومن تو آپ کی طرف نظر وقار سے دیکھتے ہیں جبکہ کافر نظر حقارت سے دیکھتے ہیں، (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ﴿ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ ...... ﴾ الآيتان (الفرقان 42,41:25) ''اور (اے نبی!) یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی ہنسی ہی اڑاتے ہیں......''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ کسی پر بھی قطعاً ظلم نہیں کرتا گو اس نے اس قرآن کے ساتھ بہت سے لوگوں کو ہدایت فرما دی، نابیناپن کے بجائے بصارت عطا فرما دی ہے، اندھی آنکھوں، بند کانوں اور پردوں میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھول دیا اور دوسرے بہت سے لوگوں کو اس نے گمراہ بھی رہنے دیا، وہ حاکم اور مالک و مختار ہے جو چاہے اپنی ملکیت میں تصرف فرمائے، وہ جو بھی کرے اس سے پوچھا نہیں جا سکتا جبکہ ان سب سے پوچھا جائے گا۔ اس ذات گرامی کا ہر ہر کام علم و حکمت اور عدل پر مبنی ہے، اسی لیے اس نے فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿44﴾ ﴾ ''بے شک اللہ تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [يَا عِبَادِي ! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِي وَ جَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا ـ إِلٰى أَنْ قَالَ فِي آخِرِهٖ ـ يَا عِبَادِي! إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا ، فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ] ''اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام قرار دے رکھا ہے اور تمھارے لیے بھی ظلم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ

اور جس دن وہ انھیں اکٹھا کرے گا (تو انھیں یوں لگے گا) جیسے وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہ رہے تھے۔ وہ باہم ایک دوسرے کو پہچان

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿45﴾

لیں گے۔ یقیناً وہ لوگ خسارے میں رہے جنھوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، اور وہ ہدایت یافتہ نہ تھے ﴿45﴾

حرام قرار دے دیا ہے، لہٰذا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اور اس حدیث قدسی کے آخر میں فرمایا کہ اے میرے بندو! یہ تمھارے اعمال ہیں جو میں تمھارے لیے شمار کر رہا ہوں پھر تمھیں ان کا پورا پورا بدلہ عطا کروں گا، جو شخص خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو کسی اور صورت حال سے دوچار ہو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔'' اس مفصل روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ①

تفسیر آیت: 45

حشر میں احساس ہوگا کہ دنیا کی زندگی بہت مختصر تھی: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قیامت کے برپا ہونے اور قبروں سے نکل کر میدانِ حشر میں جمع ہونے کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ﴾ ''اور جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ﴾ (الأحقاف 35:46) ''جس دن یہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (خیال کریں گے کہ) گویا (دنیا میں) رہے ہی نہ تھے مگر دن کی ایک گھڑی۔'' اور فرمایا: ﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ○﴾ (النّٰزعٰت 79:46) ''جس دن وہ اس کو دیکھیں گے تو (ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۚۖ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ○ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ○﴾ (طٰهٰ 20:102-104) ''جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن گناہ گاروں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے ہو جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں، اس وقت ان میں سے سب سے اچھے طریقے والا کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔'' اور فرمایا ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○﴾ (الروم 30:55,56) ''اور جس دن قیامت ہوگی، مجرم قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) گھڑی بھر کے سوا نہیں ٹھہرے، اسی طرح وہ (دنیا میں) بہکے رہے۔ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے: یقیناً تم تو جیسا کہ اللہ کی کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے، دوبارہ اٹھانے کے دن (قیامت) تک ٹھہرے رہے، چنانچہ یہی دوبارہ اٹھنے کا دن ہے، لیکن تم تو (اسے حق

① صحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب تحریم الظلم، حدیث: 2577.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ

اور (اے نبی!) اگر ہم ایسا کوئی عذاب آپ کو دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں، تو انھیں ہماری ہی طرف لوٹنا

عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿46﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

ہے، پھر اللہ ان کاموں پر گواہ ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿46﴾ اور ہر امت کا ایک رسول ہے، پھر جب ان کا رسول آ گیا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿47﴾

کر دیا گیا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ﴿47﴾

نہیں جانتے تھے۔''

یہ تمام آیات کریمہ اس بات کی دلیل ہیں کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی یہ زندگی بہت ہی مختصر ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 23:112-114) ''(اللہ) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے (اللہ) فرمائے گا (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے کاش! تم جانتے ہوتے۔'' اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ﴾ ''آپس میں ایک دوسرے کی شناخت بھی کریں گے۔'' یعنی بیٹے،[1] باپ اور دیگر رشتے دار ایک دوسرے کو اسی طرح پہچانتے ہوں گے جس طرح دنیا میں جانتے تھے لیکن ہر ایک پر نفسانفسی کی کیفیت طاری ہوگی (اسی لیے تو فرمایا:) ﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 23:101) ''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ وہ باہم سوال ہی کر سکیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○ ﴾ ...... الآیات (المعارج 70:10-15) ''اور کوئی گرم جوش دوست کسی دوست کا پرسانِ حال نہ ہوگا......۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿45﴾ ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے اللہ کے روبرو حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہ یاب نہ ہوئے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ ﴾ (المطففین 83:10) ''ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔'' کیونکہ (حقیقت میں یہی لوگ ہیں) جنھوں نے ﴿ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○ ﴾ (الزمر 39:15) ''اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو قیامت کے دن خسارے میں رکھا، خبردار! یہ کھلم کھلا خسارہ ہے۔'' اور اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارہ نہیں ہو سکتا کہ حسرت و ندامت کے دن انسان اور اس کے پیاروں کی راہیں الگ الگ ہو جائیں۔

تفسیر آیات: 47،46

[1] بعض نسخوں میں الأبناء والآباء ہے، اس لیے ترجمے میں یہ بات ملحوظ رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿48﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

اور وہ (کافر) کہتے ہیں یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا، اگر تم سچے ہو؟ ﴿48﴾ (اے نبی!) کہہ دیجیے: میں اپنی ذات کے لیے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

اور نہ نفع کا مگر جو اللہ چاہے، ہر امت کے لیے ایک مقررہ وقت ہے۔ جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ (اس سے) ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿49﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

ہو سکتے ﴿49﴾ کہہ دیجیے: بھلا دیکھو تو، اگر اس کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آجائے (تو کیا بچاؤ کرلو گے؟ آخر) کیا چیز ہے جس کے لیے مجرم جلدی مچا رہے

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿50﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿51﴾ ثُمَّ قِيْلَ

ہیں؟ ﴿50﴾ کیا پھر جب (عذاب) واقع ہو جائے گا (تب) اس پر ایمان لاؤ گے؟ (اس وقت کہا جائے گا:) کیا اب (ایمان لاتے ہو؟) حالانکہ تم تو یقیناً اسے جلدی

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿52﴾

مانگتے تھے ﴿51﴾ پھر جنھوں نے ظلم کیا ان سے کہا جائے گا: تم دائمی عذاب (کا مزہ) چکھو، تمھیں انھی کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم (دنیا میں) کماتے رہے ﴿52﴾

مجرموں سے دنیا یا آخرت میں ضرور انتقام لیا جائے گا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ ﴾ ”اور (اے نبی!) اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں، آپ کو دکھا دیں۔“ یعنی آپ کی زندگی ہی میں ان سے انتقام لے لیں تا کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ ﴿ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ﴾ ”یا آپ کی مدتِ حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔“ یعنی ان کا ٹھکانا اور لوٹنے کی جگہ ہمارے پاس ہی ہے اور آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔

﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ ﴾ ”اور ہر ایک امت کے لیے ایک پیغمبر ہے، پھر جب ان کا پیغمبر آئے گا۔“ مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن آئے گا۔[1] ﴿ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ﴾ ”تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ ﴾ (الزمر 69:39) ”اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔“ چنانچہ ہر امت کو اس کے رسول کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور کتابِ اعمال رکھی جائے گی جس میں ان کے اچھے برے سب اعمال لکھے ہوں گے، اور ان کی گواہی دے گی۔ علاوہ ازیں کراماً کاتبین بھی گواہی دیں گے، اسی طرح ایک ایک امت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ امت محمدیہ اگرچہ ترتیب کے اعتبار سے سب سے آخری امت ہے لیکن روز قیامت سب سے پہلے اس امت کا فیصلہ کیا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ، [الْمَقْضِيُّ

[1] تفسير الطبري :158/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ] ''ہم آخر میں آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے سبقت لے جانے والے ہوں گے جن کا فیصلہ تمام مخلوقات سے پہلے کیا جائے گا۔''[1] امت محمدیہ کو یہ فضیلت اپنے رسول کے شرف کی وجہ سے حاصل ہوگی۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِماً إِلَى يَوْمِ الدِّينِ .

تفسیر آیات :48-52

منکرین، قیامت کے جلدی وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ مشرکوں کے اس کفر کی بابت کہ وہ عذاب (قیامت) کے جلد آنے کا اور اس کے وقت کی تعیین کا سوال کرتے ہیں جس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں، خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ ﴾ (الشوریٰ 18:42) ''جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اس کو جلدی طلب کر رہے ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔'' اور یقینی طور پر وقوع پذیر ہونے والا ہے، گو انھیں اس کے معین وقت کا علم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی رہنمائی فرمائی کہ انھیں اس انداز سے جواب دیا جائے: ﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴾ ''کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے نقصان اور فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا۔'' میں صرف وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے اور جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی پاس رکھا ہے، ان کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے مطلع فرما دے، میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور تمھاری طرف اس کا رسول ہوں۔

میں نے تمھیں یہ بتا دیا ہے کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی، ویسے اس کا وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں بتایا لیکن ﴿ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ ﴾ ''ہر ایک امت کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔'' یعنی ہر امت کی مدت مقرر ہے اور جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی، ﴿ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿49﴾ ﴾ ''تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ ﴾ (المنفقون 11:63) ''اور جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اللہ اس نفس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کے پاس اچانک آجائے گا، چنانچہ ارشاد گرامی ہے: ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿50﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ اٰۗلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿51﴾ ﴾ ''کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو اگر اس کا عذاب تم پر (ناگہاں) آجائے رات کو یا دن کو تو پھر مجرم لوگ کس بات کی جلدی کریں گے کیا جب وہ آ واقع ہوگا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔ (اس وقت کہا جائے گا کہ) اور اب (ایمان لائے۔) اسی کے لیے تو تم جلدی مچایا کرتے تھے۔'' یعنی جب ان کے پاس عذاب آجائے گا تو یہ کہیں گے: ﴿ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

[1] صحیح البخاری، الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة ......؟ حديث: 896 عن أبي هريرة ﷺ و صحیح مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة ، حديث: 855 اور اس حدیث کا دوسرا جز صحیح مسلم، حدیث: 856 عن حذيفة ﷺ کے مطابق ہے جو صحیح بخاری میں ہمیں نہیں ملا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿53﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ

اور (اے نبی!) وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا وہ (عذاب) واقعی سچ ہے؟ (آپ) کہہ دیجیے: ہاں! میرے رب کی قسم! وہ سچ ہے، اور تم (اللہ کو)

نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

عاجز نہیں کرسکتے ﴿53﴾ اور اگر بلاشبہ ہو ہر ظالم شخص کے پاس جو کچھ زمین میں ہے تو وہ اسے (عذاب سے بچنے کے لیے) ضرور فدیہ دے دے گا اور مجرم

ع 5 13 10 وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿54﴾

جب عذاب دیکھیں گے تو ندامت کو چھپائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے ﴿54﴾

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (السجدۃ 12:32) ”اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا، اور سن لیا، لہٰذا ہمیں واپس بھیج کہ ہم نیک عمل کریں بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔“ اور فرمایا: فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المؤمن 85,84:40) ”پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک بناتے تھے اس کا انکار کیا لیکن جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (اس وقت) ان کے ایمان نے ان کو کچھ بھی فائدہ نہ دیا (یہ) اللہ کی عادت (ہے) جو اس کے بندوں (کے بارے) میں چلی آتی ہے اور وہاں کافر گھاٹے میں پڑ کر رہ گئے۔“

ارشاد الٰہی ہے: ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ ”پھر ظالم لوگوں سے کہا جائے گا کہ عذاب دائمی (کا مزہ) چکھو۔“ یہ انھیں قیامت کے دن ذلیل و رسوا کرنے کے لیے کہا جائے گا جیسا کہ فرمایا: يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۚ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الطور 52:13-16) ”جس دن وہ آتشِ جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائے جائیں گے، یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمھارے لیے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) ان ہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے۔“

تفسیر آیات: 54,53

قیامت برحق ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں: اَحَقٌّ هُوَ ؕ ”آیا یہ سچ ہے؟“ یعنی جب جسم مٹی بن جائیں گے تو انھیں پھر قبروں سے اٹھایا جائے گا اور قیامت کا دن برپا کیا جائے گا؟ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿53﴾ ”کہہ دیجیے: ہاں، اللہ کی قسم! سچ ہے اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں کرسکو گے۔“ یعنی تمھارا مر کر مٹی ہو جانا اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکے گا کہ تمھیں دوبارہ اسی طرح پیدا کر دے جس طرح اس نے پہلی دفعہ تمھیں عدم سے وجود بخشا تھا کیونکہ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (یٰسٓ 82:36) ”اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا

www.KitaboSunnat.com

أَلَآ إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

آگاہ رہو! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، آگاہ رہو! بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے، لیکن ان کے اکثر (لوگ) نہیں جانتے ﴿55﴾

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿55﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿56﴾

وہی زندہ کرتا اور (وہی) مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿56﴾

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفا، ان (بیماریوں) کے لیے جو سینوں میں ہیں، اور مومنوں کے لیے ہدایت اور

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۗ

رحمت آگئی ہے ﴿57﴾ (اے نبی!) کہہ دیجیے: (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے، لہٰذا (لوگوں کو) چاہیے کہ وہ اسی کے ساتھ خوش

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿58﴾

ہوں، یہ ان چیزوں سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ﴿58﴾

ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔"

اس آیت کریمہ کی نظیر قرآن مجید کی صرف دو اور آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے والوں کے سامنے آپ قسم اٹھا کر یہ بیان فرما دیں کہ قیامت ضرور آئے گی، چنانچہ سورۂ سبا میں فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ۗ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ﴾ (سبا 34:3) "اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی کہہ دیجیے کیوں نہیں (آئے گی۔) میرے پروردگار کی قسم! وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی۔" اور سورۂ تغابن میں فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۗ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۗ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○﴾ (التغابن 64:7) "جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دیجیے کہ ہاں ہاں، میرے پروردگار کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر جو جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمھیں بتائے جائیں گے اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو کافر خواہش کریں گے کہ اے کاش! زمین بھر کر سونا دے دیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ ﴿وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿54﴾﴾ "اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (پچھتائیں گے اور) ندامت کو چھپائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور (کسی طرح کا) ان پر ظلم نہیں ہوگا۔" ﴿بِالْقِسْطِ﴾ سے مراد ہے: حق کے ساتھ۔

تفسیر آیات: 55،56

ہر چیز اللہ کے روبرو حاضر ہوگی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اس کا وعدہ برحق ہے جو ہر صورت میں پورا ہو کر رہے گا، وہی زندگی عطا فرماتا اور موت دیتا ہے اور سب نے لوٹ کر اسی کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ

کہہ دیجیے: بھلا دیکھو تو، اللہ نے تمھارے لیے جو رزق نازل کیا، پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال ٹھہرالیا۔

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿59﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

کہہ دیجیے: کیا اللہ نے تمھیں (یہ) حکم دیا ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ ﴿59﴾ اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو اللہ پر جھوٹ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿60﴾ ع 7/11

باندھتے ہیں، روز قیامت کے بارے میں؟ بے شک اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے اور لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے ﴿60﴾

ہے اور وہ اس پر پوری طرح قادر ہے، وہ جسموں سے جدا ہو کر زمینوں، دریاؤں، سمندروں اور جنگلوں میں بکھر جانے والے تمام ذرات کو جانتا ہے (اور انھی کو یکجا کر کے، انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا فرما کر اپنے دربار میں حاضر کر لے گا۔)

تفسیر آیات: 58,57

قرآن نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اپنے اس احسان کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے قرآن عظیم کو اپنے رسول کریم ﷺ پر نازل فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ ''لوگو! تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ پہنچی ہے۔'' (یعنی قرآن) جو فواحش و منکرات سے منع کرتا ہے۔ ﴿ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ ﴾ ''اور دلوں کی بیماریوں کی شفا ہے۔'' یعنی دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات اور گندگی و نجاست کو زائل کرتا ہے۔ ﴿ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ﴾ ''اور ہدایت اور رحمت۔'' یعنی اس کتاب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رحمت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ ہدایت و رحمت مومنوں، تصدیق کرنے والوں اور جو کچھ اس میں ہے اس پر یقین کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴾ (بنیٓ إسرآءیل 82:17) ''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو نقصان ہی میں بڑھاتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ ﴾ (حٰمٓ السجدۃ 44:41) ''کہہ دیجیے کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لیے (یہ) ہدایت اور شفا ہے۔'' اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ ﴾ ''کہہ دیجیے کہ (یہ کتاب) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں۔'' یعنی انھیں اس ہدایت اور دین حق سے خوش ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آیا ہے کیونکہ یہی سب سے بہتر وہ چیز ہے جس پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ ﴿ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿58﴾ ﴾ ''یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔'' یعنی دنیا کے سامان اور اس عارضی اور فانی دنیا کی آسائشوں سے یہ یقیناً بدرجہا بہتر ہے۔

تفسیر آیات: 60,59

اللہ تعالیٰ کے سوا حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار کسی اور کو نہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، ضحاک، قتادہ، اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ نے (تقریباً اس طرح کا مفہوم بیان) فرمایا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان مشرکوں کی تردید میں نازل ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جنھوں نے بَحیرہ، سائبہ اور وصیلہ کی رسموں کے لیے حلال وحرام کے ضابطے خود مقرر کر رکھے تھے [1] جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ...... ﴾ الآية (الأنعام6:136) ''اور (یہ لوگ) اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں، یعنی کھیتی اور چوپایوں میں اللہ کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں......'' امام احمد نے مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے:

[أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا قَشِفُ [2] الْهَيْئَةِ فَقَالَ: هَلْ لَّكَ مَالٌ ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ، مِنَ الْإِبِلِ وَالرَّقِيقِ وَالْخَيْلِ وَالْغَنَمِ، فَقَالَ: إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تُنْتَجُ إِبِلُ قَوْمِكَ صِحَاحًا آذَانُهَا، فَتَعْمِدُ إِلٰى مُوسٰى فَتَقْطَعُ آذَانَهَا، فَتَقُولُ: هٰذِهِ بُحُرٌ، وَّتَشُقُّهَا أَوْ تَشُقُّ جُلُودَهَا وَتَقُولُ هٰذِهِ صُرُمٌ، وَّتُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ وَعَلٰى أَهْلِكَ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ مَا آتَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ (حِلٌّ)، ...... وَسَاعِدُ اللّٰهِ أَشَدُّ مِنْ سَاعِدِكَ، وَمُوسَى اللّٰهِ أَحَدُّ مِنْ مُّوسَاكَ]

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں پراگندہ حال تھا، آپ نے فرمایا: تمھارے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، آپ نے فرمایا: کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کی: ہر قسم کا مال، یعنی اونٹ، غلام، گھوڑے اور بکریاں۔ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمھیں مال سے نوازے تو اس کا اثر تم پر نظر آنا چاہیے، پھر آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ تمھاری قوم کے اونٹ جب اپنے بچوں کو جنم دیتے ہیں تو ان کے کان صحیح ہوتے ہیں مگر تم لوگ استرے سے ان کے کان کاٹ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ بحیرہ ہیں، ان (کانوں) کو یا ان کی کھالوں کو کاٹ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ صُرُم (کان کٹے) ہیں، پھر انھیں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے حرام قرار دے دیتے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمھیں جو مال عطا فرمائے وہ تمھارے لیے حلال ہے، ...... اللہ تعالیٰ کا بازو تمھارے بازو سے زیادہ مضبوط ہے اور اللہ تعالیٰ کا استرا تمھارے استرے سے زیادہ تیز ہے'' [3] ...... پھر انھوں نے باقی حدیث بھی بیان کی، یہ حدیث جید اور اس کی سند قوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جو بغیر کسی حجت اور دلیل کے محض اپنی آراء اور خواہشات سے اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے لیتے ہیں، پھر قیامت کے دن کی سرزنش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ ''اور جو لوگ اللہ پر افترا باندھتے ہیں، وہ قیامت کے دن کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں؟'' یعنی ان کا کیا خیال ہے کہ قیامت کے دن جب ہمارے پاس آئیں گے تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ﴾ ''بے شک اللہ لوگوں پر مہربان ہے۔'' ابن جریر فرماتے

---

[1] تفسير الطبري:167,166/11 و تفسير ابن أبي حاتم:1960/6, 1961. [2] یہاں رَثُّ تھا معنی تقریباً ایک ہی ہے۔ یہ لفظ بعض دوسرے طرق میں ہے دیکھیے جامع الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان والعفو، حديث:2006. [3] مسند أحمد: 473/3 اور قوسین والا لفظ حوالۂ مذکورہ ہی میں دوسری حدیث میں آیا ہے۔ وسنن أبي داود، اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، حديث:4063 مختصرًا .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ

اور (اے نبی!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) قرآن میں سے جو کچھ بھی پڑھتے ہیں، اور تم لوگ

اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ

جو بھی عمل کرتے ہو، اس وقت ہم تمھیں دیکھ رہے ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو۔ اور آپ کے رب سے ذرہ بھر کوئی

ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿61﴾

چیز بھی چھپی نہیں ہوتی، زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی اس سے چھوٹی (چیز) اور نہ بڑی، مگر (وہ) واضح کتاب میں (درج) ہے ﴿61﴾

ہیں کہ وہ مہربان ہے کہ وہ لوگوں کو جلد (دنیا ہی میں) سزا نہیں دیتا۔[1] اور میرے خیال میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس جملے کا یہ مفہوم ہو کہ وہ مہربان ہے کہ اس نے اپنی پیدا کردہ ان چیزوں کو حلال قرار دے دیا جو دنیا میں مفید ہیں اور صرف انھی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو دنیا یا دین کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿60﴾﴾ "اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔" بلکہ ان چیزوں کو اپنے لیے حرام قرار دے لیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے احسان فرماتے ہوئے ان کے لیے حلال قرار دیا ہے اور اس طرح یہ خود اپنے آپ کو تنگی میں مبتلا کرتے ہوئے از خود بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دے لیتے ہیں۔ مشرکین نے اپنے لیے جو شرعی ضابطے مقرر کیے اور اہل کتاب نے اپنے دین میں جن بدعات کو ایجاد کیا تھا، ان میں انھوں نے اسی طرز عمل کو اختیار کیا تھا۔

تفسیر آیت: 61

ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ ہر لمحہ، ہر گھڑی اور ہر لحظہ آپ کے، آپ کی امت کے اور تمام مخلوقات کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ اور اس کے علم، اس کی نظر سے آسمانوں اور زمین کا کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں ہے بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○﴾ (الأنعام 59:6) "اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے خشکی اور سمندر کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تر یا خشک چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ درختوں اور تمام جمادات کی حرکتوں تک سے آگاہ ہے، اسی طرح تمام جانداروں کی ہر حرکت سے بھی خوب واقف ہے، اس کا اظہار اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ......﴾ الآية (الأنعام 38:6) "اور زمین پر چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں کے ساتھ اڑنے

[1] تفسیر الطبری: 167/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿62﴾ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا

آگاہ رہو! بے شک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿62﴾ (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور (اللہ سے)

يَتَّقُوۡنَ ﴿63﴾ لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ

ڈرتے رہے ﴿63﴾ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی)، اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی،

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿64﴾

یہی بہت بڑی کامیابی ہے ﴿64﴾

والا کوئی پرندہ ایسا نہیں جو تمھاری طرح الگ امت نہ ہو......‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا...... ﴾ الآیة (هود 11:6) ’’اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے......‘‘ یعنی اگر ان چیزوں کی حرکات کے بارے میں اس کے علم کی یہ کیفیت ہے تو ان بندوں کے بارے میں اس کے علم کی شان کیا ہو گی جنھیں اس کی عبادت کا حکم دیا اور پابند کیا گیا ہے؟ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۙ الَّذِىۡ يَرٰىكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ۝ ﴾ (الشعرآء 26:217-219) ’’اور (اللہ) نہایت غالب (اور) بڑے مہربان پر بھروسا رکھیں جو آپ کو جب آپ کھڑے ہوتے ہیں دیکھتا ہے اور نمازیوں میں آپ کے پھرنے کو بھی۔‘‘

اسی لیے فرمایا: ﴿ وَمَا تَكُوۡنُ فِىۡ شَاۡنٍ وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّلَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ ﴾ ’’اور (اے نبی!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) قرآن میں سے کچھ بھی پڑھتے ہیں اور تم لوگ جو بھی کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو تب ہم تمھیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔‘‘ یعنی جب تم اس طرح کے کام کر رہے ہوتے ہو تو ہم مشاہدہ کر رہے، تمھیں دیکھ رہے اور تمھاری تمام باتوں کو سن رہے ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت جبریل نے جب نبی اکرم ﷺ سے احسان کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا: [أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ] ’’تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو بلاشبہ وہ تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے۔‘‘ (1)

تفسیر آیات: 62-64

اولیاء اللہ کی پہچان: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے دوست وہ ہیں جو ایمان دار اور پرہیز گار ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ کا تعارف کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ فرمایا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص جو پرہیز گار ہو گا، وہ اللہ کا دوست ہو گا، لہٰذا ﴿ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ ﴾ ’’ان کو کچھ خوف نہ ہو گا۔‘‘ یعنی مستقبل میں پیش آنے والے آخرت کے ہولناک

(1) صحيح البخاري، الإيمان، باب سؤال جبريل النبي ﷺ عن الإيمان......، حديث: 50 و صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام ......، حديث: 9,8 عن أبي هريرة ؓ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کے بارے میں انھیں کوئی خوف نہ ہوگا ﴿ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ ''اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔'' یعنی دنیا میں اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے حالات کے بارے میں بھی انھیں کوئی غم نہ ہوگا۔

انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے! ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ عِبَادًا يَّغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ ، قِيلَ : مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا فِي اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ أَمْوَالٍ وَّلَا أَنْسَابٍ، وُّجُوهُهُمْ مِنْ نُّورٍ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّورٍ، لَّا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ] ''یقیناً کچھ بندگانِ الٰہی ایسے بھی ہوں گے جن پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ کون (سعادت مند) لوگ ہوں گے تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں۔ فرمایا: وہ لوگ جو کسی مالی لالچ یا نسبی تعلق کے بغیر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے، ان کے چہرے نور سے (منور) ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے تو انھیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ غم ناک ہوں گے تو انھیں کوئی غم نہ ہوگا۔'' پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ ''آگاہ رہو! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں، ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔''[1]

''بشریٰ'' سے مراد سچے خواب ہیں: امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ﴾ ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔'' ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آخرت کی بشارت سے مراد جنت ہے لیکن یہ فرمائیں کہ دنیا کی بشارت سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: [اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرٰى لَهُ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا أَوْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ] ''اس سے مراد نیک خواب ہے جسے کوئی بندہ دیکھتا ہے یا اس کے لیے کوئی خواب دیکھا جاتا ہے، یہ نبوت کے چوالیس یا ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔''[2]

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) آدمی ایک نیک کام کرتا ہے تو اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف اور ستائش کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ] ''یہ وہ بشارت ہے جو مومن کو جلد مل جاتی ہے۔''[3] اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

---

[1] تفسیر الطبری: 172,171/11 اور دیکھیے سنن أبی داود، البیوع، باب فی الرھن، حدیث: 3527 عن عمر رضی اللہ عنہ۔ [2] تفسیر الطبری: 176/11 مزید دیکھیے جامع الترمذی، الرؤیا، باب قوله: ﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾، حدیث: 2275 وسنن ابن ماجه، تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحة یراھا المسلم......، حدیث: 3898۔ [3] مسند أحمد: 156/5۔
[4] صحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب: إذا أثنی علی الصالح فھی بشری ولا تضره، حدیث: 2642 اور اس میں [وَيَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ] کے الفاظ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان کن خواب آئے تو......: امام احمد رحمہ اللہ ہی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ [قَالَ: الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یُبَشَّرُهَا الْمُؤْمِنُ، هِیَ جُزْءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّأَرْبَعِینَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ، فَمَنْ رَّأٰی ذٰلِكَ فَلْیُخْبِرْ بِهَا، وَمَنْ رَّأٰی سِوٰی ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَهٗ، فَلْیَنْفُثْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْیَسْكُتْ وَلَا یُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا] ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔'' فرمایا: ''سچا خواب مومن کے لیے بشارت ہے اور وہ نبوت کے انچاس حصوں میں سے ایک حصہ ہے جو شخص اچھا خواب دیکھے، وہ اس کے بارے میں بتا دے اور جو اس کے علاوہ کوئی اور خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تاکہ اسے غم میں مبتلا کر دے، اس طرح کے خواب کے دیکھنے پر وہ بائیں طرف تین بار پھونک مار دے، خاموش رہے اور کسی کو بھی اس خواب کے بارے میں نہ بتائے۔''[1] اصحاب کتب ستہ نے اس روایت کو بیان نہیں کیا۔

''بُشْرٰی'' کا ایک اور مفہوم: یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بشارت سے مراد موت کے وقت فرشتوں کا مومن کو مغفرت اور جنت کی بشارت دینا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ۭ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝﴾ (حٰمٓ السجدة 41:30-32) ''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ (اس پر) قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ نہ خوف کرو اور نہ غم ناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ، ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمھارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمھارے جی چاہیں گے، تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمھارے لیے موجود ہوگی (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔''

مومن کے دنیا میں آخری لمحات اور روز قیامت بشارتیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: [أَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ جَاءَهٗ مَلَائِكَةٌ بِیضُ الْوُجُوهِ (بِیضُ الثِّیَابِ) فَقَالُوا: أُخْرُجِی أَیَّتُهَا الرُّوحُ الطَّیِّبَةُ إِلٰی رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ مِنْ فَمِهٖ كَمَا تَسِیلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ] ''بے شک مومن کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اس کے پاس سفید چہروں اور سفید کپڑوں والے فرشتے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے پاک روح! تو نکل کر نعمتوں، خوشبو اور پھولوں اور ایسے رب کی طرف آجا جو ناراض نہیں ہے تو روح اس کے منہ سے اس طرح نکل آتی ہے جس طرح مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ نکل آتا ہے۔''[2] اور آخرت میں ان کے لیے بشارت یہ ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ

[1] مسند أحمد: 219/2 تفسیر ابن کثیر میں لِیَسْكُتْ کے بجائے لِیُكَبِّرْ ہے۔ اور دیکھیے صحیح البخاری، التعبیر، باب الرؤیا من الله، حدیث: 6985-6989. [2] یہ روایت بالفاظ دیگر مختلف کتب احادیث میں موجود ہے، دیکھیے سنن النسائی، الجنائز، باب مایلقی به المؤمن من الكرامة عند خروج نفسه، حدیث: 1834 و مسند أحمد: 288,287/4 و المستدرك للحاكم، الجنائز: 353,352/1 و شعب الإیمان للبیهقی، فصل فی عذاب القبر: 356/1، حدیث: 395 جبکہ قوسین والے الفاظ ہمیں نہیں ملے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿65﴾ اَلَآ اِنَّ

اور (اے نبی!) ان کی باتیں آپ کو غمگین نہ کریں، بے شک عزت تو ساری اللہ ہی کے لیے ہے، وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ﴿65﴾ آگاہ

لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

رہو! بے شک اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں میں جو (مخلوق) ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں، وہ (کسی اور چیز

اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿66﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ

کی) پیروی نہیں کرتے مگر صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں، اور وہ محض قیاس کے گھوڑے دوڑاتے ہیں ﴿66﴾ وہی ہے (اللہ) جس نے تمہارے لیے

لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿67﴾

رات بنائی، تاکہ اس میں سکون (حاصل) کرو اور دن کو روشن بنایا۔ بے شک اس میں یقیناً بہت بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں ﴿67﴾

نے فرمایا ہے: ﴿لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝﴾ (الأنبیآء 103:21) ”ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا اور فرشتے ان سے (یہ کہہ کر) ملیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔“ اور فرمایا: ﴿یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝﴾ (الحدید 12:57) ”جس دن آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا:) تم کو بشارت ہو کہ آج (تمہارے لیے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

﴿لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ﴾ ”اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔“ یعنی اس وعدے میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی، نہ اس کی خلاف ورزی کی جائے گی بلکہ یہ ایک حتمی اور یقینی وعدہ ہے جو ہر صورت میں پورا ہو کر رہے گا۔ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿64﴾﴾ ”یہی تو بڑی کامیابی ہے۔“

تفسیر آیات :65-67

ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا ہے: ﴿وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ﴾ ”اور (اے پیغمبر!) آپ ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہوں۔“ یعنی ان مشرکوں کی باتوں سے۔ اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنا اور اسی کی ذات گرامی پر توکل کرنا۔ ﴿اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ﴾ ”بے شک عزت سب اللہ ہی کے لیے ہے۔“ یعنی عزت تو سب کی سب اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں کی ہے۔ ﴿هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿65﴾﴾ ”وہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔“ یعنی اپنے بندوں کے اقوال کو سنتا اور ان کے تمام احوال کو جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت بھی اسی کی ہے جبکہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بت کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، لہٰذا اس بات کی بھی قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے کہ ان کی عبادت کی جائے، اس سلسلے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ

انھوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ وہ (اولاد سے) پاک ہے، وہ بے پرواہ ہے، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہے، تمھارے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں۔ کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم جانتے نہیں؟ (68) (اے نبی!) کہہ دیجیے: بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ﴿69﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

باندھتے ہیں، وہ فلاح نہیں پائیں گے (69) دنیا میں (تھوڑا سا) فائدہ اٹھانا ہے، پھر انھیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر ان کے کفر کرنے کی وجہ سے

ع 7/10/12 نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾

ہم انھیں شدید عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے (70)

ان کا سارا انحصار اپنے وہم وگمان اور کذب وافترا پر ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسی نے اپنے بندوں کے لیے رات کو بنایا تا کہ اس میں سکون کریں اور تھکاوٹ اور مشقت کو دور کرنے کے لیے آرام کریں۔ ﴿وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ﴾ ”اور دن کو روشن (بنایا۔)“ یعنی دن کو کسبِ معاش، جدوجہد، سفر اور ضرورت کے دیگر کاموں کے لیے روشن بنا دیا، ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿67﴾﴾ ”بے شک جو لوگ سنتے ہیں، ان کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔“ یعنی ان کے لیے جو ان دلائل و براہین کو سنتے، ان سے عبرت حاصل کرتے اور ان سے ان کے خالق، ان کے اندازے مقرر کرنے والے اور انھیں چلانے والے کی ذات گرامی کے بارے میں استدلال کرتے ہیں۔

تفسیر آیات:68-70

اللہ تعالیٰ بیوی اور بچوں سے پاک ہے: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے جنھوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اللہ نے اولاد بنائی ہے، فرمایا کہ وہ ذات اولاد سے پاک ہے، وہ اپنے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہے جبکہ کائنات کی ہر ہر چیز اس کی ذات پاک کی محتاج ہے۔ ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ﴾ ”جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔“ تو اس نے جس کو پیدا فرمایا ہے، اس میں سے اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ جبکہ کائنات کی ہر ہر چیز اس کی مملوک اور اسی کی غلام ہے۔ ﴿اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ﴾ ”(اے افترا پردازو!) تمھارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔“ یعنی یہ جو تم کذب و بہتان سے کام لیتے ہوئے کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے، تمھارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ﴿اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾﴾ ”کیا تم اللہ کی نسبت ایسی بات کہتے ہو جو جانتے نہیں؟“ یہ ان کی اس بات کی تردید، زبردست وعید اور نہایت شدید سرزنش ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ؕ﴿88﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۙ﴿89﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ﴿90﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۚ﴿91﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ﴿92﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ﴿93﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ؕ﴿94﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿95﴾﴾ (مریم 19:88-95) ”اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد بنائی ہے، البتہ تحقیق (ایسا کہنے والو!) یہ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ

اور (اے نبی!) آپ انھیں نوح کا قصہ سنا دیجیے: جب اس نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمھیں میرا قیام اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت

وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

کرنا ناگوار ہے تو میں نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے، چنانچہ تم اور تمھارے شریک مل کر (میرے خلاف) فیصلہ کر لو، پھر تمھارا فیصلہ تم میں (کسی سے) پوشیدہ

اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿71﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ

نہ رہے، پھر مجھ پر تم نافذ کر دو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿71﴾ پھر اگر تم (حق سے) پھر جاؤ، تو میں نے تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کیا، میرا اجر تو اللہ کے پاس

مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿72﴾ فَكَذَّبُوْهُ

ہے، اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہو جاؤں ﴿72﴾ پھر انھوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور ان لوگوں کو نجات دی جو

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

اس کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے، اور ہم نے انھیں (ان کا) جانشین بنا دیا، اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کر دیا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، پھر

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿73﴾

(اے نبی!) دیکھیے ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جنھیں ڈرایا گیا تھا؟ ﴿73﴾

تم ناپسندیدہ و نازیبا بات (زبان پر) لاتے ہو قریب ہے کہ اس (افترا) سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ دھماکے کے ساتھ گر پڑیں کہ انھوں نے اللہ کے لیے اولاد تجویز کی اور اللہ کو شایاں نہیں کہ کسی کو اولاد بنائے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ کے روبرو غلام ہو کر آئیں گے، یقیناً اس نے ان (سب) کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا ہے اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے ان جھوٹے اور افترا پردازوں کو — جنھوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے — سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دنیا و آخرت میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے، دنیا میں اللہ تعالیٰ جب انھیں مہلت دے گا تو انھیں تھوڑے عرصے کے لیے دنیا کے ساز و سامان سے بھی نواز دے گا۔ ﴿ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ (لقمٰن 24:31) ”پھر ہم انھیں عذابِ شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔“ جیسا کہ یہاں فرمایا ہے: ﴿مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا﴾ ”(ان کے لیے) جو فائدے ہیں، دنیا میں (ہیں۔)“ یعنی تھوڑی سی مدت کے لیے، ﴿ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ ”پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔“ یعنی قیامت کے دن، ﴿ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾﴾ ”اس وقت ہم ان کو عذابِ شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔“ یعنی ان کے کفر، افترا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کی وجہ سے انھیں شدید عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

تفسیر آیات: 73-71

حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ سے فرمایا ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ نَبَاَ نُوْحٍ ﴾ ''اور آپ ان کو سنا دیں۔'' یعنی ان کفار مکہ کو جو آپ کی تکذیب اور مخالفت کر رہے ہیں، یہ قصہ سنا دیں۔ ''نوح (علیہ السلام) کا قصہ'' یعنی انھیں نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ قصہ سنا دیں کہ جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام لوگوں کو غرق کر کے کس طرح تباہ و برباد کر دیا تھا تا کہ یہ لوگ بھی ڈر جائیں کہ کہیں یہ بھی ان کی طرح عذاب میں مبتلا کر کے تباہ و ہلاک نہ کر دیے جائیں، چنانچہ فرمایا: ﴿ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ﴾ یعنی جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اگر تمھیں میرا قیام اور اللہ کے دلائل و براہین سے نصیحت کرنا ناگوار ہو، ﴿ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ ﴾ ''تو میں تو اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں۔'' یہ بات تمھیں ناگوار گزرے یا نہ گزرے مجھے اس کی کچھ پروا نہیں ہے اور نہ میں اس سے رک سکتا ہوں۔

فرمایا: ﴿ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ﴾ ''چنانچہ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام کا (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) فیصلہ کرلو۔'' اور تم اور تمھارے وہ تمام شریک جمع ہو جائیں، اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، خواہ وہ بت ہوں یا کچھ اور ﴿ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ﴾ ''پھر وہ (فیصلہ) تمھاری تمام جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے۔'' یعنی اپنے کام کو پوشیدہ نہ رکھو بلکہ میرے ساتھ اپنے معاملے کو واضح طور پر بیان کر دو اور اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو تو پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو، ﴿ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝71 ﴾ ''اور تم مجھے مہلت نہ دو۔'' یعنی مجھے ایک لمحے کے لیے بھی مہلت نہ دو، الغرض! جس قدر بھی تمھارا بس چلتا ہے، تم کر گزرو، مجھے تمھاری کچھ پروا نہیں، میں تم سے قطعاً نہیں ڈرتا کیونکہ تم قطعی طور پر راہ راست پر نہیں ہو جیسا کہ ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا: ﴿ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ط ﴾ (ھود 11:54-56) ''یقیناً میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو، بے شک میں ان سے بیزار ہوں (جن کی) اللہ کے سوا (عبادت کرتے ہو) تم سب مل کر میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی چاہو) کرلو اور مجھے مہلت نہ دو، بے شک میں اللہ پر جو میرا اور تمھارا (سب کا) پروردگار ہے، بھروسا رکھتا ہوں۔''

اسلام ہی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ ﴾ ''پھر اگر تم پھر گئے۔'' یعنی تکذیب کی اور اطاعت سے منہ موڑ لیا ﴿ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ط ﴾ ''تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔'' یعنی اس نصیحت کا جو میں تمھیں کرتا رہتا ہوں۔ ﴿ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝72 ﴾ ''میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں۔'' یعنی میں تو اس حکم کی اطاعت بجا لاتا ہوں کہ مسلمان بن کر رہوں، یاد رہے! اول سے لے کر آخر تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا دین اسلام ہی تھا، گو ان کی شریعتیں اور طریقے الگ الگ اور متعدد تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط ﴾ (المآئدۃ 5:48) ''ہم نے تم میں سے ہر ایک (گروہ) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ﴿ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(المآئدۃ 48:5) کے معنی رستے اور طریقے کے ہیں۔①

اور حضرت نوح علیہ السلام نے بھی (یہاں) فرمایا ہے: ﴿ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ ''اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ 2:131،132) ''جب (بھی) ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ فرمانبردار ہو جاؤ تو انھوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) میرے بیٹو! اللہ نے تمھارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تھی: ﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ (یوسف 12:101) ''اے میرے پروردگار! بے شک تو نے مجھے کچھ حکومت سے بہرہ ور کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھانا اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا۔''

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿ يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ (یونس 10:84) ''میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسا رکھو اگر تم (دل سے) فرمانبردار ہو۔'' جادوگروں نے بھی کہا تھا: ﴿ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الأعراف 7:126) ''اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر و استقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں اس حال میں فوت کر کہ ہم مسلمان ہوں۔''

بلقیس نے کہا تھا: ﴿ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ (النمل 27:44) ''میرے پروردگار! بے شک میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی ہوں اور (اب) میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرماں بردار ہوگئی ہوں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا ﴾ (المآئدۃ 5:44) ''بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے فیصلے کرتے رہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ (المآئدۃ 5:111) ''اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ، وہ کہنے لگے کہ (پروردگار!) ہم ایمان لائے اور تو شاہد رہنا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔''

اور خاتم الرسل، سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ

① تفسیر الطبری: 6/367.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

پھر ہم نے اس (نوح) کے بعد کئی رسول ان کی (اپنی اپنی) قوم کی طرف بھیجے، چنانچہ وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے، تو (پھر بھی) نہ ہوئے کہ

كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿74﴾

وہ اس (ہدایت) پر ایمان لے آتے جسے وہ پہلے جھٹلا چکے تھے۔ اسی طرح ہم حد سے گزرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ﴿74﴾

لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الأنعام6:162,163) ''یقیناً میری نماز، میری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں۔'' یعنی اس امت میں سے سب سے پہلا فرمانبردار میں ہوں، چنانچہ آپ سے مروی ایک حدیث میں بھی ہے: [اَلْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ...... وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ] ''انبیاء علاتی بھائی ہیں...... اور ان کا دین ایک ہے۔''[1] یعنی تمام انبیائے کرام کا دین یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کی جائے گو ہماری شریعتیں مختلف ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان: [أَوْلَادُ عَلَّاتٍ] کا یہی مطلب ہے۔ اور علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کی مائیں مختلف اور باپ ایک ہو۔

مجرموں کا بدترین انجام: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ ﴾ ''پھر ان لوگوں نے ان (نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، (طوفان سے) بچا لیا۔'' یعنی ان لوگوں کو جو ان کے دین پر تھے۔ ﴿ فِي الْفُلْكِ ﴾ یعنی ان کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے۔ ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ ﴾ یعنی انھیں زمین میں خلیفہ بنا دیا۔ ﴿ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿73﴾ ﴾ ''اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، ان کو غرق کر دیا تو دیکھیے! جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا کیسا انجام ہوا؟'' یعنی اے محمد (ﷺ!) دیکھیے کہ ہم نے مومنوں کو کس طرح نجات دی اور جھٹلانے والوں کو کس طرح ہلاک کر دیا تھا۔

تفسیر آیت: 74

دلوں پر مہر: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بھی بہت سے پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے تھے جو اپنی نبوت کی صداقت کے دلائل و براہین بھی لوگوں کے پاس لے کر آئے تھے۔ ﴿ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ ﴾ ''تو وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی اس سے پہلے تکذیب کر چکے تھے، اس پر ایمان لے آتے۔'' یعنی امتیں اس دین و شریعت پر ایمان لانے والی نہ تھیں جو ان کے رسول ان کے پاس لائے تھے، اس لیے کہ اس کی اس وقت تکذیب کر چکے تھے جب پہلی مرتبہ اسے ان کے پاس بھیجا گیا تھا جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ (الأنعام 6:110) ''اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر دیتے ہیں جس طرح یہ پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔'' اور یہاں

---

[1] ابتدائی حصہ صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ...... ﴾ (مريم19:16)، حدیث:3442 و صحيح مسلم، الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، حدیث: 2365 کے مطابق ہے اور آخری حصہ صحيح البخاري، حدیث:3443 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

پھر اس کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی آیتوں کے ساتھ فرعون اور اس (کی قوم) کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿75﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

مجرم لوگ تھے ﴿75﴾ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو انھوں نے کہا: بے شک یہ تو یقیناً کھلا جادو ہے ﴿76﴾ موسیٰ نے کہا: کیا تم حق

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿76﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ

کے بارے میں (یہ) کہتے ہو جب وہ تمھارے پاس آگیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر تو فلاح نہیں پاتے ﴿77﴾ انھوں نے کہا: کیا تو ہمارے

السّٰحِرُوْنَ ﴿77﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي

پاس آیا ہے کہ ہمیں اس (طریقے) سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور تم دونوں کے لیے زمین میں اقتدار ہو؟ جبکہ ہم تم دونوں

الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿78﴾

پر ایمان لانے والے نہیں ﴿78﴾

فرمایا ہے: ﴿ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ ﴿74﴾ ’’اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔‘‘ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور وہ اپنی سابقہ تکذیب کی وجہ سے ایمان نہ لائے، اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے بعد آنے والے ان لوگوں کے دلوں پر بھی مہر لگا دیتا ہے جو ان کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان (زیادتی کرنے والوں) کے دلوں پر بھی مہر لگا دیتا ہے، اس لیے: ﴿ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴾ (یونس 10:88) ’’چنانچہ وہ جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔‘‘

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو جھٹلانے والی امتوں کو ہلاک کر دیا اور نجات صرف انھی سعادت مند لوگوں کو بخشی جو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے اور اس بات کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے بعد سے ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لوگ دینِ اسلام پر تھے، اس وقت تک دینِ اسلام ہی پر رہے جبکہ انھوں نے بتوں کی پوجا نہ شروع کر دی تھی۔ جب انھوں نے بتوں کی پوجا شروع کر دی تو ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا، اس وجہ سے قیامت کے دن مومن ان سے یہ کہیں گے کہ آپ اللہ کے وہ پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف مبعوث فرمایا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں تھیں اور ان صدیوں کے لوگ دین اسلام پر تھے۔[1]

[1] یہ الفاظ الطبقات الکبرٰی لابن سعد: 42/1 میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہیں۔ اور تفسیر الطبری: 455/2 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ: [كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَّ آدَمَ عَشَرَةُ قُرُونٍ ، كُلُّهُمْ عَلٰى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْحَقِّ] منقول ہیں صحیح ابن حبان وغیرہ میں اس معنی کی مرفوع روایت بھی ہے۔ دیکھیے صحیح ابن حبان، التاریخ، ذکر الأخبار عما کان بین آدم ونوح ......: 69/14، حدیث: 6190 والمستدرک للحاکم، التفسیر، من سورۃ البقرۃ: 262/2، حدیث: 3039 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿79﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ

اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ ﴿79﴾ پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا: ڈالو جو کچھ تم ڈالنے

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿80﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ

والے ہو ﴿80﴾ پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔

8 ع 12 13 اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿81﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿82﴾ ع

بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا ﴿81﴾ اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں ﴿82﴾

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ...... ﴾ الآية (بنیٓ إسرآءیل 17:17) ''اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا......'' اس میں ان مشرکین عرب کے لیے زبردست ڈراوا تھا جنھوں نے سید الرسل، خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ جب پہلے زمانوں میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تکذیب کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف خوفناک قسم کے عذابوں میں مبتلا کر کے تباہ و برباد کر دیا تھا تو ان لوگوں کا اپنے بارے میں کیا گمان ہے جو ان سے بڑھ کر گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم اور محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہ کرنے کے جرم عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

تفسیر آیات: 75-78

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ ثُمَّ بَعَثْنَا ﴾ ''پھر ہم نے (ان رسولوں کے بعد) بھیجا۔'' ﴿ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا ﴾ یعنی موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں (دلائل و براہین) دے کر فرعون اور اس کے سرداروں (قوم) کی طرف (بھیجا۔) ﴿ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿75﴾ ﴾ ''تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ گناہ گار لوگ تھے۔'' یعنی انھوں نے حق کو قبول کرنے اور اس کی اتباع کرنے سے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔ ﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿76﴾ ﴾ ''پھر جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آ گیا تو کہنے لگے کہ بے شک یہ تو صریح جادو ہے۔'' ان ملعونوں نے گویا قسمیں کھا کھا کر اسے جادو قرار دیا، حالانکہ وہ خود بھی یہ جانتے تھے کہ ان کی یہ بات محض جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ ﴾ (النمل 14:27) ''اور انھوں نے ظلم اور غرور کی وجہ سے ان کا انکار کیا، حالانکہ ان کے دلوں نے ان کو تسلیم کیا۔'' ﴿ قَالَ مُوْسٰى ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا: ﴿ اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿77﴾ ﴾ ''کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب وہ تمھارے پاس آ گیا کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر تو فلاح نہیں پاتے۔'' ﴿ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ﴾ ''انھوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (طریقے) پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اس سے ہمیں پھیر دو۔'' یعنی اس دین سے ہمیں دور کر رہے ہو جس پر وہ تھے، ﴿ وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا ﴾ اور تم دونوں ہی کی، یعنی تمھاری اور ہارون کی عظمت اور سرداری ہو جائے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿78﴾ ’’زمین میں جبکہ ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔‘‘

تفسیر آیات :79-82

موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ: اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کے قصے کو سورۂ اعراف میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور اس کے بارے میں وہاں بحث کی جا چکی ہے۔[1] اسی طرح اس قصے کو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں، نیز سورۂ طٰہٰ[2] اور سورۂ شعراء میں بھی بیان فرمایا ہے[3] جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون ملعون نے یہ پروگرام بنایا کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنی دھاک بٹھائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جس واضح حق کو لے کر آئے ہیں، اسے جادوگروں کے جادو اور شعبدہ بازوں کے کرتبوں سے مغلوب کر دے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری تدبیریں الٹ دیں، اس کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور کھلے میدان میں جب مقابلہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائل و براہین کو غلبہ عطا کر کے موسیٰ علیہ السلام کو فتح و نصرت سے سرفراز فرما دیا۔ ﴿فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ۝﴾ (الشعرآء 26:46-48) ’’تب جادوگر سجدے میں گر پڑے (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہانوں کے مالک پر ایمان لائے، جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا مالک ہے۔‘‘ فرعون کا گمان تھا کہ وہ جادوگروں کے تعاون سے اللہ ذوالجلال کے رسول پر غالب آ جائے گا مگر وہ دنیا میں بھی خائب و خاسر رہا اور آخرت میں بھی جنت سے محروم ہو کر جہنم رسید ہوگا۔ اسی واقعے کا یہاں ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿79﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿80﴾﴾ ’’اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ، پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا کہ ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو۔‘‘ یہ اس لیے کہا کہ جب جادوگروں کا انتخاب ہو گیا اور کامیابی کی صورت میں فرعون کی طرف سے ان کے لیے انعام و اکرام کا وعدہ کر لیا گیا تو ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ﴾ (طٰہٰ 20:65،66) ’’(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم ہی (اپنی چیزیں) پہلے ڈالتے ہیں، موسیٰ نے کہا: (نہیں) بلکہ تم ہی ڈالو۔‘‘ موسیٰ علیہ السلام نے یہ پروگرام بنایا کہ ابتدا ان کی طرف سے ہو تاکہ لوگ بھی دیکھ لیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے، پھر ان کی جادوگری و شعبدہ بازی کے بعد حق کا مظاہرہ ہو جو ان کے باطل کا ستیاناس کر دے۔

جادوگروں نے جب اپنی چیزوں کو ڈالا تو انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا، ان پر خوف طاری کر دیا اور بہت بڑے جادو کا مظاہرہ کیا تو ﴿فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَ اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی ۝﴾ (طٰہٰ 20:67-69) ’’پھر موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا، ہم نے کہا: خوف نہ کرو، بلاشبہ تم ہی غالب رہو گے اور جو چیز (لاٹھی) تمھارے دائیں ہاتھ میں ہے،

---

[1] دیکھیے الأعراف، آیات :103-126 کے ذیل میں۔ [2] دیکھیے طٰہٰ، آیات :63-71 کے ذیل میں۔ [3] دیکھیے الشعرآء، آیات: 38-48 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ

چنانچہ موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کوئی بھی ایمان نہ لایا، فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انھیں فتنے میں

يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿83﴾

نہ ڈال دے، اور بے شک فرعون سر زمین (مصر) میں سرکش (بنا ہوا) تھا، اور بے شک وہ حد سے گزرنے والوں میں سے تھا﴿83﴾

اسے ڈال دو کہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے وہ تو جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں سے بھی آئے (جو چاہے کر لے) فلاح نہیں پائے گا۔'' جادوگروں نے جب اپنی چیزوں کو ڈالا تو اسی موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے یہ فرمایا تھا: ﴿مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿81﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿82﴾﴾ ''جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو (یہ) جادو ہے، یقیناً اللہ اس کو ابھی نیست و نابود کر دے گا۔ بے شک اللہ شریروں کا کام سنوارا نہیں کرتا اور اللہ اپنے کلمات سے حق کو ثابت کرتا ہے اگرچہ مجرم برا ہی مانیں۔''

تفسیر آیت :83

قوم فرعون کے چند لڑکے ہی ایمان لائے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان آیات بینات اور مضبوط و مستحکم دلائل و براہین کو دیکھنے کے باوجود جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، قوم فرعون کے صرف چند لڑکے ہی ان پر ایمان لائے تھے اور وہ بھی فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے کہ کہیں وہ پھر ان کو اس کفر کی طرف لوٹا نہ دیں جس میں یہ پہلے مبتلا تھے، اس لیے کہ یہ فرعون ملعون بہت ہی جابر اور سرکش بادشاہ تھا اور اس نے ظلم و استبداد کا بازار گرم کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اس کی رعایا اس سے بہت زیادہ ڈرتی اور خوف کھاتی تھی۔ عوفی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ فرعون کی قوم کے صرف چند لوگ ہی ایمان لائے تھے اور ان میں سے فرعون کی بیوی، مومن آلِ فرعون، خازنِ فرعون اور اس خازن کی بیوی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ [1]

بنی اسرائیل کے بارے میں یہی بات مشہور ہے کہ وہ سب کے سب ایمان لے آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ اپنی سابقہ کتب کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نشانیوں اور بشارتوں کو جانتے تھے اور اس بات کو بھی جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انھیں فرعون کی غلامی سے نجات عطا فرما دے گا اور فرعون کے مقابلے میں انھیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمائے گا۔ فرعون کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے اس سے بچاؤ کی ہر احتیاطی تدبیر اختیار کی مگر اس نے اسے کچھ فائدہ نہ دیا اور جب موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی تو فرعون نے بنی اسرائیل کو بہت شدید ایذائیں دینا شروع کر دیں اور بنی اسرائیل کہنے لگے: ﴿قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا

[1] تفسیر الطبری :194/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿84﴾

اور موسیٰ نے کہا:اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم فرماں بردار ہو ﴿84﴾ چنانچہ انھوں نے کہا:

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے۔اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم قوم کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈال ﴿85﴾ اور تو ہمیں اپنی رحمت

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾

کے ساتھ کافر قوم سے نجات دے ﴿86﴾

جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (الأعراف 129:7) ''وہ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ ہمارے پاس تمھارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور تمھارے آنے کے بعد بھی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: قریب ہے کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمھیں زمین میں خلیفہ بنائے، پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

حسبِ ذیل ارشاد باری تعالیٰ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام بنی اسرائیل مومن ہی تھے۔(دیکھیے آیت: 84)

تفسیر آیات:84-86

موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو توکل علی اللہ کی ترغیب دی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا: ﴿يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿84﴾﴾ ''اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسا رکھو اگر تم (دل سے) فرمانبردار ہو۔'' کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھے تو پھر اللہ اس کے لیے کافی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ﴾ (الزمر 36:39) ''کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟'' اور فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ﴾ (الطلاق 3:65) ''اور جو اللہ پر بھروسا رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔'' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بہت سے مقامات پر عبادت اور توکل کا اکٹھے ذکر فرمایا ہے، مثلاً: ﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ﴾ (ھود 123:11) ''چنانچہ آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسا رکھیں۔'' ﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ﴾ (الملك 29:67) ''کہہ دیجیے کہ وہ (جو اللہ) رحمٰن ہے ہم اسی پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔'' ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝﴾ (المزمّل 9:73) ''(وہی) مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات کا بھی حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تمام نمازوں میں اس کے حضور اس بات کا اعتراف کیا کریں: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ۭ﴾ (الفاتحة 5:1) ''(اے پروردگار!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''

چنانچہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس حکم کی اطاعت بجالاتے ہوئے عرض کی: ﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾﴾ ''ہم اللہ ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ظالم لوگوں کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم اپنی قوم کے لیے مصر میں کچھ گھر بناؤ، اور تم اپنے گھروں کو قبلہ (رو) بناؤ اور نماز قائم کرو،

قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿87﴾

اور مومنوں کو خوشخبری دے دیجیے ﴿87﴾

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اور موسیٰ نے کہا: اے ہمارے رب! بے شک تو نے فرعون اور اس (کی قوم) کے سرداروں کو دنیاوی زندگی میں شان وشوکت اور مال وزر دے رکھا

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

ہے، اے ہمارے رب! تاکہ وہ (لوگوں کو) تیری راہ سے بھٹکا دیں۔ اے ہمارے رب! ان کے مال وزر غارت کر دے اور ان کے دل سخت کر

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿88﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

دے، پس وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب (نہ) دیکھ لیں ﴿88﴾ اللہ نے کہا: یقیناً تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے، چنانچہ تم دونوں

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿89﴾

ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کے راستے کی پیروی مت کرو جو علم نہیں رکھتے ﴿89﴾

فتنہ نہ بنا۔'' یعنی انھیں ہمارے خلاف کامیابی نہ دے اور انھیں ہم پر مسلط نہ فرما تاکہ وہ اس گمان میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ اس لیے ہم پر مسلط ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں اور اس طرح وہ دوسرے لوگوں کو بھی فتنے میں مبتلا کر دیں گے۔ ابومجلز اور ابوضحیٰ نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔[1] امام عبدالرزاق نے مجاہد کا یہ قول بیان کیا ہے کہ انھیں ہم پر مسلط نہ فرما تاکہ وہ ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔[2] ﴿ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ ﴾ ''اور تو ہمیں اپنی رحمت سے نجات بخش'' یعنی اپنی رحمت اور اپنے فضل وکرم کے ساتھ ہمیں نجات عطا فرما، ﴿ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾ ﴾ ''قوم کفار سے'' یعنی ان لوگوں سے جنھوں نے حق کے ساتھ کفر کیا اور اسے چھپایا جبکہ ہم تیرے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور تجھی پر بھروسا کیے ہوئے ہیں۔

تفسیر آیت:87

گھروں میں نماز ادا کرنے کا حکم: اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کو کس طرح فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اس نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنے لوگوں کے لیے مصر میں گھر بناؤ، ﴿ وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً ﴾ ''اور اپنے گھروں کو قبلہ (مسجدیں) ٹھہراؤ۔'' عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ فرعونیوں کی موجودگی میں ہم اپنی نماز ادا نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اجازت عطا فرما دی کہ وہ اپنے گھروں ہی میں نماز ادا کر لیں اور اپنے گھروں ہی کو قبلہ بنا لیں۔[3] مجاہد نے ﴿ وَّاجْعَلُوْا

[1] تفسیر الطبری :197/11. [2] تفسیر الطبری :197/11 وتفسیر عبدالرزاق : 179/2، رقم:1170 میں ہے کہ وہ ''ہمیں قتل نہ کر دیں۔'' [3] تفسیر الطبری :200/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً ﴾ کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے جب یہ خوف محسوس کیا کہ فرعون کہیں انھیں کنیسوں میں نماز ادا کرتے ہوئے قتل ہی نہ کرا دے تو انھیں یہ حکم دے دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں ہی کو قبلہ رخ مسجدیں قرار دے لیں اور ان میں چھپ کر نماز ادا کر لیا کریں، قتادہ اور ضحاک سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ①

تفسیر آیات: 89,88

موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے بددعا: یہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے اس بددعا کا ذکر فرمایا ہے جو انھوں نے اس وقت کی تھی جب انھوں نے حق قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے عناد، دشمنی، سرکشی، بغاوت اور ظلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضلالت اور کفر ہی پر اصرار کیا تھا تو موسیٰ نے بددعا کی: ﴿ رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِیْنَةً ﴾ ''اے ہمارے پروردگار! بے شک تو نے فرعون اور اس (کی قوم) کے سرداروں کو زینت دی ہے۔'' دنیا کے ساز و سامان سے نوازا ہے، ﴿ وَّ اَمْوَالًا ﴾ ''اور (بہت سا) مال وزر (دے رکھا ہے۔)'' ﴿ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ ﴾ ''دنیا کی زندگی میں۔ ہمارے پروردگار! تاکہ وہ (لوگوں کو) تیری راہ سے گمراہ کر دیں۔'' بعض قراءتوں میں یہ لفظ [لِیَضِلُّوا] یا کے فتحہ کے ساتھ ہے ''تاکہ وہ گمراہ ہو جائیں۔'' یعنی تو نے انھیں یہ سب کچھ اس لیے دیا ہے، حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے جس کے ساتھ تو نے مجھے ان کی طرف بھیجا ہے مگر اس کے باوجود تو نے انھیں مہلت دیتے ہوئے (استدراجًا) دنیا کے ساز و سامان اور مال و منال سے نواز رکھا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ ﴾ ''تاکہ ہم انھیں ان کے ذریعے سے آزمائیں۔'' (طٰہٰ 131:20)

دوسرے قراء نے اسے ﴿ لِیُضِلُّوْا ﴾ یا کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے، یعنی تاکہ تو نے ان کو جو دیا ہے، اس کے ذریعے وہ لوگ تیرے بندوں میں سے جن کو تو چاہے فتنہ میں ڈال دیں تاکہ جسے تو گمراہ کرنا چاہے وہ یہ خیال کرے کہ تو نے انھیں یہ دنیوی مال و اسباب اس لیے دیا ہے کہ تجھے ان سے محبت اور ایک خاص تعلق ہے۔ ﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ ﴾ ''ہمارے پروردگار! ان کے مالوں کو برباد کر دے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد فرماتے ہیں کہ ﴿ اطْمِسْ ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اسے ہلاک کر دے۔ ② ضحاک، ابو العالیہ اور ربیع کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی اس بددعا کے نتیجے میں ان کے یہ مال اسی طرح منقوش پتھروں کی صورت میں تبدیل ہو گئے جس طرح ان کی پہلی حالت تھی۔ ③ ﴿ وَ اشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ﴾ ''اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے۔ ④ ﴿ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾ ﴾ ''چنانچہ یہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھ لیں۔''

موسیٰ علیہ السلام کی بددعا اور اس کی قبولیت: موسیٰ علیہ السلام نے یہ بددعا اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی وجہ سے فرعون اور اس کے ان

① تفسیر الطبری: 201,200/11. ② تفسیر الطبری: 205/11. ③ تفسیر الطبری: 205,204/11. ④ تفسیر الطبری: 205/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار کر دیا، پھر فرعون اور اس کی فوجوں نے سرکشی اور ظلم کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا، حتی کہ جب اسے غرق ہونے

اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ

نے پالیا، تو پکار اٹھا: میں ایمان لاتا ہوں کہ بے شک اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اور میں مسلمانوں میں سے

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿90﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿91﴾ فَالْيَوْمَ

ہوں ﴿90﴾ (اللہ نے فرمایا:) کیا اب (ایمان لاتا ہے؟) جبکہ تو پہلے نافرمان تھا اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا ﴿91﴾ چنانچہ آج ہم تجھے نجات دیں گے

نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا

تیرے بدن سمیت (تیرا جسم بچا کر سمندر سے باہر نکال پھینکیں گے)، تاکہ تو اپنے پیچھے والوں کے لیے نشان (عبرت) ہو، اور بے شک بہت سے لوگ

لَغٰفِلُوْنَ ﴿92﴾ ع 9/10 14

ہماری نشانیوں سے البتہ غافل ہیں ﴿92﴾

سرداروں کے لیے کی تھی جن کے بارے میں واضح ہو گیا تھا کہ ان میں خیر و بھلائی کا کوئی شمہ باقی نہیں ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم پر یہ بددعا کی تھی: ﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ ﴾ (نوح 71:26,27) ''اے میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے، بے شک اگر تو ان کو رہنے دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی (آئندہ) اولاد بھی بدکار اور ناشکر گزار ہوگی۔'' اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام کی اس بددعا کو جس پر ان کے بھائی ہارون نے بھی آمین کہی تھی، قبولیت سے نوازا اور فرمایا: ﴿ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا ﴾ ''یقیناً تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے۔'' یعنی تمھاری اس دعا کو ہم نے قبول کر لیا کہ آل فرعون کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ ﴿ فَاسْتَقِيْمَا ﴾ ''تو تم دونوں ثابت قدم رہنا۔'' یعنی جس طرح میں نے تمھاری دعا کو قبول کیا ہے، تم نے بھی میرے حکم پر ثابت قدم رہنا ہوگا۔ ابن جریج نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ثابت قدم رہنا اور میرے حکم کی اطاعت بجالاتے رہنا، اسی کو استقامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[1]

تفسیر آیات: 90-92

بنی اسرائیل کا نجات پانا اور آل فرعون کی غرقابی: اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکروں کو غرق کرنے کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل جب موسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں مصر سے نکل گئے اور جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بچوں وغیرہ کو چھوڑ کر ان کے صرف جنگجوؤں کی تعداد اس وقت چھ لاکھ تھی۔ قبطیوں سے انھوں نے بہت سے زیورات مستعار لے رکھے تھے، انھیں بھی یہ اپنے ساتھ ہی لے گئے، بنی اسرائیل کے نکلنے سے فرعون کے غیظ و غضب میں اور بھی بے پناہ اضافہ ہو گیا

[1] تفسیر الطبری: 209/11.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس نے مختلف شہروں میں نقیب روانہ کر دیے تاکہ وہ اس کے لشکروں کو جمع کریں اور اس طرح فرعون بڑے کرّوفر اور لشکر ہائے جرار کے ساتھ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ بھی اب ان سے اپنے ارادے و مشیت کے مطابق عمل کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے فرعون کی ساری سلطنت میں سے کوئی قابل ذکر شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس موقع پر اس کے ساتھ شامل نہ ہوا ہو۔ یہ فرعونی لشکر طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل سے جا ملے۔

﴿ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ ﴾ (الشعرآء 61:26) ”جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھی کہنے لگے: یقیناً ہم تو پکڑ لیے گئے۔“ اس لیے کہ وہ جب ساحلِ سمندر پر پہنچے تو فرعون ان کے پیچھے تھا اور اب اس کے بغیر اور کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا کہ دونوں فوجوں میں جنگ ہو، اس لیے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اصرار کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا کہ اب اس حال میں نجات کی کیا صورت ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تو حکم دیا گیا تھا کہ میں چل کر یہاں تک آ جاؤں۔ ﴿ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ ﴾ (الشعرآء 62:26) ”ہرگز نہیں! بلاشبہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے، وہ ضرور مجھے رستہ بتائے گا۔“ جب معاملہ تنگ ہو گیا تو اس میں وسعت اور کشادگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں، موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل کرتے ہوئے جب سمندر پر اپنے عصا کو مارا تو وہ (سمندر) پھٹ گیا۔ ﴿ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۝ ﴾ (الشعرآء 63:26) ”چنانچہ (سمندر کا) ہر ٹکڑا ایک عظیم پہاڑ جیسا ہو گیا۔“ اور اس میں بارہ رستے بن گئے اور ہر خاندان کے لیے ایک الگ الگ رستہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا تو اس نے رستوں کی زمین کو خشک کر دیا۔ ﴿ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ۝ ﴾ (طٰہٰ 77:20) ”پھر ان کے لیے سمندر میں (لاٹھی مارکر) خشک رستہ بنا دو، پھر تم کو نہ تو (فرعون کے) آ پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر۔“ رستوں کے درمیان پانی نے پھٹ کر کھڑکیوں کی شکل اختیار کر لی تاکہ رستوں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیں اور یہ گمان نہ کریں کہ شاید دوسرے لوگ ہلاک نہ ہو گئے ہوں۔

اس طرح بنی اسرائیل نے سلامتی کے ساتھ بحرِ قُلزُم کو عبور کر لیا اور جب آخری بنی اسرائیلی شخص بھی بحرِ قلزم سے باہر نکل گیا تو دوسری طرف فرعون اپنے لشکروں سمیت بحرِ قُلزُم کے ساحل پر پہنچ گیا۔ فرعون کے لشکر میں دیگر رنگوں کے علاوہ سیاہ رنگ کے ایک لاکھ گھوڑے تھے۔ اس نے جب یہ دیکھا تو گھبرا گیا، اور ڈر کر رک گیا اور ارادہ کیا کہ اب پیچھے واپس ہو جائے مگر اب کیسے لوٹ سکتا تھا، اب تو وہ تقدیر کی گرفت میں آ گیا تھا اور اس کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام کی بددعا قبول ہو چکی تھی۔

اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام گھوڑے کی خواہشمند، غیر حاملہ خوبصورت گھوڑی پر آئے اور وہ فرعون کے گھوڑے کے پاس سے گزرے، فرعون کا گھوڑا اس گھوڑی کو دیکھ کر ہنہنایا، جبریل علیہ السلام نے اپنی گھوڑی بحرِ قلزم میں ڈال دی، گھوڑا بھی اس کے پیچھے بحرِ قلزم میں کود پڑا اور فرعون اسے تھام نہ سکا مگر سرداروں کے سامنے اپنی بہادری کا تاثر دیتے ہوئے ان سے کہنے لگا: بنی اسرائیل اس سمندر کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہیں، لہٰذا سب کے سب اس سمندر میں داخل ہو گئے۔ پیچھے سے حضرت میکائیل علیہ السلام بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کے لشکر کو دھکیل رہے تھے انھوں نے ایک ایک شخص کو دھکیل دھکیل کر آگے کر دیا جب سب کے سب مکمل طور پر سمندر میں داخل ہو گئے اور ان میں سے سب سے آگے والا شخص سمندر سے نکلنے کے قریب تھا تو قدرتوں کے مالک اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دے دیا کہ وہ پھر سے جڑ جائے، سمندر جڑ گیا اور اس طرح ایک فرعونی بھی زندہ نہ بچ سکا، تمام کے تمام سمندر میں غرق ہو کر مر گئے، سمندر کی موجیں کبھی بلند اور کبھی پست ہو رہی تھیں، خصوصاً فرعون کے اوپر کی موجوں میں تو بہت زیادہ مدوجزر پیدا ہو گیا تھا اور اس پر سکرات موت طاری ہو رہی تھی اور اب وہ کہنے لگا: ﴿ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ ﴾ ”میں ایمان لاتا ہوں کہ بے شک اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔“ فرعون اس وقت ایمان لایا جب ایمان لانا کچھ کام نہیں آتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ۝ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمن 85,84:40) ”پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک بناتے تھے اس کا انکار کرتے ہیں، پھر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (اس وقت) ان کے ایمان نے ان کو کچھ بھی فائدہ نہ دیا (یہ) اللہ کی عادت (ہے) جو اس کے بندوں (کے بارے) میں چلی آتی ہے اور اس (عذاب کے) موقع پر کافر گھاٹے میں پڑ کر رہ گئے۔“

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی اس بات کے جواب میں فرمایا: ﴿ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ ﴾ ”کہ اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا۔“ یعنی اس وقت یہ بات کہتا ہے اور اس سے پہلے تو تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی کرتا رہا۔ ﴿ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱ ﴾ یعنی تو زمین میں فساد برپا کرتا رہا اور ان لوگوں میں شامل رہا جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ ﴾ (القصص 41:28) ”اور ہم نے انھیں (لوگوں کو) آگ کی طرف بلانے والے سرغنے بنا دیا اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔“ موت کے وقت کی اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کی اس بات کو جو بیان فرمایا ہے تو یہ ان اسرارِ غیب میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو معلوم کروا دیے تھے۔

امام ابوداود طیالسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ! لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِي فِي فِرْعَوْنَ مَخَافَةَ أَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ] ”جبریل نے مجھ سے کہا: اے محمد (ﷺ!) کاش! آپ مجھے دیکھتے جب میں سمندر کی تہ سے گارا پکڑ کر اس (فرعون) کے منہ میں ٹھونس رہا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی رحمت اس کے شامل حال ہو جائے۔“[1] امام ترمذی اور ابن جریر طبری نے بھی اس حدیث کو دوسری

[1] مسند أبي داود الطيالسي: 411/4، حديث: 2816.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰی

اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانا دیا اور ہم نے انھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، پھر انھوں نے (باہم) اختلاف نہیں کیا حتی کہ ان

جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا كَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿93﴾

کے پاس علم آ گیا۔ (اے نبی!) بے شک آپ کا رب ان کے درمیان روز قیامت ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے ﴿93﴾

سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح قرار دیا ہے۔[1]

فرعون کا جسم نشانِ عبرت بنا دیا گیا: اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰیَةً ؕ﴾ ”تو آج ہم تیرے بدن کو بچا کر (سمندر سے) نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لیے نشانِ عبرت ہو۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی سلف نے فرمایا ہے کہ بعض بنی اسرائیل کو فرعون کی موت کے بارے میں شک تھا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ اس کے جسم کو صحیح سلامت لیکن روح کے بغیر نکال دے، اس نے اس وقت اپنی مشہور زرہ پہن رکھی تھی، سمندر نے باہر نکال کر اسے ایک اونچی جگہ پر پھینک دیا تاکہ لوگوں کو اس کی موت اور ہلاکت کے بارے میں یقین ہو جائے[2] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡكَ﴾ یعنی آج ہم تجھے اونچی زمین پر ڈال دیں گے۔ ﴿بِبَدَنِكَ﴾ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدن کے معنی جسم کے ہیں۔[3] ﴿لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰیَةً ؕ﴾ یعنی تاکہ یہ بنی اسرائیل کے لیے تیری موت اور ہلاکت کی دلیل ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، ہر جان دار کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی چیز اس کے غضب کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی لیے فرمایا: ﴿لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿92﴾﴾ ”تاکہ تو پچھلوں کے لیے عبرت ہو اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔“ اور وہ ان سے نصیحت اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔

فرعون کی ہلاکت عاشوراء کے دن ہوئی: فرعونیوں کی ہلاکت کا یہ واقعہ عاشوراء کے دن پیش آیا تھا جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو بیان کیا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو یہودی عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: [(مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ ؟) فَقَالُوا: هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ : أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ] ”تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: اس دن موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آ گئے تھے، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: ان کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کے تم زیادہ حقدار ہو، لہٰذا تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔“[4]

[1] جامع الترمذی ، التفسیر ، باب ومن سورة یونس، حدیث:3107 وتفسیر الطبری :211/11 . [2] تفسیر الطبری : 215,214/11. [3] تفسیر الطبری :215/11. [4] صحیح البخاری ، التفسیر ، باب: ﴿وَجٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ ......﴾ (یونس 90:10)......، حدیث:4680 البتہ حدیث کا پہلا جز صحیح مسلم ، الصیام ، باب صوم یوم عاشوراء، حدیث: 1130-(128) کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

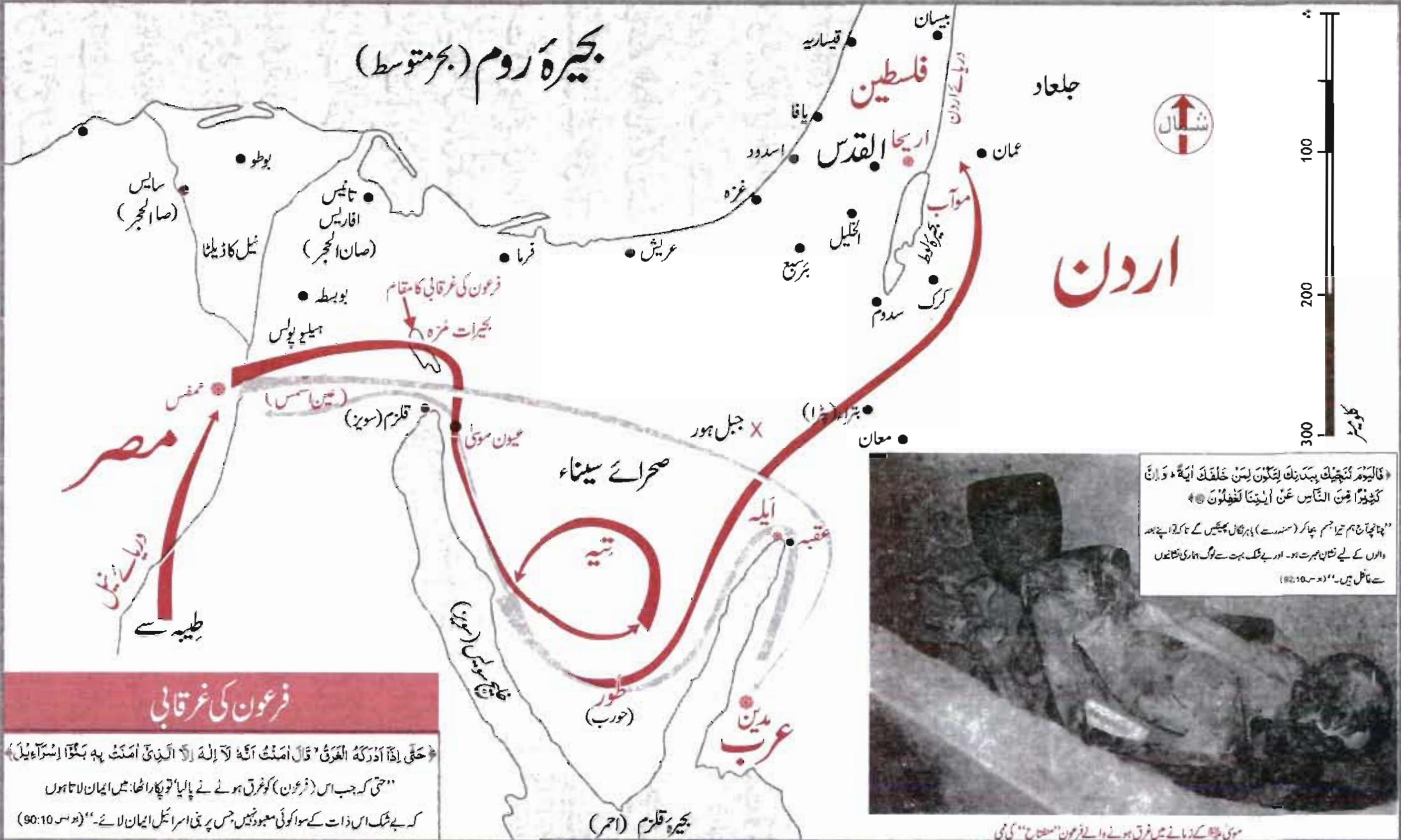

فرعون کی غرقابی

﴿حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ﴾

''حتی کہ جب اس (فرعون) کو غرق ہونے نے پالیا تو پکار اٹھا: میں ایمان لاتا ہوں کہ بے شک اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔'' (یونس 90:10)

﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾

''چنانچہ آج ہم تیرا جسم بچا کر (سمندر سے) باہر نکال پھینکیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانِ عبرت ہو۔ اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔'' (یونس 92:10)

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں غرق ہونے والے فرعون ''منفتاح'' کی ممی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیت :93

بنی اسرائیل کو عمدہ جگہ اور پاکیزہ رزق ملنا: اللہ تعالیٰ اپنی ان دنیوی و اخروی نعمتوں کا ذکر فرما رہا ہے جن سے اس نے بنی اسرائیل کو نوازا تھا۔ ﴿ مُبَوَّاَ صِدْقٍ ﴾ ''عمدہ جگہ'' سے مراد بلاد مصر و شام، بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح کے علاقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرعون اور اس کے تمام لشکروں کو ہلاک کر دیا تو تمام بلاد مصر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکومت قائم ہو گئی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ ﴾ (الأعراف 7:137) ''اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے، ان کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی، وارث کر دیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں ان کے صبر کی وجہ سے آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (کارخانے) بناتے اور (محلات کی عمارتیں) اُٹھاتے تھے، سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔'' اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝ ﴾ (الشعرآء 26:57-59) ''تو ہم نے ان (فرعونیوں) کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا اور خزانوں اور نفیس مکانات سے (ان کے ساتھ ہم نے) اسی طرح (کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا۔'' اور فرمایا: ﴿ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ ﴾ (الدخان 44:25) ''وہ لوگ بہت سے باغات اور چشمے چھوڑ گئے۔''

لیکن اس کے بعد ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں بلاد بیت المقدس کا رخ کیا کیونکہ یہ علاقے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے تھے، اس لیے موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ ان دنوں بیت المقدس پر قوم عمالقہ کی حکومت تھی، چنانچہ بنی اسرائیل نے ان کے خلاف جہاد کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا انھیں صحرا میں بھیج دیا جہاں یہ چالیس سال تک بھٹکتے پھرے، اسی صحرا ہی میں پہلے حضرت ہارون، پھر حضرت موسیٰ علیہما السلام نے بھی انتقال فرمایا۔ یہ لوگ حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی وفات کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام کی معیت میں اس صحرا سے باہر نکلے، پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں بیت المقدس پر فتح عطا فرما دی اور اس طرح ایک عرصے تک بیت المقدس پر انھی لوگوں کا قبضہ رہا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ ﴾ ''اور ہم نے انھیں (کھانے کو) پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔'' ایسا حلال، طیب اور نافع رزق عطا کیا جو طبعی اور شرعی دونوں اعتبار سے بہت پاکیزہ تھا۔

فرقہ بندیاں: اور فرمایا: ﴿ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ ﴾ ''پس انھوں نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد اختلاف کیا۔'' یعنی علم آنے کے بعد انھوں نے مسائل میں اختلاف کیا، حالانکہ انھیں اختلاف نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حق کو واضح کر کے ہر قسم کے شک و شبہ کو دور کر دیا تھا۔ حدیث میں ہے: [إِنَّ الْيَهُودَ اخْتَلَفُوا عَلٰى إِحْدٰى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَّإِنَّ النَّصَارٰى اخْتَلَفُوا عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَّسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـئَلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ۚ

پھر اگر آپ (اس کتاب کے متعلق) شک میں ہوں جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھیے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں،

لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۙ‏ ﴿94﴾ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ

یقیناً آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے، لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں ﴿94﴾ اور آپ ہرگز ان لوگوں میں سے نہ

كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ‏ ﴿95﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ

ہوں جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، ورنہ آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے ﴿95﴾ بے شک جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب

رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَۙ‏ ﴿96﴾ وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ‏ ﴿97﴾

کا حکم (عذاب) صادر ہو چکا وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿96﴾ خواہ ان کے پاس ساری نشانیاں آ جائیں، حتی کہ وہ دردناک عذاب (بھی) دیکھ لیں ﴿97﴾

فِرۡقَةً ، مِنۡهَا وَاحِدَةٌ فِي الۡجَنَّةِ ، وَاثۡنَتَانِ وَسَبۡعُونَ فِي النَّارِ، قِيلَ: مَنۡ هُمۡ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيۡهِ وَأَصۡحَابِي] ''بے شک یہودی آپس میں اختلاف کرتے ہوئے اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عیسائی آپس میں اختلاف کرتے ہوئے بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور (ہماری) یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ فرمایا: وہ جن کا عمل اس کے مطابق ہو گا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''مستدرک'' میں انھی الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔[1] اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ‏ ﴿93﴾﴾ ''بے شک آپ کا پروردگار قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔''

تفسیر آیات: 94-97

سابقہ کتابوں میں قرآن مجید کی تصدیق: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ﴾ (الأعراف 157:7) ''وہ لوگ جو اس رسول امی نبی (محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔'' اپنی کتابوں کے اس علم کی روشنی میں اللہ

[1] المستدرك للحاكم، العلم، فصل في توقير العالم: 129/1، حديث: 444 میں یہ الفاظ ہیں: [...... إِنَّ بَنِي إِسۡرَائِيلَ افۡتَرَقُوا عَلَى إِحۡدَى وَسَبۡعِينَ مِلَّةً، وَتَفۡتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبۡعِينَ مِلَّةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً، فَقِيلَ لَهُ: مَا الۡوَاحِدَةُ ؟ قَالَ: مَاأَنَا عَلَيۡهِ الۡيَوۡمَ وَأَصۡحَابِي] عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ جبکہ مستدرک حاکم کے متداولہ نسخوں میں بالخصوص اور ہمارے ہاں مُیسر کتب حدیث میں بالعموم ابن کثیر کے ذکر کردہ الفاظ کے مطابق روایت ہمیں نہیں ملی، اور اس بات کا بھی قوی احتمال ہے کہ بھذا اللفظ ''اس لفظ کے ساتھ۔'' سے ابن کثیر کی مراد حدیث کا آخری جملہ ہو، یعنی [مَا أَنَا عَلَيۡهِ وَأَصۡحَابِي] جو مستدرک میں [الۡيَوۡمَ] کے اضافے کے ساتھ اور جامع الترمذي، الإيمان ، باب ماجاء في افتراق هذه الأمة، حديث: 2641 اس کے بغیر ہے جبکہ دیگر کتب حدیث میں [وَهِيَ الۡجَمَاعَةُ] کے الفاظ کے ساتھ نقل ہے، دیکھیے مسند أحمد: 102/4 و سنن أبي داود، السنة، باب شرح السنة، حديث: 4596.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا

پھر کیوں نہ ہوئی کوئی بستی ایسی کہ وہ (عذاب سے پہلے) ایمان لائی ہو، پھر اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو، سوائے قوم یونس کے۔ جب وہ ایمان

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿98﴾

لے آئے تو ہم نے ان سے دنیاوی زندگی میں ذلت کا عذاب ٹال دیا، اور ہم نے ایک (مقرر) وقت تک انھیں (اس سے) فائدہ (اٹھانے) دیا ﴿98﴾

کے نبی کو یہ اسی طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے مگر اس کے باوجود تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ تحریف و تبدیلی سے کام لیتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے تھے، حالانکہ ان پر حجت قائم ہو چکی تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿96﴾ وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿97﴾ ﴾ ”بے شک جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ عذاب الیم (نہ) دیکھ لیں، خواہ ان کے پاس (ہر طرح کی) نشانی آ جائے۔“ یعنی ان کا ایسا ایمان نہیں ہوگا جو ان کے لیے مفید ہو بلکہ اس وقت کسی کا ایمان لانا اس کے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اسی لیے موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے بددعا کی تو کہا تھا: ﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ ﴾ (یونس 88:10) ”اے ہمارے پروردگار! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، چنانچہ یہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم (نہ) دیکھ لیں۔“ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○ ﴾ (الأنعام 111:6) ”اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیتے اور مردے ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لا موجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہاں، مگر اللہ ایسا چاہتا۔ اور لیکن ان میں سے اکثر جاہل ہیں۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (دیکھیے آیت: 98)

تفسیر آیت: 98

نزولِ عذاب کے وقت ایمان لانے نے قوم یونس کے سوا اور کسی کو فائدہ نہیں دیا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سابقہ امتوں میں سے جن کی طرف اے نبی! ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا، کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ مکمل طور پر ایمان لے آتی بلکہ ہر بستی کے تمام یا اکثر لوگوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب ہی کی تھی جیسا کہ فرمایا: ﴿ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ﴾ (یٰسٓ 30:36) ”بندوں پر افسوس! کہ ان کے پاس جو بھی رسول آتا رہا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔“ اور فرمایا: ﴿ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۚ ﴾ (الذّٰریٰت 52:51) ”اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو پیغمبر آتا وہ اس کو جادوگر یا دیوانہ کہتے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝﴾ (الزخرف 23:43) ''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے متکبر خوش حال لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور بے شک ہم قدم بقدم انھی کے پیچھے چلتے ہیں۔''

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [(عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ) فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ] ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے (میں نے دیکھا کہ) ایک نبی گزرتا اور اس کے ساتھ ایک ہی شخص ہوتا اور ایک نبی گزرتا اور اس کے ساتھ دو شخص ہوتے اور ایک نبی گزرتا اس کے ساتھ ایک جماعت ہوتی اور ایک نبی گزرتا اور اس کے ساتھ (ایمان لانے والا) ایک شخص بھی نہ ہوتا۔''[1]

پھر اسی حدیث میں آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے متبعین کی کثرت کا ذکر فرمایا، پھر نبیٔ اکرم صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ نے اپنی امت کی اس قدر کثرت کا ذکر فرمایا جس نے مشرقی اور مغربی دونوں افقوں کو بھر دیا تھا۔ الغرض! قوم یونس کے سوا سابقہ بستیوں میں سے کوئی ایک بستی بھی ایسی نہیں ہے جو سب کی سب اپنے نبی پر ایمان لے آئی ہو۔

قوم یونس نینوٰی میں رہتی تھی۔ یہ قوم اس وقت ایمان لائی جب اس نے اس عذاب کے آثار اور اسباب دیکھ لیے جس عذاب کے بارے میں ان کے نبی نے ان کو ڈرایا تھا اور خود اس بستی میں سے نکل گئے تھے مگر عذاب الٰہی کی آمد کے اثرات کو محسوس کر کے جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا، اس سے فریاد کی، اس کے حضور الحاح وزاری کی اور فریاد کرتے ہوئے اپنے بچوں، جانوروں اور مویشیوں تک کو بھی لے آئے اور دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! اس عذاب کو دور فرما دے جس کے بارے میں ان کے نبی نے انھیں ڈرایا تھا۔ اس توبہ واستغفار اور ایمان کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر رحم فرمایا اور ان سے عذاب کو دور فرما دیا اور انھیں دنیا میں مہلت دے دی گئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴾ ﴿98﴾ ''مگر یونس علیہ السلام کی قوم کہ جب وہ ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا۔''

امام قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قوم یونس کے سوا ایسی اور کوئی قوم نہیں کہ اس نے پہلے کفر کیا ہو اور عذاب الٰہی کو دیکھنے کے بعد ایمان لائی ہو اور اسے چھوڑ دیا گیا ہو اور اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو۔ قوم یونس نے جب یہ دیکھا کہ ان کے نبی موجود نہیں ہیں اور عذاب الٰہی قریب آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اب ان کے لیے توبہ کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو انھوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن لیے، جانوروں کو ان کے بچوں سے

[1] اس کا پہلا حصہ المعجم الکبیر للطبراني: 241/18، حدیث: 605 عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے مطابق ہے اور باقی حصہ صحیح البخاري، الطب، باب من لم یرق، حدیث: 5752 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

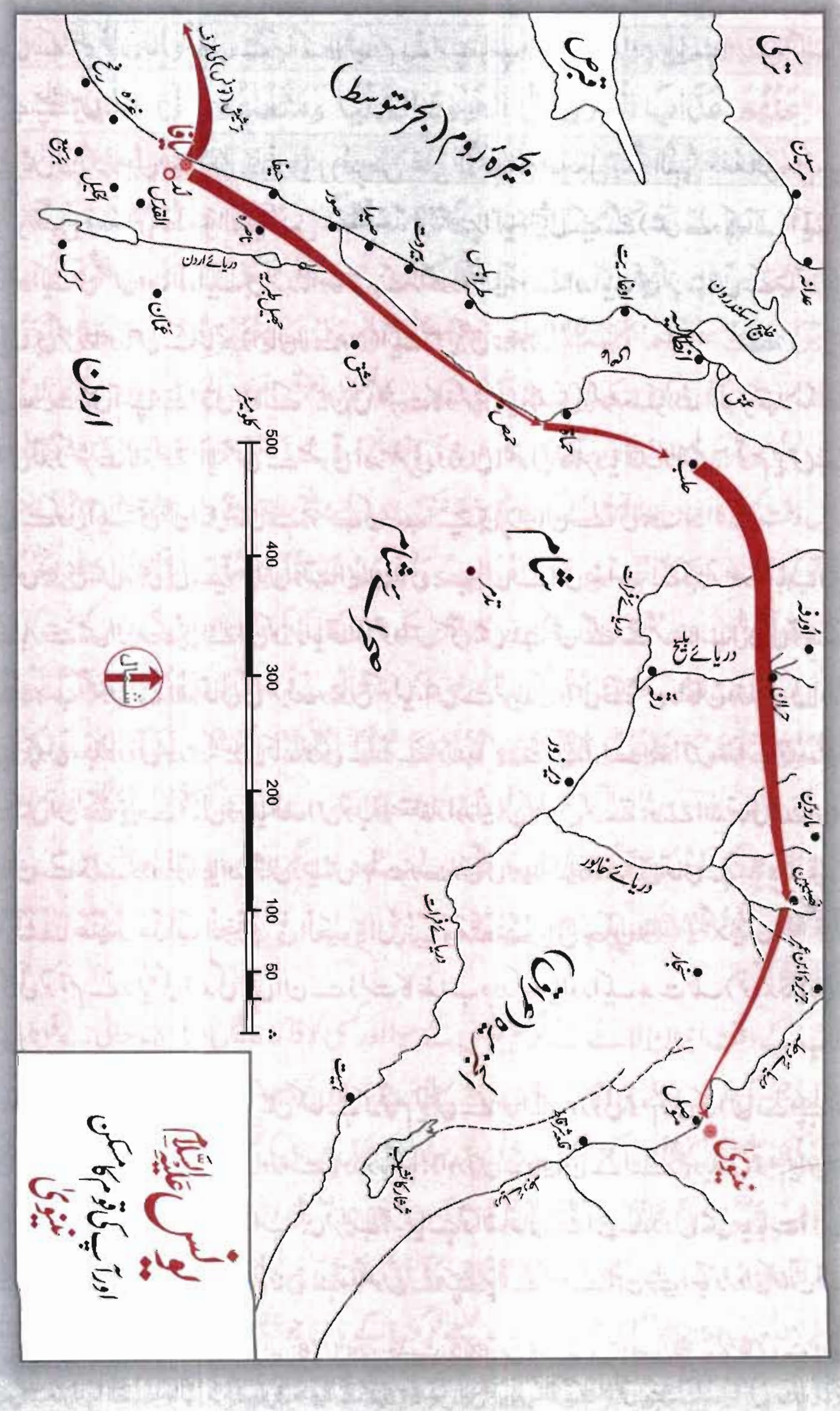

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو لوگ زمین میں ہیں، سب کے سب، سارے ہی ایمان لے آتے، پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتی کہ وہ

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿99﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

مومن ہو جائیں؟ ﴿99﴾ اور کسی شخص کے لیے (ممکن) نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے، اور وہ (اللہ) ان لوگوں پر پلیدی (عذاب) ڈال

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿100﴾

دیتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے ﴿100﴾

الگ کر دیا اور چالیس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے فریادیں کرتے رہے جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کے لیے صدق دل سے توبہ اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر منڈلاتے ہوئے عذاب کو دور فرما دیا۔ امام قتادہ رحمہ اللہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قوم یونس موصل کی بستی نینوی کی رہنے والی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مجاہد، سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور کئی ایک ائمہ سلف سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ①

تفسیر آیات: 100,99

اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایمان پر مجبور نہیں کرتا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ﴾ "اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا" تو اے نبی! آپ کے آنے کے بعد آپ کا رب تمام روئے زمین کے لوگوں کو اجازت دے دیتا اور وہ سب کے سب آپ پر ایمان لے آتے لیکن اس کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور موجود ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ (ھود 11:118,119) "اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو یقیناً تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ ہمیشہ (باہم) اختلاف کرتے رہیں گے، سوائے ان لوگوں کے جن پر آپ کا پروردگار رحم کرے اور اسی لیے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور آپ کے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں، سب سے بھر دوں گا۔" اور فرمایا: ﴿اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ﴾ (الرعد 13:31) "تو کیا مومنوں نے نہیں جانا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا۔"

ہدایت نہ رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہے اور نہ ہی آپ کے ذمے ہے: یہاں فرمایا ہے: ﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿99﴾﴾ یعنی کیا پھر آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتی کہ وہ مومن ہو جائیں؟ یہ نہ آپ کا حق ہے اور نہ یہ آپ پر فرض ہے بلکہ یہ تو اللہ رب ذوالجلال کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ ﴿يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ﴾ (فاطر 35:8) "چنانچہ وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، لہٰذا ان

① تفسیر الطبری: 11/221-223.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

(اے نبی!) کہہ دیجیے: دیکھو (اور غور کرو) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور نشانیاں اور ڈراوے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتے جو ایمان

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿101﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ

نہیں لاتے ﴿101﴾ تو یہ لوگ بھی (گویا) ان لوگوں کے سے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر ے۔ کہہ دیجیے: پھر تم انتظار کرو،

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿102﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بے شک میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں ﴿102﴾ پھر ہم نجات دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اسی

10 ع 11 15 كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿103﴾ ع

طرح ہم پر لازم ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دیں ﴿103﴾

لوگوں پر افسوس کرتے ہوئے آپ کی جان نہ جاتی رہے۔'' اور فرمایا: ﴿ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ ﴾ (البقرۃ 2:272) ''(اے نبی!) آپ ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (الشعرآء 26:3) ''(اے پیغمبر!) شاید اس (رنج) سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے آپ خود کو ہلاک ہی کر لیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ ﴾ (القصص 28:56) ''(اے نبی!) بے شک جس کو آپ پسند کرتے ہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ ﴾ (الرعد 13:40) ''آپ کا کام تو صرف (ہمارے احکام) پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ ﴾ (الغاشیۃ 88:21,22) ''چنانچہ آپ نصیحت کرتے رہیں، آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہی ہیں، آپ ان پر داروغے نہیں ہیں۔''

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے وہی کرتا ہے، وہ جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے اور اپنے علم و حکمت اور عدل کی وجہ سے جسے چاہے ہدایت سے محروم رکھے، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿100﴾ ﴾ ''اور کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور وہ (اللہ) ان لوگوں پر پلیدی (عذاب) ڈال دیتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' ان پر وہ ذلت اور ضلالت کی نجاست ڈال دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دلائل و براہین کو نہیں سمجھتے جبکہ اس کی ذات گرامی سراپا عدل ہے، خواہ وہ کسی کو ہدایت عطا فرمائے یا اس سے محروم رکھے۔

تفسیر آیات: 101-103

آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور کرنے کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ اس کی نعمتوں کے بارے میں غور کریں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں عقل والوں کے لیے کس قدر روشن دلائل مہیا فرما رکھے ہیں، مثلاً: آسمانوں میں روشن نجوم و کواکب (جو) ثابت و سیارہ ہیں، شمس و قمر، رات اور دن اور ان کا ایک دوسرے کے بعد آنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡ دِيۡنِیۡ فَلَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ

کہہ دیجیے: اے لوگو! اگر تم میرے دین سے (متعلق) شک میں ہو تو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، لیکن میں تو

اللّٰهِ وَلٰكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِیۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۖۚ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿104﴾ وَاَنۡ اَقِمۡ

اللہ کی عبادت کرتا ہوں وہ جو تمھیں وفات دیتا ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں سے ہو جاؤں ﴿104﴾ اور یہ کہ آپ یکسو ہو کر

وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ۚ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿105﴾ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

اپنا چہرہ دین (اسلام) کی طرف سیدھا رکھیں اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہوں ﴿105﴾ اور آپ اللہ کے سوا انھیں مت پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکتے

مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿106﴾ وَاِنۡ

ہیں اور نہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، پھر اگر آپ نے ایسا کیا تو بے شک آپ بھی اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے ﴿106﴾ اور اگر اللہ آپ کو کوئی

يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ

تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر اللہ آپ کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو رد

يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿107﴾

کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس (فضل) سے نوازتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿107﴾

جانا، پھر ایک کا دوسرے میں داخل ہونا اور گھٹنا بڑھنا اور آسمان کی بلندی، وسعت اور حسن و زینت اور آسمان سے اللہ تعالیٰ کا بارش نازل فرما کر مردہ زمین کو زندہ کر دینا اور اس سے مختلف انواع و اقسام کے پھلوں، فصلوں، پھولوں اور جڑی بوٹیوں کو پیدا فرمانا، پھر زمین میں مختلف شکلوں، رنگوں اور فائدوں پر مشتمل جانوروں کا پیدا فرمانا اور زمین میں پہاڑوں، میدانوں، جنگلوں، آبادیوں اور صحراؤں کے یہ وسیع و عریض سلسلے اور دریاؤں اور سمندروں کی موجیں اور ان کے عجائبات اور اس کے باوجود ان کا دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرنے والوں کے لیے مسخر ہونا اور ان کی کشتیوں کو اٹھانا اور انھیں سہولت اور آسانی کے ساتھ (ساحلِ مراد تک) چلانا، یہ سب کچھ اس قادر و قدیر ذات گرامی کی قدرت کاملہ ہی کی کرشمہ سازیاں ہیں جس کے سوا اور کوئی نہ معبود ہے اور نہ پروردگار۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا تُغۡنِی الۡاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنۡ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿101﴾ ﴾ ''اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے، ان کو نشانیاں اور ڈراوے کچھ فائدہ نہیں دیتے۔'' یعنی جو لوگ ایمان نہیں لاتے، ان کے نہ تو یہ زمین و آسمان کی نشانیاں ہی کام آتی ہیں اور نہ وہ آیات اور دلائل و براہین ہی کچھ کام آتے ہیں جو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۙ ﴾ (یونس 96:10) ''بے شک جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' ﴿ فَهَلۡ يَنۡتَظِرُوۡنَ اِلَّا مِثۡلَ اَيَّامِ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ ﴾ ''تو یہ لوگ بھی (گویا) ان لوگوں کے سے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزرے۔'' یعنی اے نبی! آپ کی تکذیب کرنے والے یہ لوگ کیا اس طرح کی سزاؤں اور عذابوں کا انتظار کر رہے ہیں جس طرح کی سزاؤں اور عذابوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

کہہ دیجیے: اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے، چنانچہ جس (شخص) نے ہدایت پائی تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿108﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

ہدایت پاتا ہے، اور جس نے گمراہی اختیار کی تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے گمراہی اختیار کرتا ہے۔ اور میں تمھارا وکیل نہیں ہوں ﴿108﴾ اور آپ کی طرف جو

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿109﴾ ع 11 6 16

وحی کی جاتی ہے آپ اس کی اتباع کیجیے، اور صبر کیجیے، حتی کہ اللہ فیصلہ کر دے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿109﴾

میں وہ قومیں مبتلا ہوئی تھیں جنھوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی تھی۔ ﴿ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿102﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ ''کہہ دیجیے: پھر تم بھی انتظار کرو، بے شک میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں، پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہیں گے۔'' ﴿ كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿103﴾ ﴾ ''اسی طرح ہم پر لازم ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دیں۔'' یہ وہ حق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات گرامی پر واجب قرار دے رکھا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ ﴾ (الأنعام 54:6) ''تمھارے رب نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔''

تفسیر آیات: 104-107

اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اسی پر توکل کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ یہ اعلان فرما دیں کہ اے لوگو! اگر تمھیں اس دین حنیف کے بارے میں ذرہ بھر بھی شک ہے جسے میں تمھارے پاس لایا ہوں اور جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے تو سن لو! جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا کیونکہ میں تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ وہی تم پر موت طاری کرے گا جس طرح اس نے تمھیں پیدا فرمایا ہے۔ اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اگر تمھارے یہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، سچے ہیں تو میں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ کچھ طاقت رکھتے ہیں تو تم انھیں کہو کہ یہ مجھے نقصان پہنچائیں لیکن یہ تو کسی نفع و نقصان کے مالک ہی نہیں ہیں، نفع و نقصان تو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے ہاتھ میں ہے۔ ﴿ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿104﴾ ﴾ ''اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں ہو جاؤں۔'' ﴿ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ ﴾ ''اور یہ کہ آپ اپنا رخ یکسو ہو کر دین (اسلام) کی طرف سیدھا رکھیں۔'' یعنی شرک سے کنارہ کش ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ ﴿ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿105﴾ ﴾ ''اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہوں۔'' یہ جملہ ﴿ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿104﴾ ﴾ پر عطف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ ...... ﴾ الآیۃ ''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے......'' اس جملے میں اس کی مزید تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ خیر و شر اور نفع و نقصان صرف اللہ وحدہ لاشریک کے قبضۂ اختیار میں ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، لہٰذا صرف اسی وحدہ لاشریک کی ذات گرامی عبادت کی مستحق ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الرَّحِيْمُ ۝﴾ ''اور وہ نہایت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔'' یعنی (ان لوگوں کو) جو اس کے حضور صدقِ دل سے توبہ کر لیں، خواہ انھوں نے کتنا بڑا گناہ کیا ہو حتی کہ شرک کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو تو وہ ان کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے۔

تفسیر آیات :109,108

انبیائے کرام علیہم السلام بھی وحی الٰہی کے تابع ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو یہ بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس جو دین آیا وہی حق ہے، اس میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے، لٰہذا جو اس سے ہدایت حاصل کرے اور اس کی اتباع کرے تو اس کا اسے ہی فائدہ حاصل ہوگا اور جو گمراہی اختیار کرے تو گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ ﴿ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝﴾ ''اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔'' مجھے تم پر اس طرح مسلط نہیں کیا گیا کہ تم ضرور ایمان لاؤ بلکہ میرا کام تو تمھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا دینا ہے اور تمھیں ہدایت دینا یا نہ دینا یہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ اختیار میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ ﴾ ''اور (اے پیغمبر!) آپ کو جو حکم بھیجا جاتا ہے، اسی کی پیروی کیجیے اور (تکلیفوں پر) صبر کریں۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ پر جس دین کو نازل کیا اور وحی فرمایا ہے، اسے مضبوطی سے تھام لیں اور مخالفت کرنے والے لوگوں کی مخالفت پر صبر کریں۔ ﴿ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ ﴾ ''یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے۔'' یعنی آپ کے اور ان کے درمیان۔ ﴿ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝﴾ ''اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔'' یعنی اپنے عدل وحکمت کے ساتھ بہترین فتح عطا کرنے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر
سُورۂ ھود

یہ سورت مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

الٓرٰ، (یہ وہ) کتاب ہے جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، بڑی حکمت والے، بہت خبر رکھنے والے کی طرف سے ① یہ کہ تم

اللّٰهَ ط اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، بے شک میں تمھارے لیے اسی کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ② اور یہ کہ تم اپنے رب سے

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ

بخشش مانگو، پھر تم اسی کی طرف توبہ کرو، وہ تمھیں بہت اچھا فائدہ دے گا ایک مقرر وقت تک، اور ہر صاحبِ فضل کو اس کا فضل بخشے گا۔ اور اگر تم منہ موڑو

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ④

گے تو بے شک میں تم پر ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ③ تمھارا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے ④

اس سورت نے نبیٔ اکرم ﷺ کو بوڑھا کر دیا: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ تو بوڑھے ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: [شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ وَ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾] ''سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ نبا اور سورۂ تکویر نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔''[1] اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَّأَخَوَاتُهَا] ''مجھے ہود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔''[2]

تفسیر آیات :1-4

قرآن پاک کی آیات محکم اور مفصل ہیں: حروف مقطعات کے بارے میں اللہ کی توفیق سے سورۂ بقرہ کے آغاز میں بحث ہو چکی ہے، لہٰذا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾

---

① جامع الترمذی، تفسیر القرآن……، باب ومن سورة الواقعة، حديث:3297. ② مجمع الزوائد، التفسير، سورة هود علیہ السلام :37/7، حديث:11073 عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر بالتفصیل بیان کر دی گئی ہیں۔‘‘ یعنی قرآن مجید کی آیات کریمہ الفاظ کے اعتبار سے محکم اور معانی کے اعتبار سے مفصل ہیں، یعنی صوری ومعنوی ہر اعتبار سے کامل ہیں۔ امام مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ سے ان الفاظ کے یہی معنی مروی ہیں اور امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی انھی کو اختیار کیا ہے۔[1] ﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝﴾ ’’اللہ بڑی حکمت والے، خوب خبر رکھنے والے کی طرف سے۔‘‘ یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اپنے اقوال واحکام میں حکیم ہے اور تمام امور ومعاملات کے انجام سے باخبر ہے۔

قرآن مجید اور دعوتِ توحید: ﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ﴾ ’’یہ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔‘‘ یعنی یہ محکم ومفصل قرآن مجید اس لیے نازل ہوا ہے تاکہ اللہ وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کی جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الأنبيآء 25:21) ’’اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔‘‘ اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (النحل 36:16) ’’اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت (بتوں وغیرہ کی پرستش) سے اجتناب کرو۔‘‘

معلم کائنات ﷺ بحیثیت بشیر ونذیر: فرمان الٰہی ہے: ﴿اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝﴾ ’’بے شک میں اسی کی طرف سے تم کو ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں۔‘‘ یعنی اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی تو میں تمھیں اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو میں تمھیں اجر وثواب کی خوشخبری سناتا ہوں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور آپ نے درجہ بدرجہ قریب کے تمام قبائلِ قریش کو دعوت دی جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: [يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تُصَبِّحُكُمْ أَلَسْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ فَقَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ] ’’اے گروہ قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ایک لشکر صبح (یا شام) تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق نہ کرو گے؟ ان سب نے جواب دیا کہ ہم آپ کی ضرور تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا: (یہ تو تمھیں سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی، لہٰذا تم میری اس بات کی بھی تصدیق کرو کہ) میں تمھیں (اللہ تعالیٰ کے) پیش آمدہ شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔‘‘[2]

استغفار کے ثمرات اور اس سے روگردانی کے نقصانات: ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ﴾ ’’اور یہ کہ تم اپنے پروردگار سے بخشش مانگو،

---

[1] تفسير الطبري: 232/11. [2] ملخص از صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝﴾ (سبا 46:34)، حديث: 4801 و صحيح مسلم، الإيمان، باب في قوله تعالى: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝﴾ (الشعرآء 214:26)، حديث: 208 عن ابن عباس رضي الله عنهما.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ ؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ

آ گاہ رہو! بے شک وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں تا کہ اس (اللہ) سے چھپ جائیں۔ آ گاہ رہو! جب وہ اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں (تب بھی) وہ

مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ⑤

(اللہ) جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں، بے شک اللہ سینوں کے راز خوب جانتا ہے ⑤

پھر اسی کی طرف توبہ کرو وہ تمھیں بہت اچھا فائدہ دے گا ایک وقت مقرر تک اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل دے گا۔'' یعنی میں تمھیں یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ اپنے سابقہ گناہوں کی بخشش طلب کرو، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور یہ اقرار کرو کہ تم اپنی اس توبہ پر قائم رہو گے۔ ﴿يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ ؕ﴾ ''وہ تم کو ایک وقت مقرر تک (دنیا میں) بہت اچھے فائدے سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل دے گا۔'' یعنی آخرت میں جیسا کہ امام قتادہ کا قول ہے۔[1] جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ ......﴾ الآية (النحل 97:16) ''جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم ضرور اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے......''

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ ③﴾ ''اور اگر تم روگردانی کرو گے تو بے شک مجھے تمھارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔'' یہ شدید ترین وعید ہے اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرے اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرے کہ وہ روز قیامت یقیناً عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گا۔ ﴿اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ ۚ﴾ ''تم (سب) کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' یعنی قیامت کے دن۔ ﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ④﴾ ''اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' یعنی وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس پر بھی کہ اپنے دوستوں سے جتنا چاہے اچھا سلوک کرے، اپنے دشمنوں سے جس قدر چاہے انتقام لے اور قیامت کے دن ساری مخلوق کو دوبارہ پیدا فرما دے۔ یہ مقامِ ترہیب ہے جیسا کہ پہلا مقام ترغیب تھا۔

تفسیر آیت :5

اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ عام حالات میں اور مباشرت کرتے وقت اپنی شرمگاہوں کو آسمان کی طرف کرنے کو ناپسند کرتے تھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔[2] امام بخاری نے ابن جریج از محمد بن عباد بن جعفر از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ انھوں نے اس آیت کریمہ کی (اس طرح): [أَلَا! إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ] ''خبردار! بے شک وہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں۔''[3] تلاوت کی تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ سینوں کو دوہرا کرنے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ آدمی اپنی بیوی سے مباشرت کرتے ہوئے یا قضائے حاجت کے

---

① تفسیر الطبری: 235,234/11. ② تفسیر ابن أبی حاتم: 1998/6. ③ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ط

اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے، اور وہ جانتا ہے اس کی قرار گاہ اور اس کے دفن ہونے کی جگہ کو۔ ہر چیز

كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ⑥

واضح کتاب میں (تحریر) ہے ⑥

وقت حیا محسوس کرتا تھا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ط ﴾ ”دیکھو! بے شک وہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں۔“[1] اور ایک دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کچھ لوگ رفع حاجت کے وقت آسمان کی طرف شرمگاہ کے ظاہر ہونے سے حیا محسوس کرتے تھے، نیز اپنی بیویوں سے مقاربت کرتے وقت بھی آسمان کی طرف شرمگاہ کے ظاہر ہونے سے حیا محسوس کرتے تھے تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی۔[2] امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ يَسْتَغْشُوْنَ ﴾ کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وہ اپنے سروں کو ڈھانپ لیتے ہیں۔[3]

تفسیر آیت:

تمام مخلوقات کا رزق اللہ کے ذمے ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوٹی بڑی تمام مخلوقات کا رزق اس کے ذمے ہے، خواہ وہ زمین میں رہ رہی ہوں یا دریاؤں اور سمندروں میں اور وہ ان کے رہنے اور سونپے جانے کی جگہ کو بھی جانتا ہے، یعنی وہ جانتا ہے کہ وہ زمین میں کہاں تک چلیں گی، پھر کہاں آ کر وہ رک جائیں گی اور ٹھہر جائیں گی۔ ﴿ مُسْتَوْدَعَهَا ط ﴾ سے مراد گھونسلے اور رہنے سہنے کے مقامات ہیں۔ علی بن ابوطلحہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے کہ ان کا ٹھکانا کون سا ہے اور ﴿ مُسْتَوْدَعَهَا ط ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کہاں مریں گے۔[4] یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک کتابِ روشن میں بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ط مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○ ﴾ (الأنعام 38:6) ”اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا پرندہ ہے، ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں، ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی، پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کیے جائیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ

① صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ط ...... ﴾ (ہود 11:5)، حدیث: 4682۔

② صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ط ...... ﴾ (ہود 11:5)، حدیث: 4681۔

③ صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ط ...... ﴾ (ہود 11:5)، حدیث: 4683۔

④ تفسير الطبري: 4/12۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اچھے عمل کرتا ہے۔ اور (اے نبی!) اگر آپ کہیں کہ تمھیں موت کے بعد اٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے کفر کیا وہ ضرور کہیں گے کہ یہ تو

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا

کھلا جادو ہے ⑦ اور اگر ہم ان سے گنی چنی مدت تک عذاب مؤخر کر دیں تو البتہ وہ (کافر) ضرور کہیں گے کہ کیا چیز اسے روکے ہوئے ہے۔

يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑧ ع 1/8 1

خبردار! جس دن وہ (عذاب) ان کے پاس آئے گا (پھر) ان سے ٹلے گا نہیں اور انھیں وہ (عذاب) گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے ⑧

مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (الأنعام 59:6) ”اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تر یا خشک چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔“

تفسیر آیات :8,7

آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے قبل عرش الٰہی پانی پر تھا: اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا جیسا کہ امام احمد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِي تَمِيمٍ ! قَالَ: قَالُوا: قَدْ بَشَّرْتَنَا، فَأَعْطِنَا، قَالَ: اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ! قَالَ: قُلْنَا قَدْ قَبِلْنَا، فَأَخْبِرْنَا عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ: كَانَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ، وَكَتَبَ فِي اللَّوْحِ ذِكْرَ كُلِّ شَيْءٍ] ”اے بنو تمیم! بشارت قبول کرلو، انھوں نے عرض کی: آپ نے ہمیں بشارت دی ہے، پھر (اب کچھ) عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کرلو، انھوں نے عرض کی: ہم نے اسے قبول کرلیا، آپ یہ فرمائیں کہ اس کائنات کی سب سے پہلے ابتدا کس طرح ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا: ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تھی، اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر لکھ دیا تھا۔“ اسی اثنا میں ایک شخص نے آکر مجھے یہ بتایا کہ عمران! تمھاری اونٹنی کی رسی کھل گئی ہے تو یہ بات سن کر میں باہر چلا گیا۔ اس وقت اونٹنی دور جا چکی تھی، میں اس کی تلاش میں نکلا، مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد آپ نے کیا فرمایا تھا۔[1] یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں بھی بہت سے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ

① مسند أحمد:432,431/4. ② صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ...... ﴾ (الروم 27:30)، حدیث:3191 و 7418 صحیح مسلم میں یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ] ''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی تقدیر کو آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اور فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ] ''اللہ عزوجل نے فرمایا: تم خرچ کرو! میں تم پر خرچ کروں گا۔'' آپ نے فرمایا: [يَدُ اللّٰهِ مَلْأٰى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ] ''اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن مسلسل خرچ کرنا بھی اسے کم نہیں کرسکتا۔'' آپ نے فرمایا: [أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ] ''ذرا غور کرو کہ اس نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے لے کر اب تک جو کچھ خرچ کیا ہے بلاشبہ اس سے ذرہ برابر بھی کم نہیں ہوا جو اس کے ہاتھ میں ہے، اس کا عرش پانی پر تھا، اسی کے ہاتھ میں میزان ہے وہی نیچے جھکاتا اور اوپر اٹھاتا ہے۔''[2]

مقصد حیات: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ ''تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔'' یعنی اس نے آسمانوں اور زمین کو اپنے بندوں کی منفعت کے لیے پیدا فرمایا ہے جنھیں اس نے محض اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ اس نے اس کائنات کو بے معنی پیدا نہیں فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؀ ﴾ (صٓ 27:38) ''اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بے کار پیدا نہیں کیا، یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں، سو کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ؀ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ؀ ﴾ (المؤمنون 23:115،116) ''کیا تم نے خیال کرلیا ہے کہ محض ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ بے شک تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ چنانچہ اللہ جو سچا بادشاہ (اور) برتر ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) عرش کریم کا مالک ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ؀ ﴾ (الذّٰریٰت 51:56) ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری ہی عبادت کریں۔''

احسن عمل کون سا ہے؟ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ ''تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔'' قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں عمل کے ساتھ اکثر کا نہیں بلکہ احسن کا لفظ استعمال کیا ہے اور کوئی بھی عمل اس وقت تک احسن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ خالص اللہ عزوجل ہی کے لیے نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق

---

[1] صحیح مسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسیٰ صلی اللہ علیہما وسلم، حدیث: 2653. [2] صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله: ﴿ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ﴾ (هود 11:7)، حدیث: 4684 و صحیح مسلم، الزکاة، باب الحث علی النفقة وتبشیر المنفق بالخلف، حدیث: 993.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو، اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو عمل رائیگاں اور باطل ہو جائے گا۔

بعث بعد الموت کے متعلق مشرکین کا جھگڑا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ ''اور اگر آپ کہیں کہ بے شک تم لوگ مرنے کے بعد (زندہ کرکے) اٹھائے جاؤ گے تو البتہ ضرور کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے نبی! اگر آپ ان مشرکوں کو یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں موت کے بعد دوبارہ اسی طرح اٹھائے گا جیسا کہ اس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا ہے، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ﴾ (الزخرف 87:43) ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو البتہ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ ﴾ (العنکبوت 61:29) ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تمھارے لیے مسخر کیا تو البتہ وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے!'' لیکن اس کے باوجود یہ لوگ بعث بعد الموت اور قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر ہیں، حالانکہ دوبارہ زندہ کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ ﴾ (الروم 27:30) ''اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے، پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لیے بہت آسان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ ﴾ (لقمٰن 28:31) ''(اللہ کو) تمھارا پیدا کرنا اور تمھیں دوبارہ اٹھانا صرف ایک شخص (کے پیدا کرنے) کی طرح ہے۔'' اور وہ کہتے تھے ﴿ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ ''یہ تو کھلا جادو ہے۔'' یعنی یہ لوگ کفر اور سرکشی اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم آپ کی اس بات کی تصدیق نہیں کرسکتے کہ مرنے کے بعد دوبارہ بھی اٹھنا ہے، ایسی بات تو صرف وہی شخص تسلیم کرسکتا ہے جس پر آپ نے جادو کر دیا ہو۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ...... ﴾ الآیۃ ''اور اگر ایک مدت معین تک ہم ان سے عذاب روک دیں......'' اس فرمان باری تعالیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم ان مشرکوں سے مؤاخذہ اور عذاب ایک مدت مقررہ تک روک دیں اور اس مدت کے بارے میں ان سے وعدہ کرلیں ﴿ لَيَقُوْلُنَّ ﴾ تو یہ تکذیب کرتے اور جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً کہہ دیں گے کہ ﴿ مَا يَحْبِسُهٗ ۭ ﴾ یعنی اس عذاب کو آنے سے کس چیز نے روکا ہے کیونکہ تکذیب اور شک ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہے، اس سے اب یہ چھٹکارا حاصل کر ہی نہیں سکتے۔

''اُمَّة'' کے متعدد معانی: لفظ امت قرآن وسنت میں متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے، مثلاً: مدت کے معنی میں جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ: ﴿ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ ﴾ میں ہے، نیز جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے: ﴿ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ﴾ (یوسف 45:12) ''اور بولا وہ شخص جو دونوں (قیدیوں) میں سے رہائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پا گیا تھا اور جسے ایک مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی۔'' اسی طرح یہ لفظ اس امام کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جس کی اقتدا کی جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ﴾ (النحل 120:16) ''بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام (اور) اللہ کے فرمانبردار تھے جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' اسی طرح ملت اور دین کے معنی میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں فرمایا ہے کہ انھوں نے کہا تھا: ﴿ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ ﴾ (الزخرف 23:43) ''بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا ہے اور بلاشبہ ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔'' یہ لفظ جماعت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۡ ﴾ (القصص 23:28) ''اور جب وہ مدین کے پانی (کے کنویں) پر پہنچا تو اس نے پایا کہ وہاں لوگوں کی ایک جماعت ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ ﴾ (النحل 36:16) ''اور یقیناً ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور تم بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (یونس 47:10) ''اور ہر ایک جماعت کی طرف پیغمبر بھیجا گیا جب ان کا پیغمبر آ گیا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا گیا۔''

یہاں امت (جماعت) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف رسول بھیجا جاتا ہے، خواہ وہ لوگ مومن ہوں یا کافر جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: [وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ! لَا یَسْمَعُ بِی أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ یَهُودِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ، ثُمَّ یَمُوتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِی أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ] ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت کا جو یہودی اور عیسائی میرے بارے میں سنے، پھر وہ اس حال میں مر جائے کہ اس پر ایمان نہ لایا جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے تو وہ جہنم رسیدہ لوگوں میں سے ہوگا۔''[1] امت کے وہ افراد جو آپ ﷺ کی اتباع اور تصدیق کرنے والے ہیں، ان کے لیے بھی یہ لفظ استعمال فرمایا جیسا کہ فرمایا: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ (آل عمران 110:3) ''(مومنو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو۔'' صحیح حدیث میں (بھی یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال ہوا) ہے: [فَأَقُولُ: أُمَّتِی أُمَّتِی] ''میں کہوں گا: (اے اللہ!) میری امت (کو بچا لے)، میری امت (کو بچا لے۔)''[2] امت کا لفظ فرقہ اور طائفہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓي اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

---

[1] صحیح مسلم، الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمدﷺ......، حدیث: 153 عن أبی هریرةؓ. [2] صحیح مسلم، الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها......، حدیث: 193 و مسند أحمد: 144/3 واللفظ له عن أنس بن مالكؓ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ

اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت (کا مزہ) چکھائیں، پھر وہ اس سے چھین لیں، تو بے شک البتہ وہ بڑا ناامید، بہت ناشکرا ہو جاتا ہے ⑨ اور اگر ہم اسے

نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ اِلَّا

تکلیف پہنچنے کے بعد نعمتیں چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا: مجھ سے سختیاں دور ہو گئیں، بے شک وہ (اس وقت) اترانے والا اور فخر جتانے والا ہو جاتا

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪

ہے ⑩ مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے، انھی کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے ⑪

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○ ﴾ (الأعراف 7:159) ’’اور قوم موسیٰ میں سے ایک گروہ (ایسا) ہے جو حق کا رستہ بتاتا اور اسی (حق) کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ ...... ﴾ الآیة (آل عمرٰن 3:113) ’’(ان) اہل کتاب میں سے ایک گروہ (حق پر) قائم ہے......‘‘

تفسیر آیات: 9-11

خوشی اور غمی میں انسان کا بدل جانا: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی ان مذموم صفات کا ذکر فرمایا ہے جن سے اس کے صرف وہ مومن بندے ہی محفوظ رہتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہو۔ اور وہ یہ کہ اسے آسائش اور نعمت کے بعد جب کوئی تکلیف پہنچے تو وہ مستقبل میں خیر و بھلائی سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور حالِ جاری میں کفر و انکار کی روش اختیار کر لیتا ہے، گویا اس نے کبھی کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہ تھی اور موجودہ مشکلات سے نکلنے کی گویا کوئی امید ہی نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر اسے تکلیف کے بعد آسائش اور سہولت حاصل ہو تو ﴿ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ ﴾ ’’تو البتہ وہ ضرور کہے گا: سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔‘‘ یعنی اب مجھے کوئی تکلیف اور پریشانی لاحق نہ ہو گی۔ ﴿ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ ﴾ ’’بے شک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے۔‘‘ یعنی اس کے پاس جو نعمتیں موجود ہوتی ہیں ان پر وہ خوشیاں مناتا اور دوسروں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے۔

مومن کے لیے خیر ہی خیر ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ﴾ ’’مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا۔‘‘ یعنی آلام و مصائب پر ﴿ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ ﴾ ’’اور نیک عمل کیے۔‘‘ یعنی صحت و عافیت اور آسائش و راحت کے اوقات میں ﴿ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ﴾ ’’یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بخشش ہے۔‘‘ یعنی انھیں دنیا میں پہنچنے والی تکلیفیں ان کی بخشش کا سبب بن جاتی ہیں۔ ﴿ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪ ﴾ ’’اور اجر عظیم ہے۔‘‘ یعنی ان اعمالِ صالحہ کی وجہ سے جو انھوں نے خوشحالی اور آسائش کے دور میں سرانجام دیے تھے جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے: [لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ هَمٌّ، وَّلَا غَمٌّ، وَّلَا نَصَبٌ، وَّلَا وَصَبٌ، وَّلَا حَزَنٌ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ] ’’مومن کو جب کوئی پریشانی، غم و فکر، تکلیف و مشقت اور حزن و ملال لاحق ہوتا ہے حتی کہ جب اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

تو (اے نبی!) شاید کہ آپ اس وحی سے کچھ چھوڑنے والے ہوں جو آپ کی طرف (نازل) کی جاتی ہے اور آپ کا سینہ اس سے تنگ ہونے والا ہو کہ

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ⑫

وہ (کافر) کہیں گے کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ (کیوں نہیں) آیا۔ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

پر نگران ہے⑫ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ (قرآن) خود گھڑ لیا ہے؟ کہہ دیجیے: پھر تم بھی اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑬ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ

جنھیں (مدد کے لیے) بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو⑬ پھر اگر وہ تمھیں جواب نہ دیں تو جان لو کہ یقیناً یہ (قرآن) اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ⑭

کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر (اے لوگو!) کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟⑭

گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔‘‘[1] اور صحیح حدیث میں ہے: [فَوَاللّٰهِ! لَا يَقْضِي اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَّهٗ]، [إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ]، [وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ] ’’اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مومن کے لیے جو فیصلہ بھی فرماتا ہے، وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اگر اسے کوئی آسائش حاصل ہو تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے، مومن کے سوا کسی اور کے لیے یہ بات نہیں ہے (ایک مومن کی زندگی صبر و شکر کا حسین امتزاج ہوتی ہے۔)‘‘[2] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر 103:1-3) ’’زمانے کی قسم! یقیناً انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴾ (المعارج 70:19،20) ’’کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے اور جب اسے شر پہنچے تو گھبرا جاتا ہے۔‘‘

تفسیر آیات: 12-14

مشرکوں کی باتوں سے رسول اللہ ﷺ کا دل گرفتہ ہونا اور اللہ کی طرف سے آپ کو تسلی: مشرکین رسول اللہ ﷺ

---

① مذکورہ الفاظ صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد کی مختلف روایات سے لیے گئے ہیں، دیکھیے صحیح البخاری، المرضٰی، باب ما جاء فی كفارة المرض، حديث:5642,5641 وصحيح مسلم، البر والصلة والأدب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض......، حديث: 2573 ومسند أحمد: 335/2 و38/3 وصحيح ابن حبان، الجنائز، ذكر تكفير الله جل وعلا بالهموم......: 166/7، حديث: 2905 عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرةؓ. ② حدیث کے الفاظ بالترتیب مسند الشهاب: 348/1، حديث: 596 وصحيح مسلم، الزهد، باب المؤمن أمره كله خير، حديث: 2999 وصحيح ابن حبان، الجنائز، ذكر إثبات الخير للمسلم......: 156,155/7، حديث: 2896 کے مطابق ہیں۔ والله تعالٰى أعلم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بنایا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس طرح کی باتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ ﴾ (الفرقان 25:7,8) ''اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا کہ اس کے ہمراہ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا؟ یا اس پر (آسمان سے) خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے وہ کھایا کرتا اور ظالم (مومنوں سے) کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ مشرکین کی اس طرح کی باتوں سے دل آزردہ ہو جایا کرتے تھے، اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی ہے اور رہنمائی فرمائی ہے کہ آپ ان کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں، نہ ان کی وجہ سے دعوت الی اللہ کے کام کو چھوڑیں بلکہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے دن رات مصروفِ عمل رہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر 15:97) ''اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا ﴾ ''تو (اے نبی!) شاید کہ آپ اس وحی سے کچھ چھوڑنے والے ہوں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے اور آپ کا سینہ اس سے تنگ ہونے والا ہو کہ وہ (کافر) کہیں گے'' یعنی ان کے یہ کہنے کی وجہ سے (کہ آپ پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا آپ کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا، آپ کا دل تنگ نہ ہو) کیونکہ آپ تو نذیر ہیں، سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی آپ کے لیے نمونہ ہے کہ ان کی بھی تکذیب کی گئی، انھیں بھی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئی تھیں مگر انھوں نے صبر کیا حتی کہ فتح ونصرتِ الٰہی سے شاد کام ہوئے۔

اعجازِ قرآن: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اعجاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ قرآن مجید جیسی کتاب پیش کر سکے بلکہ یہ بھی کسی کے مقدور میں نہیں کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا ایک ہی سورت بھی پیش کر سکے کیونکہ رب تعالیٰ کے پاک کلام سے مخلوق کے کلام کو کوئی نسبت یا مشابہت نہیں ہو سکتی جیسا کہ صفاتِ الٰہی سے مخلوق کی صفات کو کوئی موافقت ومناسبت نہیں ہو سکتی، اس کی ذاتِ بابرکات اس بات سے بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے مشابہ ہو، اس کے سوا کوئی معبود ہے نہ پروردگار۔ پھر فرمایا: ﴿ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ ﴾ ''پھر اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں۔'' یعنی چیلنج کو قبول نہ کر سکیں اور قرآن کا جواب پیش نہ کر سکیں تو پھر خوب جان لو! یہ لوگ قرآن مجید کے مقابلے سے عاجز وقاصر ہیں کیونکہ یہ پاک کلام تو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ اور اس کے علم اور اس کے اوامر ونواہی پر مشتمل ہے۔ ﴿ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ ''اور یہ کہ اس کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، پھر (اے لوگو!) کیا تم مسلمان (ہوتے) ہو؟''[1]

---

[1] اعجازِ قرآن کی تفصیل کے لیے دیکھیے یونس، آیت: 38 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا

جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے تو ہم انھیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ اسی (دنیا) میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی

لَا يُبْخَسُوْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا

نہیں کی جاتی⑮ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں، اور برباد ہوگیا جو کچھ انھوں نے اس (دنیا) میں کیا تھا اور جو عمل

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑯

وہ کرتے رہے، ضائع ہوگئے⑯

تفسیر آیات: 16,15

محض دنیا کے طلب گار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں: عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ریاکاروں کو ان کی نیکیوں کا دنیا ہی میں بدلہ دے دیا جائے گا، اس لیے کہ ان پر بھی ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی نماز، روزہ یا تہجد وغیرہ کوئی عمل بھی دنیا کے لیے کرتا ہے تو میں اس کی خواہش کے مطابق اسے دنیا ہی میں اس کا صلہ ادا کر دیتا ہوں، پھر اس کا وہ عمل اکارت ہو جاتا ہے اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔[1] امام مجاہد، ضحاک اور دیگر کئی ایک ائمۂ تفسیر سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2] انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[3] مجاہد وغیرہ کا قول ہے کہ یہ ریاکاروں کے بارے میں ہے۔[4] قتادہ فرماتے ہیں کہ جس کا ارادہ و نیت طلب دنیا ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا اسے دنیا ہی میں بدلہ عطا فرما دیتا ہے اور آخرت میں ایسے شخص کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے جبکہ مومن کو اس کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب بھی اسے ضرور ملے گا۔[5]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝﴾ (بنیٓ إسرآء یل 17:18-21) ”جو شخص دنیا (کی آسودگی) کا خواہش مند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں، پھر اس کے لیے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ مذموم اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے جبکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش قابلِ قدر ہے۔ ہم ان کو اور ان کو بھی سب کو آپ کے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی بخشش (کسی سے) رکی ہوئی نہیں۔ دیکھیں! ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے؟ اور

---

① تفسیر الطبری:16/12. ② تفسیر الطبری:18,17/12. ③ تفسیر الطبری:18/12. ④ تفسیر الطبری:18/12.

⑤ تفسیر الطبری:17/12.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ

کیا بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو اور اس کے بعد اللہ کی طرف سے ایک گواہ (قرآن) بھی آ جائے، جبکہ اس سے پہلے موسیٰ

مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ

کی کتاب بھی رہنما اور رحمت (رہی) ہو (وہ قرآن کا انکار کر سکتا ہے؟) ایسے لوگ ہی تو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور ان گروہوں میں سے جو کوئی

فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانا آگ ہی ہے۔ چنانچہ (اے نبی!) آپ اس سے شک میں نہ پڑیں، بے شک یہ (قرآن) آپ کے رب کی طرف سے

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰

حق ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ⑰

آخرت درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور فضیلت میں کہیں بڑھ کر ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ ﴾ (الشوریٰ 42:20) ''جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو اس کے لیے ہم اس کی کھیتی میں افزائش کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا خواست گار ہو، اس کو ہم اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

تفسیر آیت: 17

قرآن پر ان کا ایمان ہے جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں: اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے ان مومن بندوں کا حال بیان فرمایا ہے جو اس فطرت پر قائم ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے کہ وہ اس بات کا اعتراف کریں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ ...... ﴾ الآیة (الروم 30:30) ''چنانچہ (اے نبی!) آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف سیدھا رکھیں، اللہ کی فطرت (اختیار کریں) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے......۔''

دین فطرت: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟] ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ ہر جانور صحیح سالم بچے کو جنم دیتا ہے، کیا تم نے کبھی محسوس کیا ہے کہ کوئی بچہ کان کٹا پیدا ہو؟''[1]

صحیح مسلم میں عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں: [إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ،

① صحیح البخاری، الجنائز، باب: إذا أسلم الصبی فمات......، حدیث: 1359 اور [كُلُّ مَوْلُودٍ] کے الفاظ حدیث: 1385 کے ہیں۔ وصحیح مسلم، القدر، باب معنی کل مولود علی الفطرة......، حدیث: 2658.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا] ''میں نے اپنے سارے بندوں کو دین حنیف پر پیدا فرمایا تھا، شیطان ان کے پاس آئے اور انھوں نے انھیں اپنے دین سے دور ہٹا دیا اور ان چیزوں کو ان کے لیے حرام قرار دے دیا جن کو میں نے ان کے لیے حلال قرار دیا تھا۔ اور شیطانوں نے انھیں یہ بھی حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ اسے شریک کریں جس کی میں نے کوئی سند نازل نہیں کی تھی۔''[1] جبکہ مومن کی زندگی اسی فطرت کے مطابق ہی رہتی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ﴾ ''اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو۔'' یعنی دلیل روشن کے ساتھ ساتھ ان کے پاس ایک آسمانی گواہ بھی ہو، اس آسمانی گواہ سے اللہ تعالیٰ کی وہ پاک شریعتیں مراد ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام کو عطا کی گئیں اور جو شریعت محمدیہ کے نازل ہونے کے بعد اپنی آخری ارتقائی، تکمیلی اور اختتامی صورت اختیار کر گئیں۔

مومن اس قدر سلیم الفطرت ہوتا ہے کہ فی الجملہ تو اس کی فطرت شریعت کی شاہد ہوتی ہے، جبکہ تمام تفصیلات شریعت ہی سے حاصل کی جاتی ہیں اور فطرت ان کی تصدیق کرتی اور ان پر ایمان لاتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ﴾ ''کیا پس جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیل پر ہو اور اس کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب سے ہو۔'' گواہ سے مراد قرآن مجید ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا اور نبی مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی امت تک پہنچا دیا۔

پھر فرمایا: ﴿ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ ﴾ ''اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب'' یعنی قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) ﴿ إِمَامًا وَرَحْمَةً ﴾ ''پیشوا اور رحمت تھی۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے پیشوا بنا کر نازل کیا تھا تاکہ وہ اس کتاب کے مطابق عمل کریں، نیز یہ کتاب ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے باعثِ رحمت تھی۔ چنانچہ جس شخص کا اس کتاب پر صحیح صحیح ایمان ہو تو یہ ایمان لانا اسے قرآن مجید پر ایمان لانے کی طرف بھی رہنمائی کرے گا، اسی لیے فرمایا: ﴿ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ﴾ ''یہی لوگ تو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔''

پھر جو شخص قرآن کی یا قرآن کے کسی حصے کی تکذیب کرے تو اسے وعید دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ﴾ ''اور گروہوں میں سے جو کوئی اس کے ساتھ کفر کرے تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔'' یعنی تمام روئے زمین کے لوگوں میں سے، خواہ وہ مشرک، کافر یا اہل کتاب ہوں یا انسانی معاشرے کے کسی بھی طبقے یا جنس سے ان کا تعلق ہو، ان کا کوئی رنگ اور کوئی شکل ہو اور انھیں قرآن پہنچ جائے اور وہ اس کا انکار کریں تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾ (الأنعام 19:6) ''تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمھیں اور جس کو یہ پہنچے سب کو ڈراؤں (خبردار کروں۔)''

---

[1] صحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، حديث: 2865 مفصلا.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمگیر رسول ﷺ: اور فرمایا: ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ (الأعراف 158:7) ''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (اس کا رسول ہوں۔)'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ﴾ ''اور ان گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانا آگ ہی ہے۔'' صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ] ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سنے، پھر اس حال میں مر جائے کہ اس چیز کے ساتھ ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے تو وہ جہنم رسیدہ لوگوں میں سے ہوگا۔''[1]

ہر حدیث کا مصداق قرآن میں موجود ہے: ایوب سختیانی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ میں جب بھی نبیٔ اکرم ﷺ کی کسی حدیث کو اس کی اصلی صورت میں سنتا تو مجھے قرآن مجید سے بھی اس کا مصداق یا اس کی تصدیق ضرور مل جاتی، مجھے جب نبیٔ اکرم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی: [لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ]، [فَلَا يُؤْمِنُ بِي إِلَّا دَخَلَ النَّارَ] ''اس امت میں سے کوئی ایک یا یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سنے، پھر مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم رسید ہوگا۔'' میں نے سوچنا شروع کیا کہ کتاب اللہ میں اس حدیث کے مصداق کون سی آیت ہوگی؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کا جب بھی کوئی فرمان سنا ہے مجھے کتاب اللہ سے اس کی تصدیق ضرور ملی ہے، میں اس بات پر غور کر ہی رہا تھا کہ مجھے یہ آیت کریمہ مل گئی: ﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ﴾ ''اور ان گروہوں میں سے جو کوئی اس کے ساتھ کفر کرے تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔'' گروہوں سے مراد یہاں تمام امتیں اور تمام ملتیں ہیں۔[2] اور فرمایا: ﴿ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ...... ﴾ الآية ''تو آپ اس (قرآن) سے شک میں نہ ہوں، بلاشبہ یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے......'' یعنی قرآن مجید تو بلاشک وشبہ حق اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ الٓمّٓ ۟ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ ﴾ (السجدة 2,1:32) ''الٓمّٓ- کتاب کا، جس میں کچھ شک نہیں، نازل کیا جانا رب العالمین کی طرف سے ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ الٓمّٓ ۟ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ ﴾ (البقرة 2,1:2) ''الٓمّٓ- یہ کتاب (قرآن مجید) جس میں کچھ شک نہیں (کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔)''

[1] صحيح مسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ......، حديث: 153 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ۔ ملحوظہ: صحیح مسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔ اسے امام طیالسی رحمہ اللہ نے مسند أبي داود: 410/1، حديث: 511 میں اور امام نسائی نے السنن الكبرى، التفسير، باب قوله تعالى: ﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ ﴾......: 364,363/6، حديث: 11241 میں بیان کیا ہے مگر اس سند میں انقطاع ہے، جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث اس کی شاہد ہے۔ [2] تفسير الطبري: 27/12 اور دیکھیے المستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة هود: 342/2، حديث: 3309 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْهَادُ

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا؟ یہی لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے

هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ⑱ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ

اور گواہ (فرشتے) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ گھڑا تھا، سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے⑱ وہ جو اللہ

سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑲ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ

کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، اور وہی آخرت کا انکار کرنے والے ہیں⑲ یہ لوگ زمین میں (اللہ کو) عاجز

فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا وقف لازم

کرنے والے نہ تھے اور ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ تھا۔ ان کے لیے عذاب دوگنا کردیا جائے گا۔ ان میں (حق) سننے کی تاب

یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ⑳ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

نہیں تھی اور نہ وہ دیکھتے تھے⑳ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اور ان سے گم ہوگیا جو وہ افترا باندھتے تھے㉑

مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ㉑ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ㉒

بلاشبہ یقیناً وہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں㉒

کیا اکثریت معیارِ حق ہوسکتی ہے؟ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑰﴾ ”اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ○﴾ (یوسف 103:12) ”اور بہت سے آدمی اگرچہ آپ (کتنی ہی) خواہش کریں، ایمان لانے والے نہیں ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الأنعام 117:6) ”اور اگر آپ اہل زمین کی اکثریت کی اطاعت کریں تو وہ آپ کو اللہ کا رستہ بھلا دیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○﴾ (سبا 20:34) ”اور البتہ تحقیق شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچ کر دکھایا، چنانچہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے۔“

تفسیر آیات:18-22

اللہ پر جھوٹ باندھنے والے اور اس کے رستے سے روکنے والے ہی خائب و خاسر ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی ذات گرامی کے بارے میں جھوٹ باندھنے والوں کے حال کو بیان فرما رہا ہے کہ آخرت میں انھیں فرشتوں، رسولوں، پیغمبروں اور تمام جنوں اور انسانوں کے سامنے بے پناہ ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ امام احمد نے صفوان بن مُحرِز کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ کو پکڑا ہوا تھا کہ ان کے سامنے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: قیامت کے دن سرگوشی کے بارے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، وَيَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، وَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ وَيَقُولُ لَهُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأٰى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَإِنِّي أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ يُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ، فَيَقُولُ الْأَشْهَادُ]

''بے شک اللہ عزوجل مومن کو قریب کرے گا اور اس پر اپنے پہلو کو رکھ کر اسے تمام لوگوں سے چھپا لے گا، پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور فرمائے گا کہ کیا تو فلاں گناہ کا اقرار کرتا ہے؟ کیا تو فلاں گناہ کا اعتراف کرتا ہے؟ کیا تو اپنے فلاں گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہے؟ حتی کہ اللہ تعالیٰ جب اس سے اس کے سارے گناہوں کا اقرار کرا لے گا اور مومن اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگے گا کہ وہ تو بس اب تباہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی تھی اور آج میں تیرے ان سارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں، پھر اسے نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ اور جہاں تک کفار اور منافقوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں گواہ کہیں گے: ﴿ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا، خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''[1]

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ﴾ ''جو اللہ کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔'' یعنی لوگوں کو حق کی اتباع اور ہدایت کے اس رستے سے روکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور اس طرح انھیں جنت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ﴿ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ﴾ ''اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔'' یعنی وہ چاہتے ہیں کہ ان کا رستہ ٹیڑھا ہو، سیدھا نہ ہو۔ ﴿ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾ ''اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں۔'' یعنی آخرت کے منکر ہیں اور اس کے وقوع پذیر ہونے کی تکذیب کرتے ہیں۔ ﴿ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ﴾ ''یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر اللہ کو) ہرا نہیں سکتے اور نہ اللہ کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔'' بلکہ یہ اسی کے قبضہ و تسلط اور غلبہ و اقتدار میں ہیں اور وہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ان سے انتقام لینے پر قادر ہے۔ ﴿ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴾ (ابراھیم42:14) ''بلاشبہ وہ انھیں صرف اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔'' صحیحین میں ہے: [إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ] ''بے شک اللہ ظالم کو مہلت دیے رکھتا ہے حتی کہ جب اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا۔''[2]

اسی لیے فرمایا: ﴿ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ﴾ ''ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔'' ان کو دگنا عذاب اس لیے دیا جائے گا

---

[1] صحيح البخاري، المظالم، باب قول الله تعالى: ﴿ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾، حديث: 2441 و صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى على المؤمنين......، حديث:2768 و مسند أحمد:74/2 واللفظ له.

[2] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ ...... ﴾ (هود102:11)......، حديث: 4686 و صحيح مسلم، البر و الصلة والأدب، باب تحريم الظلم، حديث:2583.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کان، آنکھیں اور دل دیے تھے مگر کان، آنکھیں اور دل ان کے کچھ کام نہ آئے بلکہ حق سننے سے یہ بہرے بنے رہے، حق کی اتباع کرنے کے بجائے یہ اندھے بنے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جہنم میں داخل ہونے کے متعلق فرمایا ہے: ﴿ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○﴾ (الملك 10:67) ''اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ ...... ﴾ الآية (النحل 88:16) ''جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکا، ہم ان کو عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے......'' ہر اس حکم کی وجہ سے جسے انھوں نے ترک کر دیا اور ہر اس ممانعت کی وجہ سے جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہوگا، انھیں عذاب دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اور جو کچھ وہ افترا باندھتے تھے، ان سے جاتا رہا۔'' یعنی انھوں نے اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچایا کہ اپنے آپ کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا مستحق بنا دیا جس میں ان کو ہمیشہ ہمیشہ اور مسلسل عذاب دیا جائے گا کہ لمحہ بھر کے لیے بھی اسے روکا نہیں جائے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ○﴾ (بنی إسرآء یل 97:17) ''جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لیے) اور بھڑکا دیں گے۔''

روز قیامت اور معبودان باطلہ: ﴿ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾ ''اور جو وہ جھوٹ باندھتے تھے ان سے جاتا رہا۔'' یعنی اللہ کے سوا جن معبودوں اور بتوں کو یہ پکارتے رہے، وہ ان کے کچھ کام تو نہ آسکیں گے، البتہ ہر طرح کے نقصان اور خسارے کا سبب ضرور قرار پائیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○﴾ (الأحقاف 6:46) ''اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ (جھوٹے معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی پرستش سے انکار کریں گے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○﴾ (البقرة 166:2) ''اس دن پیشوا اپنے پیروکاروں سے بے زاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔''

اسی طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں جو ان لوگوں کی تباہی و بربادی پر دلالت کرتی ہیں، اسی لیے تو یہاں فرمایا ہے: ﴿ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴾ ''بلاشبہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والے یہی لوگ ہوں گے کیونکہ انھوں نے اپنے لیے بلندیوں کے بجائے پستیوں کو پسند کر لیا تھا اور جنت کی نعمتوں کے بجائے جہنم کے گرم کھولتے ہوئے پانی کو، جنت کی سربمہر خالص شراب کے بجائے جہنم کی نہایت گرم ہوا، کھولتے پانی اور سیاہ ترین دھویں کو، موٹی موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوروں کے بجائے تھوہر کے کھانے کو اور جنت کے بلند و بالا محلات کے بجائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے اور اپنے رب کے حضور عاجزی کی، وہی جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (23)

فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (23) مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ

دونوں فریقوں کی مثال ایسے ہے جیسے اندھا اور بہرا، اور دیکھنے والا اور سننے والا، کیا (اس) وصف میں دونوں برابر ہیں؟ کیا پھر تم نصیحت

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (24) ع 2/16/2

حاصل نہیں کرتے؟ (24)

جہنم کے گڑھوں کو پسند کر لیا تھا، اللہ رحمٰن کے تقرب اور اس کے دیدار کے حصول کے بجائے انھوں نے قہار کے غضب اور اس کی سزاؤں کو اپنے لیے پسند کر لیا تھا، بلاشک وشبہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تفسیر آیات: 24,23

اہلِ ایمان کا صلہ: بد بخت لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے سعادت مند لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ جن کے دل ایمان سے لبریز تھے اور جن کے اعضاء قولاً اور فعلاً اعمالِ صالحہ بجالاتے رہے۔ جنھوں نے نیکیوں کو سرانجام دیا اور برائیوں سے اجتناب کیا تو وہ لوگ اپنے اس پاکیزہ طرزِ عمل کے باعث جنتوں کے وارث بن جائیں گے جن میں بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ بالا خانے، اونچے اونچے بچھے ہوئے تخت، جنت کے پھلوں سے لدی پھندی اور جھکی ہوئی درختوں کی شاخیں، عالی شان بچھونے، خوبصورت اور بہترین حوریں، انواع واقسام کے پھل، پسندیدہ کھانے اور لذت وفرحت بخش مشروبات ہوں گے، پھر ان تمام عظیم الشان نعمتوں سے بڑھ کر خالقِ ارض وسما کی ذات گرامی کے دیدار کی سعادت۔ اور وہ ان ابدی وسرمدی نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں موت ہوگی اور نہ بڑھاپا، نہ بیماری اور نہ نیند، نہ بول وبراز اور نہ بلغم اور تھوک، بس کستوری کی خوشبو جیسا ہلکا سا پسینہ آئے گا (جس سے کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔)

مومنوں اور کافروں کی مثال: پھر اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مومنوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ ﴾ ''دونوں فریقوں کی مثال۔'' جن میں سے پہلا فریق وہ ہے جس کی بدبختی اور شقاوت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور دوسرا فریق ان مومنوں کا ہے جو سعادت وکامرانی سے بہرہ ور ہوگا۔ ﴿ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ ﴾ ''ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو۔'' جبکہ مومن تو دیکھنے اور سننے والے انسان کی طرح ہیں اور کافر دنیا وآخرت میں حق سے اندھے ہیں، یہ خیر وبھلائی کے رستے کو نہ جانتے ہیں اور نہ اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ دلائل وبراہین کے سننے سے بہرے ہیں، لہٰذا یہ ایسی باتوں کو سنتے ہی نہیں جو ان کے لیے مفید ہوں۔ ﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ...... ﴾ الآية (الأنفال 23:8) ''اور اگر اللہ ان میں کوئی خیر دیکھتا تو انھیں ضرور سننے کی توفیق بخشتا......'' رہا مومن تو وہ ہوشیار، ہونہار اور عقل مند ہوتا ہے۔ وہ حق کو دیکھتا اور حق وباطل میں پہچان کرتا ہے۔ وہ خیر وبھلائی کو اختیار کرتا اور شر وبدی کو ترک کر دیتا ہے، وہ دلیل کو سنتا ہے اور دلیل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ؗ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿25﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ

اور البتہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے کہا:) بے شک میں تمھیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿25﴾ یہ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿26﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا

عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿26﴾ پھر اس کی قوم کے وڈیرے بولے: ہم تجھے بس اپنے ہی جیسا بشر

بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ

دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بس انھی لوگوں نے بے سوچے سمجھے تیری پیروی کی ہے جو ہمارے کمین ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمھیں ہم پر

عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿27﴾

کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہم تمھیں جھوٹا سمجھتے ہیں ﴿27﴾

نچے میں فرق کرتا ہے۔ مردِ مومن پر باطل کا جادو نہیں چل سکتا تو پھر کیا مومن اور کافر برابر ہو سکتے ہیں؟ ﴿ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿24﴾ ﴾ ''کیا پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟'' اور ان دونوں جماعتوں میں فرق کیوں نہیں کرتے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا: ﴿ لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝ ﴾ (الحشر 59:20) ''اہل دوزخ اور اہل بہشت برابر نہیں، اہل بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝ ﴾ (فاطر 35:19-24) ''اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں، اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور آپ ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں سنا نہیں سکتے، آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے۔ اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ڈرانے والا گزر چکا ہے۔''

تفسیر آیات :25-27

حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور قوم کے ساتھ آپ کی گفتگو: اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کو بیان فرمایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام وہ سب سے پہلے رسول تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کے مشرکوں اور بت پرستوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ انھوں نے اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا: ﴿ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿25﴾ ﴾ یعنی اگر تم غیر اللہ کی عبادت کرو گے تو میں تمھارے لیے بالکل واضح ڈرانے والا ہوں، اسی لیے فرمایا: ﴿ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿26﴾ ﴾ ''اللہ کے سوا تم کسی کی عبادت نہ کرو، بے شک مجھے تمھاری نسبت بہت دردناک عذاب کا خوف ہے۔'' یعنی اگر تم اپنی اسی روش پر چلتے رہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں تمھیں زبردست دردناک عذاب دے گا۔

﴿ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ ﴾ ''تو اس کی قوم کے سردار، جو کافر تھے، کہنے لگے۔'' مَلَأ سے کافروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار اور بڑے لوگ مراد ہیں۔ ﴿مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ ''ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں۔'' یعنی آپ فرشتے تو نہیں ہیں بلکہ ہمارے جیسے بشر ہی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے بجائے آپ ہی کی طرف وحی کیسے بھیجی ہے؟

کفار کے ہاں کمزور، گھٹیا اور رذیل لوگوں کا تصور: پھر ﴿وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا﴾ ''اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔'' مثلاً: بے نوا، کمزور، کنگھال، جولاہے اور ان جیسے دیگر لوگ۔ ① اور اشراف اور سرداروں میں سے تو کسی نے بھی تمھاری پیروی نہیں کی اور یہ تمھاری پیروی کرنے والے جو لوگ ہیں انھوں نے بھی سوچے سمجھے بغیر ہی پیروی کی ہے، غور و فکر سے کام نہیں لیا، بس آپ نے انھیں دعوت دی اور انھوں نے اسے قبول کر کے آپ کی پیروی شروع کر دی۔

اس لیے انھوں نے کہا: ﴿وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ﴾ ''اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں اور وہ بھی رائے ظاہر سے (نہ غور و تعمق سے۔)'' ﴿وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ ''اور ہم تمھارے لیے اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے۔'' وہ (ایمان والوں سے) کہتے کہ جب سے تم لوگ اپنے اس دین میں داخل ہوئے ہو تو ہم نے تمھارے لیے اپنے اوپر جسمانی، اخلاقی اور مالی کسی طرح کی کوئی فضیلت بھی تو نہیں دیکھی۔ ﴿بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿27﴾﴾ ''بلکہ ہم تمھیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔'' یعنی ہم تمھیں تمھارے اس دعوے میں جھوٹا خیال کرتے ہیں کہ تمھیں آخرت میں جانے کے بعد تو خیر و بھلائی اور عبادت الٰہی کے صلے میں سعادت و کامرانی میسر آئے گی۔

ادنیٰ و اعلیٰ کا صحیح معیار: حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے پیروؤں پر کافروں کا یہ اعتراض تھا جو ان کی جہالت اور علم و عقل کی کمی کی دلیل ہے کیونکہ حق کے لیے یہ کوئی عار کی بات تو نہیں ہے کہ اسے ماننے والے ادنیٰ درجے کے لوگ ہیں کیونکہ حق تو بذات خود صحیح اور قیمتی چیز ہے، خواہ اسے قبول کرنے والے ادنیٰ درجے کے لوگ ہوں یا اعلیٰ درجے کے بلکہ بلا شک وشبہ حق یہی ہے کہ حق کے ماننے والے ہی اشراف اور اعلیٰ درجے کے لوگ ہیں، خواہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں اور جو لوگ حق کا انکار کریں وہی ادنیٰ درجے کے لوگ ہیں، خواہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہوں لیکن اکثر و بیشتر ہوتا یہ ہے کہ کمزور لوگ ہی حق کی اتباع کرتے ہیں اور اشراف اور سرداروں کی اکثریت حق کی مخالف ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○﴾ (الزخرف 23:43) ''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ

① یہ مثالیں دے کر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے کفار کے ہاں رذیل اور گھٹیا لوگوں کا تصور پیش کیا ہے ورنہ اسلام نے عزت و شرف کا بالکل واضح معیار مقرر کیا ہے کہ ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ﴾ (الحجرات 13:49) ''بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقوے والا ہے۔'' خواہ متقی کا تعلق کسی بھی ذات یا برادری سے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

نوح نے کہا: اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح ہدایت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (نبوت) بخشی ہو،

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿28﴾

پھر وہ تم (اندھوں) سے چھپا دی گئی ہو، تو کیا ہم تم پر (زبردستی) چپکا دیں گے اسے جبکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟ ﴿28﴾

بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور بے شک ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔'' اور شاہِ روم ہرقل نے جب ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صفات کے بارے میں سوالات کیے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ اعلیٰ درجے کے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا ادنیٰ درجے کے لوگوں نے؟ تو انھوں نے یہی جواب دیا تھا کہ کمزور لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے تو یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا تھا کہ پیغمبروں کے پیروکار کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ [1]

حق کے آشکار ہونے کے بعد مزید غور وفکر کی حاجت نہیں رہتی: انھوں نے جو یہ کہا: ﴿بَادِيَ الرَّاْيِ﴾ ''وہ بھی ظاہر رائے سے (نہ کہ غور وتعمق سے۔)'' تو یہ بھی کوئی قابل مذمت یا عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ حق جب واضح ہو جائے تو پھر غور وفکر کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی بلکہ اس وقت تو حق کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار ہی نہیں ہوتا۔ ذہین وفطین لوگ تو حق واضح ہونے کے بعد اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں جبکہ اس وقت غبی اور جاہل لوگ غور کرتے ہیں اور تمام انبیائے کرام صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ تو نہایت واضح اور روشن حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ ''اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت بھی نہیں دیکھتے۔'' وہ فضیلت اس لیے نہیں دیکھتے تھے کہ وہ خود حق سے اندھے تھے، حق کو نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ اپنے شکوک وشبہات ہی میں غلطاں وپیچاں تھے اور جہالت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے اور یہ لوگ بہت ہی افترا پرداز، جھوٹے، معمولی اور رذیل تھے اور آخرت میں بھی یہی بہت زیادہ نقصان پانے والے ہوں گے۔

تفسیر آیت:28

حضرت نوح علیہ السلام کا جواب: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی اس بات کا یہ جواب دیا: ﴿اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ﴾ ''(اے قوم!) دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے واضح ہدایت پر ہوں۔'' یعنی اگر میرے پاس یقین، امر جلی اور سچی نبوت ہے جو کہ میرے لیے اور ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت ہے۔ ﴿فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ﴾ ''پھر وہ تم پر پوشیدہ کر دی گئی۔'' یعنی تم پر وہ مخفی رہ گئی اور تم نے اس کی طرف رستہ نہ پایا اور نہ اس کی قدر وقیمت کو پہچان سکے بلکہ جلد اس کی تکذیب وتردید کرنے لگ گئے۔ ﴿اَنُلْزِمُكُمُوْهَا﴾ یعنی کیا ہم اس کے لیے

---

[1] صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ......؟ حديث: 7 وصحيح مسلم، الجهاد، باب: كتب النبي ﷺ إلى هرقل ......، حديث:1773.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ

اور اے میری قوم! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے۔ اور میں ان لوگوں کو دھتکارنے والا نہیں جو ایمان لے آئے،

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿29﴾ وَ یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو ﴿29﴾ اور اے میری قوم! اگر میں انھیں دھتکار دوں تو

طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿30﴾

کون مجھے اللہ (کے عذاب) سے بچائے گا؟ کیا پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ﴿30﴾

تمھیں مجبور کر سکتے ہیں جبکہ تم اسے قبول کرنا پسند ہی نہیں کرتے؟

تفسیر آیات: 30,29

کمزور مومنین کی طرف داری: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تمھیں جو نصیحت کر رہا ہوں، اس پر تم سے بطور اجرت مال کا سوال نہیں کرتا بلکہ میں تو اپنے اللہ تعالیٰ ہی سے اجر و ثواب کا طلب گار ہوں۔ ﴿وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، میں ان کو دھتکارنے والا بھی نہیں ہوں۔'' معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مومنوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں کیونکہ وہ اپنی نفاست، حشمت اور وقار کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انھی جیسے لوگوں نے خاتم الرسل والانبیاء حضرت محمد ﷺ سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کمزور صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں اور ان کے ساتھ خصوصی مجلس کریں (جس میں ان کمزور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نہ آنے دیں) تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا: ﴿وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ ...... ﴾ الآیة (الأنعام 52:6) ''اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالیے......''[1] اور فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ ○ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○﴾ (الأنعام 54,53:6) ''اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولت مند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے فضل کیا ہے؟ (اللہ نے فرمایا:) بھلا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟ اور جب وہ لوگ آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجیے: تم پر سلام ہو۔ تمھارے رب نے مہربانی کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، بے شک تم میں سے جو شخص جہالت سے برا عمل کرے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو یقیناً وہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

[1] ملخص از صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ، حدیث:2413 عن سعد رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ

اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ میں کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں اور نہ میں

لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ

انھیں، جنھیں تمھاری آنکھیں حقیر دیکھتی ہیں، (یہ) کہتا ہوں کہ اللہ انھیں کوئی بھلائی نہیں دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے نفسوں میں

اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿31﴾

ہے۔ بے شک (اگر میں نے یہ باتیں کہیں) تب میں ضرور ظالموں میں سے ہوں گا ﴿31﴾

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

انھوں نے کہا: اے نوح! تو ہم سے جھگڑ چکا ہے، پس ہمارے ساتھ بہت زیادہ جھگڑا کر چکا ہے، چنانچہ تو ہم پر وہ (عذاب) لے ہی آ جس کا ہم

الصّٰدِقِيْنَ ﴿32﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿33﴾ وَلَا

سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے ﴿32﴾ نوح نے کہا: یقیناً اللہ ہی تم پر وہ (عذاب) لائے گا اگر اس نے چاہا، اور تم (اسے) عاجز کرنے والے نہیں ﴿33﴾

يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ

اور تمھیں میری نصیحت نفع نہیں دے گی اگر میں چاہوں کہ تمھیں نصیحت کروں جبکہ اللہ تمھیں گمراہ کرنا چاہتا ہو، وہی تمھارا رب ہے اور اسی کی

هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿34﴾ ۭ

طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿34﴾

تفسیر آیت: 31

نبی کے پاس خزانے ہوتے ہیں نہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے: آپ انھیں خبر دے رہے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے اور آپ اس کام پر ان سے کسی اجرت کا سوال بھی نہیں کرتے بلکہ آپ ہر اس شخص کو یہ دعوت دیتے ہیں جس سے بھی آپ کی ملاقات ہو، خواہ وہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ کا۔ جو آپ کی دعوت پر لبیک کہے گا، وہ نجات پا جائے گا اور آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں تصرف کرنے کی آپ کو کوئی قدرت نہیں ہے اور نہ آپ غیب جانتے ہیں، آپ کو صرف اسی بات کا علم ہے جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع فرما دے۔ اسی طرح آپ فرشتے بھی نہیں ہیں بلکہ آپ بشر، اللہ تعالیٰ کے رسول اور معجزات کے ساتھ مؤید ہیں۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ لوگ جن کو تم حقیر اور کم حیثیت سمجھتے ہو، میں ان کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ’’جو ان کے دلوں میں ہے، اسے اللہ خوب جانتا ہے۔‘‘ اگر وہ باطن میں بھی مومن ہیں جیسا کہ ان کے ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے تو انھیں اچھا بدلہ ملے گا اور اگر ان کے ایمان لانے کے بعد کوئی بھی ان کے بارے میں بری بات کہتا ہے تو وہ ظالم ہے اور ایسی بات کہتا ہے جس کا اسے کوئی علم ہی نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے؟ (اے نبی!) کہہ دیجیے: اگر میں نے اسے خود گھڑا ہے تو میرا جرم مجھ ہی پر ہے، اور میں اس

تُجْرِمُوْنَ ع ﴿35﴾

سے بری ہوں جو تم جرم کرتے ہو ﴿35﴾

تفسیر آیات: 34-32

قومِ نوح کا مطالبۂ عذاب اور نوح علیہ السلام کا جواب: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ قوم نوح نے اللہ تعالیٰ کے قہر، عذاب اور ناراضی کے جلد آنے کا مطالبہ کردیا۔ وَالْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ "اور مصیبت انسان کی گفتگو ہی سے آتی ہے"۔ ﴿قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا﴾ "انھوں نے کہا: اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت کیا۔" لیکن ہم تمھاری پیروی نہیں کریں گے۔ ﴿فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ﴾ "چنانچہ تم جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو، وہ ہم پر لا نازل کر دو۔" یعنی قہر وعذابِ الٰہی کو نازل کرو، ہمارے بارے میں جو چاہو بددعا کرو اور جو تم بددعا کرو وہ اب ہمارے بارے میں قبول ہو ہی جانی چاہیے۔ ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿32﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿33﴾﴾ "اگر تم سچے ہو۔ نوح نے کہا کہ اس کو تو اللہ ہی چاہے گا تو نازل کرے گا اور تم (اس کو کسی طرح) عاجز نہیں کر سکتے۔" یعنی جو تمھیں سزا دے گا اور اسے جلد تمھارے لیے لے آئے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے جسے کوئی ہرا نہیں سکتا۔

﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ﴾ "اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمھاری خیر خواہی کروں جبکہ اللہ یہ چاہے کہ تمھیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تم کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔" یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہی تمھیں گمراہ اور تباہ و برباد کرنا چاہے تو میرا تمھیں سمجھانا، ڈرانا اور نصیحت کرنا تمھارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ ﴿هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿34﴾﴾ "وہی تمھارا پروردگار ہے اور تمھیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" وہی تمام امور کا مالک ہے، وہ متصرف، حاکم اور عادل ہے جو ظلم نہیں کرتا، اسی نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسی کا حکم کارفرما ہے، اسی نے پہلی مرتبہ کائنات کو پیدا فرمایا اور وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور صرف وہی دنیا و آخرت کا مالک ہے۔

تفسیر آیت: 35

رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا بیان: اس قصے کے درمیان میں، اس کی تاکید و وضاحت کے لیے یہ جملہ معترضہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ یہ کافر اور منکر بھی کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے یہ قرآن از خود گھڑ لیا اور اپنے پاس سے بنا لیا ہے۔ ﴿قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ﴾ "کہہ دیجیے کہ اگر میں نے اسے خود گھڑا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر ہے۔" یعنی میں گنہگار ہوں ﴿وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿35﴾﴾ "اور جو گناہ تم کرتے ہو، اس سے میں بری الذمہ ہوں۔" یعنی یہ چیز جعلی یا از خود گھڑی ہوئی نہیں ہے۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے، اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا سزا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا، سوائے اس کے جو (پہلے) ایمان لا چکا ہے، چنانچہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿36﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

تو اس پر غم نہ کھا ﴿36﴾ اور تو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا، اور مجھ سے ان لوگوں کے متعلق بات مت کرنا جنھوں نے ظلم

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿37﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ

(کفر) کیا، بے شک وہ غرق کیے جانے والے ہیں ﴿37﴾ اور نوح کشتی بنا تا تھا، اور جب بھی اس کی قوم کے وڈیرے اس کے پاس سے گزرتے تو وہ اس

سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿38﴾ فَسَوْفَ

سے مذاق کرتے، نوح نے کہا: اگر تم (آج) ہم سے مذاق کرتے ہو تو بے شک (ایک روز) ہم بھی تم سے مذاق کریں گے جیسے تم مذاق کرتے ہو ﴿38﴾ پھر

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿39﴾

تم جلد جان لو گے کہ کس شخص پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے (دنیا میں) رسوا کر دے گا اور (آخرت میں) اس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہو گا ﴿39﴾

تفسیر آیات:36-39

قوم کے انجام کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی: اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ جب قومِ نوح نے عذابِ الٰہی کے جلد آ جانے کا مطالبہ کیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی جس کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے: ﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴾ (نوح 71:26) ”میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴾ (القمر 54:10) ”تو انھوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں (ان کے مقابلے میں) کمزور ہوں تو (ان سے) بدلہ لے۔“ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی طرف یہ وحی کی: ﴿ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ﴾ ”کہ تمھاری قوم میں سے جو لوگ (پہلے) ایمان لا چکے ان کے سوا اور کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا۔“ لہٰذا ان کے بارے میں غم نہ کھائیں اور ان کی کوئی فکر نہ کریں۔

سفینۂ نوح: ﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ ﴾ ”اور تو کشتی بنا۔“ فُلک سے مراد کشتی ہے۔ ﴿ بِاَعْيُنِنَا ﴾ یعنی ہمارے سامنے ﴿ وَوَحْيِنَا ﴾ ”اور ہمارے حکم سے۔“ یعنی جس طرح ہم نے آپ کو کشتی بنانا سکھا دیا ہے۔ ﴿ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿37﴾ ﴾ ”اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا، بے شک انھیں غرق کر دیا جائے گا۔“ محمد بن اسحاق نے تورات کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ساج کی لکڑی سے ایک ایسی کشتی بنائیں جس کا طول (لمبائی) اسی (80) ہاتھ اور عرض (چوڑائی) پچاس (50) ہاتھ ہو، اس کی اندرونی اور بیرونی سطح کو تارکول سے پینٹ کر دیں اور کشتی کا اگلا حصہ اس طرح تیز دھار بنائیں جو پانی کو پھاڑتا چلا جائے، یہ کشتی تیس (30) ہاتھ اونچی اور تین منزلہ تھی، ہر منزل دس ہاتھ تھی، سب سے نچلی منزل جانوروں اور مویشیوں کے لیے، درمیانی انسانوں کے لیے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

حتی کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور نے جوش مارا تو ہم نے (نوح سے) کہا: اس (کشتی) میں ہر قسم (کے جانوروں) کا جوڑا، دو (نر اور مادہ) سوار کر لے اور

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿40﴾

اپنے گھر والوں کو، سوائے اس شخص کے جس کی بابت پہلے حکم ہو چکا، اور ان کو بھی جو ایمان لا چکے ہیں، اور اس پر تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے ﴿40﴾

بالائی پرندوں کے لیے تھی، کشتی کا دروازہ اس کے عرض کے رخ تھا اور اس کشتی کے لیے ایک پردہ تھا جس کے ساتھ اسے چاروں طرف سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔[1]

اپنے پیغمبروں کو بھی تمسخر کا نشانہ بناتے رہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ ﴾ ''اور نوح نے کشتی بنانا شروع کر دی اور جب ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو ان سے تمسخر کرتے۔'' یعنی مذاق اڑاتے اور آپ انھیں غرق ہونے کی جو وعید سناتے تو اس کی وہ تکذیب کرتے۔ ﴿ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ ﴾ ''وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو یقیناً (ایک وقت) ہم بھی تم سے تمسخر کریں گے۔'' یہ شدید وعید اور زبردست سرزنش تھی۔ ﴿ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ ﴾ ''کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا؟'' یعنی دنیا میں اسے رسوا کرے گا۔ ﴿ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿39﴾ ﴾ یعنی کس پر دائمی، ابدی اور ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے؟

تفسیر آیت: 40

طوفان کا آغاز: یہ حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا ذکر ہے کہ جب مسلسل اور موسلا دھار بارش اور نہ تھمنے اور نہ رکنے والے زبردست اور خوفناک طوفان کا وقت آ گیا تو کیفیت یہ تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿ۡ﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿ۚ﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿ۙ﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿﴾ ﴾ (القمر 54:11-14) ''چنانچہ ہم نے زور کے مینہ سے آسمان کے دہانے کھول دیے۔ اور ہم نے زمین میں چشمے جاری کر دیے تو پانی ایک کام کے لیے، جو مقدر ہو چکا تھا، جمع ہو گیا اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر، جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی، سوار کر لیا۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی، (یہ سب کچھ) اس شخص کے انتقام کے لیے (کیا گیا) جس کا انکار کیا گیا تھا۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ ﴾ ''اور تنور جوش مارنے لگا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تنور سے مراد سطح زمین ہے۔[2] یعنی زمین جوش مارتے ہوئے چشموں کی صورت اختیار کر گئی حتی کہ وہ تنور جو آگ کی جگہ ہوتی ہے وہاں سے بھی پانی پھوٹنے لگا۔ جمہور علمائے سلف و خلف کا یہی قول ہے۔ جب یہ صورت حال پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ تمام جاندار مخلوقات میں سے ایک ایک جوڑا (ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے کر

[1] تفسیر الطبری: 12/46-48. [2] تفسیر الطبری: 12/51.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿41﴾ وَهِيَ

اور نوح نے کہا: اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ، اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔ بے شک میرا رب البتہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا

تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ

ہے ﴿41﴾ اور وہ (کشتی) انھیں لے کر پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی جاتی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا، اور وہ (سب سے) الگ تھلگ تھا: پیارے

ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿42﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ

بیٹے! تو (بھی) ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو ﴿42﴾ وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ کی طرف پناہ لے لیتا ہوں، وہ مجھے پانی سے بچا لے

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

گا۔ (نوح نے) کہا: آج اللہ کے حکم (عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر اللہ رحم فرمائے، اور ان دونوں کے درمیان لہر حائل ہو گئی، تو وہ غرق

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿43﴾

ہونے والوں میں سے ہو گیا ﴿43﴾

کشتی میں سوار ہو جائیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جاندار مخلوقات کی طرح آپ کو ہر قسم کی نباتات میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر مادہ) ساتھ لے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے جس جانور کو کشتی میں داخل کیا وہ چھوٹا طوطا تھا اور جسے سب سے آخر میں داخل کیا وہ گدھا تھا۔ گدھے نے اپنی اگلی ٹانگیں کشتی میں رکھیں تو شیطان اس کی دم سے چمٹ گیا، گدھا جب بھی (اپنی پچھلی ٹانگوں کو اٹھانا چاہتا تو) شیطان اس کی دم کو کھینچ لیتا، نوح علیہ السلام نے گدھے سے کہا کہ تجھ پر افسوس! جلدی سے داخل ہو جاؤ۔ گدھا اٹھنے کی کوشش کرتا مگر اٹھ نہ سکتا، حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ جلدی سے داخل ہو جاؤ، خواہ ابلیس تمھارے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، پس اس طرح گدھا اور ابلیس دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ ①

صرف اسّی (80) مرد وزن ایمان لائے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ ﴾ ''اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائے گا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اس کشتی میں سوار کر لو۔'' یعنی اس کشتی میں اپنے گھر والوں اور رشتے داروں کو بھی سوار کر لو۔ ہاں، البتہ جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے گا کیونکہ وہ ایمان نہیں لایا، اسے سوار نہ کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لانے والوں میں ان کا اپنا بیٹا ''یام'' بھی تھا جو آپ سے الگ ہو گیا تھا، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی ایمان نہیں لائی تھی بلکہ کافرہ تھی۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ ﴾ ''اور جو ایمان لایا ہو۔'' یعنی جو تمھاری قوم میں سے ایمان لے آیا ہو، اسے بھی اپنے ساتھ سوار کر لو ﴿ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿40﴾ ﴾ یعنی بہت ہی قلیل تعداد میں لوگ ایمان لائے تھے، حالانکہ آپ نے ان کے مابین ساڑھے نو سو سال کا طویل عرصہ گزارا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے

① تفسير الطبري:49,48/12 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے تمام مردوں (اور عورتوں) کی تعداد اسی (80) تھی۔ ①

تفسیر آیات: 41-43

کشتی میں سوار ہونا اور ہولناک موجوں میں اس کا چلنا: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں یہ بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے ان لوگوں سے کہا جنھیں اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لینے کا انھیں حکم دیا گیا تھا: ﴿ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ﴾ ''اللہ کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، اس میں سوار ہو جاؤ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کے پاک نام ہی سے یہ پانی کی سطح پر چلے گی اور اللہ تعالیٰ کے پاک نام ہی سے یہ ٹھہرے گی، ابورجاء عطاردی نے ان الفاظ کو اس طرح پڑھا ہے: [بِسْمِ اللّٰهِ مُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا] ''اللہ کا نام لے کر جو اسے چلانے والا اور وہی اسے ٹھہرانے والا ہے (اس میں سوار ہو جاؤ۔)'' ② اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 29,28:23) ''اور جب تم اور تمھارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (اللہ کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات بخشی۔ اور (یہ بھی) دعا کرنا کہ اے پروردگار! ہمیں مبارک جگہ اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ تمام امور کے آغاز میں اور کشتی اور جانور پر سواری کے وقت اللہ تعالیٰ کا پاک نام لینا مستحب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ...... ﴾ الآية (الزخرف 13,12:43) ''اور جس نے سب جوڑے پیدا کیے اور تمھارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو......'' سنت میں بھی اس بات کی بہت ترغیب آئی ہے جیسا کہ سورۂ زخرف کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔ ③ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَبِهِ الثِّقَةُ.

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ ﴾ ''بے شک میرا پروردگار البتہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے جب تمام کافروں کو غرق کر کے ان سے انتقام لے لیا تو اس موقع پر مناسب تھا کہ یہ بھی بیان کر دیا جاتا کہ وہ بخشنے والا اور مہربان بھی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴾ (الأعراف 167:7) ''بے شک آپ کا پروردگار البتہ جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ خوب بخشنے والا، نہایت مہربان بھی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ ﴾ (الرعد 6:13) ''اور یقیناً آپ کا پروردگار لوگوں کو باوجود ان کی بے انصافیوں کے معاف کرنے والا ہے اور بے شک آپ کا پروردگار البتہ سخت عذاب دینے والا ہے۔'' اسی طرح اور بھی بہت سی آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور اپنے انتقام کو یکجا بیان فرمایا ہے۔

① تفسير الطبری: 57/12. ② تفسير الطبری: 58/12. ③ دیکھیے مفصل تفسير ابن كثير، الزخرف، آیات: 14,13 کے ذیل میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اور کہا گیا: اے زمین! تو اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تو (برسنے سے) تھم جا، اور پانی اتار (کر غائب کر) دیا گیا، اور (کافروں کا) کام تمام کر دیا

عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿44﴾

گیا، اور (کشتی) جودی (پہاڑ) پر جا ٹھہری، اور کہا گیا: ظالم قوم کے لیے دوری (لعنت) ہے ﴿44﴾

سفینۂ نوح موجوں کی روانی میں: اور فرمایا: ﴿ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ﴾ ''اور وہ ان کو لے کر (طوفان کی) لہروں پر چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے۔)'' یعنی کشتی اس پانی کی سطح پر چلنے لگی جس نے تمام روئے زمین کو ڈھانپ لیا تھا حتی کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پندرہ (15) ہاتھ[1] اور ایک قول کے مطابق اسی (80) میل بلند تھا[2] اور یہ کشتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اس کی عنایت وحفاظت اور اس کے فضل وکرم سے، اتنے زبردست پانی کی سطح پر رواں دواں رہی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝ ﴾ (الحآقة 12,11:69) ''بے شک جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تم لوگوں کو کشتی میں سوار کر لیا تاکہ ہم تمھارے لیے اس (فعل) کو نصیحت بنا دیں اور (تاکہ) یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ﴾ (القمر 54:13-15) ''اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر جو تختوں اور میخوں سے (تیار کی گئی) تھی، سوار کر لیا۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی اس شخص کے انتقام کے لیے جس کا انکار کیا گیا تھا۔ اور یقیناً ہم نے اس کو ایک نشانی بنا چھوڑا، پھر کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے؟''

مجبور رہا محبوب ترا، کشتی میں پسر کو بٹھا نہ سکا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ ﴾ ''اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا۔'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا تھا جس کا نام ''یام'' تھا اور یہ کافر تھا۔ کشتی پر سوار ہوتے وقت بھی اس کے باپ نے اسے دعوت دی کہ وہ ایمان لے آئے، ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے اور کافروں کی طرح غرق نہ ہو مگر اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ﴿ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ﴾ ''میں ابھی کسی پہاڑ کی طرف پناہ لے لیتا ہوں، وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔'' اپنی جہالت کے باعث اس کا یہ خیال تھا کہ یہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں تک نہیں پہنچے گا، لہٰذا وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر غرق ہونے سے بچ جائے گا۔ اس کا یہ جواب سن کر حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ﴾ ''آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر اللہ رحم کرے۔'' یعنی آج کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گی۔ (باپ اور بیٹے کے درمیان یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ) ﴿ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿43﴾ ﴾ ''اور اتنے میں دونوں کے درمیان لہر حائل ہو گئی تو وہ غرق شدہ لوگوں میں سے ہو گیا۔''

تفسیر آیت :44

[1] تفسیر ابن أبي حاتم :6/2036. [2] تفسیر ابن أبي حاتم :6/2036.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، چنانچہ اس نے کہا: اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے، اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو

الْحٰكِمِيْنَ ﴿45﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

سب فیصلے کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿45﴾ اللہ نے کہا: اے نوح! بے شک وہ تیرے اہل میں سے نہیں، بے شک اس کا عمل نیک

تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿46﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ

نہیں، لہٰذا تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ بے شک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے (نہ) ہو جائے ﴿46﴾ نوح

اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ

نے کہا: اے میرے رب! بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جس کا مجھے کوئی علم نہیں، اور اگر تو نے

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿47﴾

میری بخشش نہ کی اور مجھ پر رحم (نہ) کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا ﴿47﴾

طوفان کا اختتام: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے جب کشتی والوں کے سوا دیگر تمام اہل زمین کو غرق کر دیا تو اس نے زمین کو حکم دیا کہ وہ اپنے اس پانی کو نگل لے جو اسی سے پھوٹ کر اس پر جمع ہو گیا تھا اور آسمان سے فرمایا کہ اب بارش برسانے سے تھم جا۔ ﴿وَغِيْضَ الْمَآءُ﴾ یعنی کم ہونا شروع ہو گیا۔ ﴿وَقُضِيَ الْاَمْرُ﴾ ''اور کام تمام کر دیا گیا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ روئے زمین کے ان تمام لوگوں کے خاتمے سے فارغ ہو گیا جنھوں نے اس کی ذاتِ گرامی کے ساتھ کفر کیا تھا۔ اور ان میں سے اس نے کسی ایک کو بھی باقی نہ رہنے دیا۔ ﴿وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ﴾ ''اور (کشتی کوہِ) جودی پر جا ٹھہری۔'' اپنے ان تمام سواروں سمیت جو اس میں سوار تھے۔

جودی پہاڑ کا عجز و انکسار: امام مجاہد فرماتے ہیں کہ ''جودی'' الجزیرہ کے علاقے کا ایک پہاڑ ہے۔ اس دن جب دیگر تمام پہاڑ اپنے آپ کو غرق ہونے سے بچانے کے لیے اپنی چوٹیوں کو بلند اور لمبا کر رہے تھے تو یہ پہاڑ اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع وانکسار کا اظہار کر رہا تھا، اس لیے یہ غرق نہ ہوا اور اسی پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آ کر ٹھہر گئی۔ [1] امام قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کشتی اس پہاڑ پر ایک مہینہ ٹھہری رہی حتی کہ پھر لوگ اس سے اتر گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو نشانی اور عبرت بنا کر سرزمین الجزیرہ کے اس جودی پہاڑ کی چوٹی پر باقی رکھا۔ [2] حتی کہ ہماری اس امت کے ابتدائی لوگوں نے بھی اس کشتی کو دیکھا تھا، حالانکہ اس کے صدیوں بعد بننے والی کتنی ہی کشتیاں تباہ و برباد ہو کر خاک میں مل گئی تھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿44﴾﴾ ''اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں کے لیے دوری (لعنت) ہے۔'' یعنی ان کے لیے ہلاکت، نقصان اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے کہ یہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔

[1] تفسیر الطبری: 63/12. [2] تفسیر الطبری: 63,62/12.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

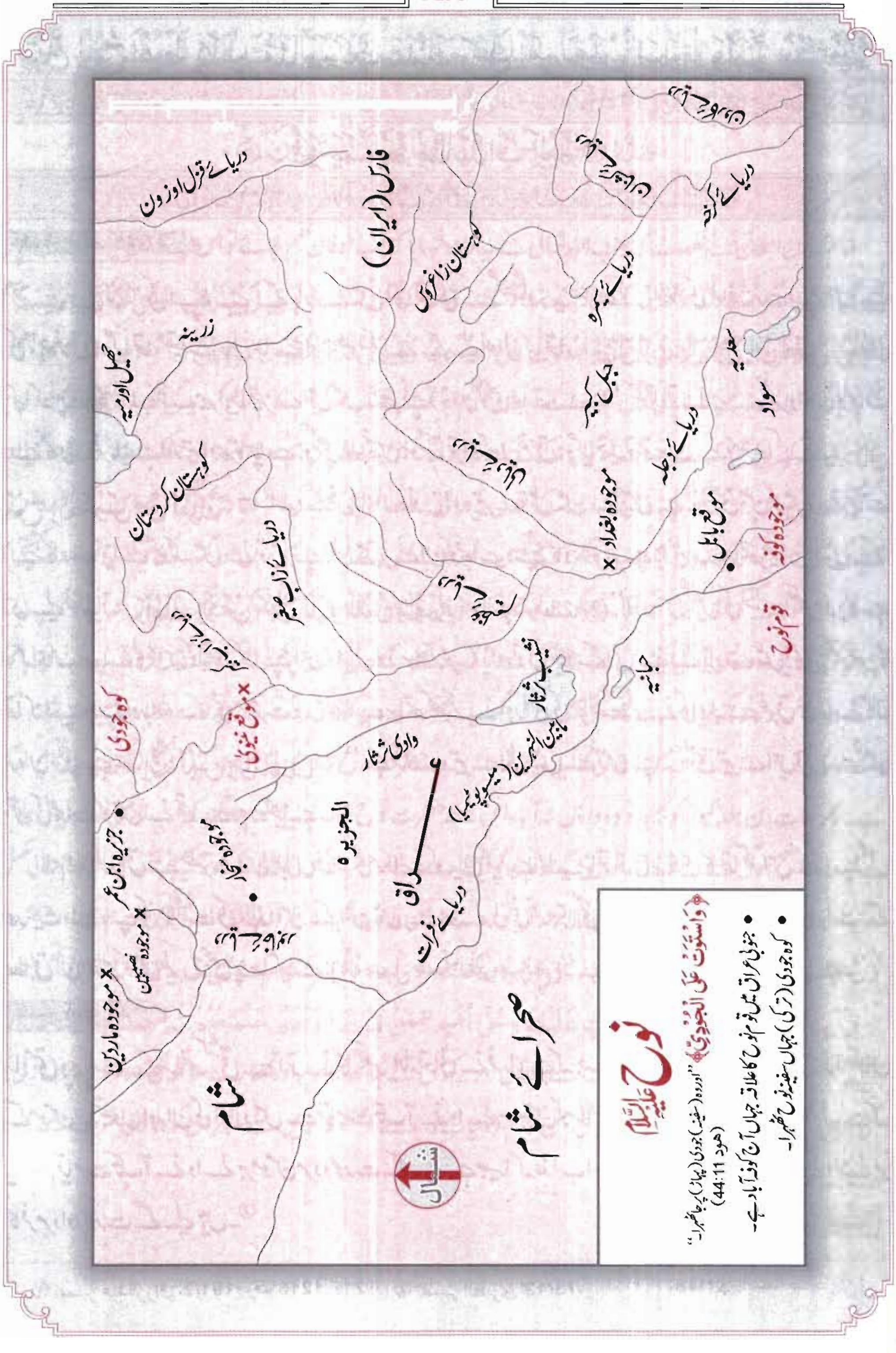

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

کہا گیا: اے نوح! اتر تو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (جو) تجھ پر اور تیرے ساتھ کی جماعتوں پر (نازل کی گئی) ہیں، اور کچھ جماعتیں

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿48﴾

ہوں گی کہ ہم انھیں (دنیا میں) فائدہ دیں گے، پھر انھیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ﴿48﴾

تفسیر آیات: 45-47

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے گفتگو: یہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے اپنے اس بیٹے کی، جو غرق ہو گیا تھا، حقیقتِ حال جاننے اور معلوم کرنے کے لیے سوال کیا تھا، ﴿فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ﴾ ''پس کہا کہ پروردگار! بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے (تو اس کو بھی نجات دے۔)'' کیونکہ تو نے میرے گھر والوں کو نجات دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا تو وہ کیوں غرق ہو گیا جبکہ تو تو سب سے بہتر حاکم ہے۔ ﴿قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ ''اللہ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔'' یعنی جن کو میں نے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے کیونکہ میں نے تو تیرے اہل میں سے ان کو نجات دینے کا وعدہ کیا ہے جو تیرے ساتھ ایمان لائیں گے، اسی لیے فرمایا: ﴿وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ﴾ (المؤمنون 23:27) ''اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائے گا) اس کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کو (سوار کر لو۔)'' اور نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کے بارے میں بھی یہ حکم ہو چکا تھا کہ اپنے باپ اور اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے اور ان کی مخالفت کرنے کی وجہ سے غرق ہو جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ ''بے شک وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔'' یعنی تیرے اس اہل سے نہیں جن کی نجات کا میں نے تجھ سے وعدہ کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ یہ بیٹا تو نوح علیہ السلام ہی کا تھا مگر اس نے اپنے عمل اور نیت سے باپ کی مخالفت کی، لہٰذا اس کے اہل میں سے ہونے کی نفی کر دی گئی۔ عکرمہ نے کہا ہے کہ بعض قراءات کے مطابق ان الفاظ کو اس طرح بھی پڑھا گیا ہے: [اِنَّهٗ عَمِلَ عَمَلًا غَيْرَ صَالِحٍ] ''بے شک اس نے غیر صالح عمل کیا ہے۔''[1]

تفسیر آیت: 48

سلامتی و برکت کے ساتھ کشتی سے اترنے کا حکم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری تو نوح علیہ السلام کو ان کے مومن ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے قیامت تک آنے والے ہر مومن کو سلام کہا گیا جیسا کہ محمد بن کعب کا قول ہے کہ یہ سلام قیامت تک آنے والے ہر مومن مرد و عورت کے لیے ہے جیسا کہ عذاب اور دنیوی فوائد قیامت تک آنے والے ہر کافر مرد اور عورت کے لیے ہیں۔[2]

[1] تفسیر عبدالرزاق: 191/2، رقم: 1216، 1217. [2] تفسیر الطبری: 73/12.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ

(اے نبی!) یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں، ہم انھیں آپ کی طرف وحی کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ آپ انھیں جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، اس لیے آپ

4 ع 14 4
هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿49﴾

صبر کریں، بے شک (بہترین) انجام متقین ہی کے لیے ہے ﴿49﴾

امام محمد بن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ اب طوفان تھم جائے تو اس نے زمین پر ہوا چلا دی، پانی ٹھہر گیا، زمین کے چشمے اور آسمانوں کے دروازے بند ہو گئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ﴾ (ھود11:44) ''اور حکم دیا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور (کشتی کوہِ) جودی پر جا ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں کے لیے دوری ہے۔'' اس سے پانی کم ہونا، اترنا اور خشک ہونا شروع ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر آ کر ٹھہر گئی۔ اہل تورات کے بقول یہ سال کے ساتویں مہینے کی سترہ تاریخ تھی، پھر اس کے بعد دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں۔ اور جب اس کے بعد چالیس دن اور گزر گئے تو نوح علیہ السلام نے کشتی کا وہ سائبان کھولا جو کشتی میں بنایا ہوا تھا۔ پھر کوے کو بھیجا کہ وہ پانی کی صورت حال کو معلوم کرے مگر وہ واپس نہ آیا تو آپ نے کبوتر کو بھیج دیا، وہ واپس آ گیا اور اس نے بتایا کہ اسے پاؤں رکھنے کے لیے زمین پر کوئی خشک جگہ نہیں ملی، آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر کبوتر کو پکڑ لیا اور اسے پھر کشتی میں داخل کر دیا۔ پھر سات دن اور گزرنے کے بعد اسے دوبارہ بھیجا تو یہ شام کے وقت واپس آیا اور اس کے منہ میں زیتون کا ایک پتا تھا، اس سے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ سطحِ زمین پر پانی کم ہو گیا ہے۔ پھر سات دن بعد کبوتر کو بھیجا تو وہ واپس نہ آیا، اس سے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ اب زمین (سے پانی چلا گیا ہے اور وہ) واضح ہو گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے طوفان کو بھیجنے سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے کبوتر بھیجنے تک پورا ایک سال مکمل ہو گیا اور دوسرے سال کے پہلے مہینے کا پہلا اتوار آیا تو روئے زمین ظاہر ہو گیا، (نظر آنے لگا) اور خشکی ظاہر ہو گئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے پردے کو ہٹا دیا اور زمین کا چہرہ دیکھا اور دوسرے سال کے دوسرے مہینے کی یہ ستائیس تاریخ تھی جب ﴿ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿48﴾ ﴾ ''حکم ہوا کہ نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمھارے ساتھ کی جماعتوں پر (نازل کی گئی) ہیں، اتر آؤ اور کچھ جماعتیں ہوں گی جن کو ہم (دنیا کے فوائد سے) محظوظ کریں گے، پھر ان کو ہماری طرف سے بہت دردناک عذاب پہنچے گا۔''[1]

تفسیر آیت: 49

---

[1] تفسیر الطبری:64/12.

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

اور (ہم نے) عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)، اس نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم

مُفْتَرُوْنَ ۞50 يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا

تو محض جھوٹ گھڑنے والے ہو 50 اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی ذات کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا

تَعْقِلُوْنَ ۞51 وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا

کیا، پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ 51 اور اے میری قوم! تم اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف توبہ کرو، وہ تم پر خوب برسنے والے بادل بھیجے

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۞52

گا اور تمھاری قوت پر قوت بڑھائے گا اور تم مجرم بن کر (حق سے) منہ نہ موڑو 52

یہ واقعات رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ یہ اور اس طرح کے دیگر واقعات ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ﴾ ''من جملہ غیب کی خبروں کے ہیں۔'' یعنی غیب کی گزشتہ خبروں میں سے ہیں، ہم انھیں آپ کی طرف اس طرح وحی کے ذریعے سے بیان کرتے ہیں، گویا آپ ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ﴿نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ﴾ ''ہم انھیں آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔'' یعنی ہم آپ کی طرف وحی بھیج کر آپ کو یہ واقعات بتاتے ہیں۔ ﴿مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ﴾ ''اس سے پہلے نہ آپ ہی ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم (ہی ان سے واقف تھی۔)'' یعنی ان واقعات کا اس سے پہلے نہ آپ کو علم تھا اور نہ آپ کی قوم میں سے کسی کو۔ آپ کی تکذیب کرنے والا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان واقعات کو آپ نے فلاں شخص سے سیکھا ہے بلکہ ان واقعات سے تو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا اور صحیح صحیح اسی طرح مطلع فرمایا ہے جس طرح یہ رونما ہوئے تھے، پھر سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی کتابیں بھی ان واقعات کی شاہد ہیں۔ لہٰذا آپ کی قوم میں سے جو آپ کی تکذیب کرے اور آپ کو ایذاء پہنچائے تو آپ صبر کریں، ہم آپ کو اپنی نصرت واعانت سے سرفراز فرمائیں گے اور دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی سے آپ اور آپ کی فرمانبرداری کرنے والے ہی شادکام ہوں گے جیسا کہ سابقہ پیغمبروں کو بھی ہم ہی نے ان کے دشمنوں کے مقابلے میں فتح ونصرت سے نوازا تھا، چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......﴾ (المؤمن 40:51) ''بے شک ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں......''

اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۞ۚۖ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۞﴾ (الصّٰفّٰت 37:171,172) ''اور یقیناً اپنے پیغام پہنچانے والے بندوں سے ہمارا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہی (مظفر و) منصور ہیں۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۞49﴾ ''اس لیے صبر کیجیے بے شک انجام پرہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے۔''

تفسیر آیات: 50-52

حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ﴾ ''اور ہم نے عاد کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ